# زادِ مجاھد

مولانا محمد مسعود اظہر

مکتبہ حسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# زادِ مجاہد

از قلم

مولانا محمد مسعود ازہر

ناشر:

مکتبہ حسن


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست

# فہرست

# فہرست

# فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تعارف

(طبع جدید)

۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰۰۶ء

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پناہ شکر کہ اس کی توفیق سے ’’زادِ مجاہد‘‘ پر...... نظر ثانی کا موقع ملا...... یہ کتاب تقریباً گیارہ (۱۱) سال پہلے لکھی گئی تھی...... نظر ثانی اور تصحیح کے وقت کتاب کا تیرھواں ایڈیشن میرے سامنے ہے...... اسے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ کتاب کو نظر ثانی اور تصحیح کی بے حد ضرورت تھی...... اب انشاء اللہ تصحیح شدہ مضمون کی نئی کتابت ہوگی...... اور ان شاء اللہ قارئین کرام مضمون کو سمجھنے میں زیادہ آسانی محسوس فرمائیں گے...... بعض مقامات پر ’’حواشی‘‘ کا اضافہ بھی کردیا ہے...... تاکہ...... بعض باتیں جو ’’پرانی‘‘ ہوچکی ہیں وہ ’’نئی‘‘ ہوجائیں...... اس لیے کہ ’’زمانہ‘‘ بے حد تیزی سے بدل رہا ہے...... حالات سیلابی رفتار سے تبدیل ہورہے ہیں...... اور دنیا تباہی کی طرف بے تحاشا دوڑ رہی ہے......

☆☆☆

دین اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ’’محفوظ‘‘ دین ہے...... اور ’’امت محمدیہ‘‘ روئے زمین کی آخری امت ہے...... اس لئے کفر کی بھیانک طاقت دیکھ کر...... مجھے کبھی یہ وسوسہ نہیں آیا کہ...... جہاد بند ہوجائے گا...... اور مجاہدین ختم ہوجائیں گے...... دنیا بھی کمزور ہے اور اس کی طاقتیں بھی...... کفر بھی مکڑی کا جالا ہے اور اس کی قوت بھی...... جبکہ...... جہاد اوپر سے آیا

ہے...... یہ اللہ تعالیٰ کی ''وحی'' اور اس کا ''حکم'' ہے...... کس کی ہمت ہے کہ اس کو بند کر سکے...... اور کس کی طاقت ہے کہ...... ایسا فضول دعویٰ کر سکے...... یہ کتاب جہاد اور مجاہدین کے لئے لکھی گئی ہے...... تا کہ...... جہاد شریعت کے مطابق رہے...... اور مجاہدین اخلاص اور تدبیر کے ساتھ جہاد کر سکیں...... اس کتاب میں ''اپنی باتیں'' نہیں...... بلکہ...... شریعت کے احکامات کا بیان ہے...... تاریخ گواہ ہے کہ...... مجاہدین نے جب بھی ان احکامات پر عمل کیا ہے...... انہیں قوت اور کامیابی ملی ہے...... اس لئے اس ''مضمون'' اور ''یاد دہانی'' کی ضرورت ابھی ختم نہیں ہوئی...... جو...... اس کتاب کا ''اصل موضوع'' ہے۔ چنانچہ تصحیح اور ضروری ترمیم کے بعد...... اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے...... مالک الملک سے قبولیت کی دعا ہے......

☆☆☆

ماضی میں مجاہدین...... کافی اہتمام سے اس مضمون کی تعلیم کرایا کرتے تھے...... اور اب بھی مختلف شعبوں میں کبھی کبھار اس کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے...... اس کتاب میں جہاد اور مجاہدین کا جو نقشہ پیش کیا گیا ہے...... افغانستان کی ''تحریک طالبان'' اس کا ''عملی نمونہ'' بن کر ابھری...... گویا دل کی تمنا خوب پوری ہوئی...... حالانکہ جب یہ کتاب لکھی گئی تھی تو...... تحریکِ طالبان میرے سامنے نہیں تھی...... اور ابھی تک وہ حضرات قندھار وغیرہ میں محض ایک ''علاقائی طاقت'' تھے...... اسلام کی باتیں سچی ہیں...... اس کتاب میں مجاہدین کے لئے جو اسلامی احکامات بیان کئے گئے...... کچھ ہی عرصہ بعد...... ان میں سے اکثر کا عملی نقشہ دنیا کے سامنے آ گیا...... اس میں ایمان والوں کے لئے بڑی نصیحت ہے...... اور اس میں دلوں کے اطمینان کا کافی سامان ہے......

بے شک جب بھی شریعت کے مطابق ''جہاد'' ہوگا اور ''شرعی جماعت'' وجود پائے گی تو اس کے نتائج پورے عالم پر پڑیں گے......

☆☆☆

طالبان آئے اور چلے گئے...... امت مسلمہ ان کے بارے میں سوچتی رہ گئی...... گویا ایک نعمت ملی...... اور پھر واپس لے لی گئی...... اور مسلمانوں نے اس کا پورا فائدہ نہ اٹھایا...... حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے ''دور خلافت'' کی طرح...... حضرت ملا محمد عمر مجاہد زید قدرہ کا ''دور امارت'' بھی مختصر رہا...... مگر ان دونوں کو...... ان شاء اللہ...... قیامت تک نہیں بھلایا جا سکے گا...... زندگی ایک دن کی ہو یا سو سال کی...... اچھی اور مبارک صرف وہی ہے جو ایمان، غیرت، ...... اور اسلامی شان کے ساتھ بسر ہو...... طالبان نے سات سال میں بہت کچھ کیا...... اور دنیا کے رخ ہی کو پھیر دیا...... اللہ پاک امیر المؤمنین اور ان کے مخلص ساتھیوں کو...... امت مسلمہ کی طرف سے خوب خوب جزائے خیر عطاء فرمائے...... ان حضرات نے مسلمانوں کو گردن اٹھا کر جینے کی راہ پر ڈالا...... ایسی گردنیں مسلمانوں کو زیب دیتی ہیں...... ایسی گردنیں کاٹی بھی جاتی ہیں...... تب رب تعالیٰ ان کا خریدار بن جاتا ہے...... کیا ایک سچے مسلمان کو اس سے بڑھ کر کچھ اور چاہئے؟؟؟......

☆☆☆

جہاد اسلام کا ایک محکم اور قطعی فریضہ ہے...... اور اصل اور شرعی جہاد وہی ہے جو بدر اور اُحد میں...... حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا...... باقی جن لوگوں نے اپنے اپنے جہاد بنائے ہوئے ہیں...... وہ...... خود کو دھوکا دے رہے ہیں...... اور جان بچانے کے فضول کام میں لگے ہوئے ہیں...... امت اُسی جہاد پر آئی گی تو غلبہ اور خلافت پائے گی...... اور اُسی جہاد کی بدولت زمین پر اسلام کا نظام نافذ ہوگا...... جہاد کی دعوت دینے والے مایوس نہ ہوں...... جہاد کو سمجھنے والے مشکل حالات سے نہ گھبرائیں...... صبح شام...... اور رات دن مسلمانوں کو جہاد سمجھاتے رہیں...... اور خود بھی جنت کی خوشبو والے میدانوں کو ڈھونڈتے رہیں...... جہاد کے لئے جماعت کی ضرورت پڑتی ہے...... کیونکہ...... یہ ایک ''اجتماعی عمل'' ہے...... اب جہاد کی جماعت کیسے بنے؟...... ''زاد مجاہد'' جماعت بنانے، جماعت چلانے...... اور جماعت نبھانے کا

طریقہ بتاتی ہے......اس کو ایک بار سمجھ کر پڑھ لیجئے......اور پھر دل کو غفلت سے بچانے کے لئے کبھی کبھار اس کی تعلیم کرا لیا کیجئے...... جہاد کے خلاف شور بہت زیادہ ہے......اور جہاد دشمنانِ اسلام کی نظر میں سب سے بڑا ’’جرم‘‘ ہے...... جہاد کے خلاف جو فتنے ہیں......ان میں سے بعض بہت ’’رنگین‘‘ ہیں......یعنی دل کو اپنی طرف کھینچنے والے......جبکہ بعض فتنے بہت ’’سنگین‘‘ ہیں......یعنی ڈرانے اور دھمکانے والے...... ہم سب جانتے ہیں کہ...... انسان مٹی سے بنا ہے......اور بہت کمزور ہے......اسے امن اچھا لگتا ہے......اور وہ خطرات سے ڈرتا ہے...... ہمارے سامنے بھی جہاد چھوڑنے کی صورت میں ایک ’’پرکشش‘‘ زندگی ہے......کیا ہم اس کی طرف چھلانگ لگا دیں گے؟......میرے بھائیو! اگر ایسا خیال دل میں آئے تو ایک بار ضرور...... اپنے مقتدا، پیشوا......اور آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پڑھ لینا......اور صرف ایک بار......قرآن پاک کی ’’آیاتِ جہاد‘‘ پر ضرور نظر ڈال لینا......پھر اگر شہداء کا راستہ چھوڑنے...... اور اس دھوکے باز، فراڈی اور فانی دنیا کی طرف مائل ہونے پر دل آمادہ ہو تو...... آپ کی مرضی!......

اللہ پاک ہم سب کی قسمت اچھی بنائے......اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے......

☆☆☆

ہم اور وہ اکھٹے جہاد میں آئے......ان میں سے کچھ ہم سے بڑے اور کچھ چھوٹے تھے...... پھر وہ ہم سے آگے نکل گئے......اور ہنستے مسکراتے اس دنیا کے امتحان سے گزر گئے......ہم اپنے دل سے پوچھیں کہ......وہ کامیاب ہوئے یا ناکام؟......اگر وہ کامیاب ہو گئے تو ہم پر کیا آفت آئی ہے کہ ہم......راہ حق......اور راہ شہادت کو چھوڑ کر دنیا کی غلاظت جمع کرتے رہیں......اور یہاں کے فضول مسائل میں الجھتے چلے جائیں......افغانستان وکشمیر سے لے کر مسجد اقصیٰ تک خون ہی خون ہے...... بہت پاکیزہ خون، بہت معطر، بہت منور اور بہت خوشبودار خون......اگر اللہ پاک نے ان کی شہادت قبول کر لی تو وہ ہمارا انتظار کر رہے ہیں...... یہ بات ہمیں کبھی بھی

نہیں بھولنی چاہئے……

☆☆☆

افغانستان کا جہاد ایک نئے مرحلے میں ہے……عراق اللہ تعالیٰ کے شیروں کا نیا جنگل بن کر ابھرا ہے، کشمیر کی تحریک ابھی تک پورے ولولے کے ساتھ جوان خون پیش کر رہی ہے……قرآن پاک کی آیات جہاد مسلمانوں کو اپنی طرف بلا رہی ہیں……امت مسلمہ پر امتحان کا وقت ہے…… مگر کامیابی چند قدموں کے فاصلے پر ہے……

اس وقت جہاد مشکل نہیں……مگر جہاد پر استقامت بہت مشکل ہے…… جہاد پر استقامت کے لئے ''محبت اور وفا'' سے بھری جماعت کی ضرورت ہے……''زاد مجاہد'' مسلمانوں کی خدمت میں حاضر ہے……اللہ تعالیٰ قبول فرمائے……

**ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم**

**وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علی اله و اصحابه اجمعین**

محمد مسعود ازہر

یوم الجمعه

۱۶/صفر الخیر ۱۴۲۷ھ

بمطابق ۱۷/مارچ ۲۰۰۶ء

# پیش لفظ

(تہاڑ جیل نئی دہلی......۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۹۹۵ء)

تقریباً ایک سال کا عرصہ مختلف عقوبت خانوں میں گزار کر جب میں جیل لایا گیا تو جیل اچھی لگنے لگی کیونکہ یہاں پر نہ تو چیخیں اور سسکیاں سن کر دل لرزتا ہے اور نہ ہی بے شرمی اور بے حیائی کے وہ مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں جو ہر عقوبت خانے (ٹارچر سینٹر) میں روزانہ کا معمول ہوتے ہیں۔ جیل میں بھی مجھ پر خصوصی نگرانی رہی یعنی مجھے اس وارڈ میں رکھا گیا جہاں کی سختی اور پابندی سے بڑے بڑے نامی گرامی مجرم گھبراتے ہیں۔ اصل میں یہ وارڈ جیل خانے کی ''جیل'' ہے۔ جہاں پر کسی قیدی کو جیل میں کوئی جرم یا فساد وغیرہ کرنے پر بطور سزا کے زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک رکھا جاتا ہے۔ مگر مجھے جیل میں لاتے ہی اس وارڈ کی ایک چکی (سیل) میں ڈال دیا گیا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے سخت گرمی اور کڑکتی دھوپ کے بعد انسان کسی سایہ دار درخت کے نیچے آجاتا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ہم جہاں پر تھے وہاں صبح ہوتے ہی سب اسیروں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔ علی الصبح ہاتھوں سے ہتھکڑیاں اور پاؤں سے بیڑیاں کھول کر بندوقوں اور ڈنڈوں کے سائے اور فحش گالیوں کی بوچھاڑ میں بیت الخلاء لے جایا جاتا تھا۔ چونکہ چوبیس گھنٹے میں قضاء حاجت کے لئے صرف یہی موقع ہوتا تھا اس لئے سب ہی گرتے پڑتے گالیاں کھاتے اور ڈنڈے سہتے، لنگڑاتے لنگڑاتے اور کراہتے کراہتے اس مشکل مگر ضروری عمل سے گزرتے۔ پھر صبح نو بجے کے بعد پوری عمارت چیخوں سے تھرتھرا جاتی۔ جی ہاں پوچھ تاچھ کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ کوئی الٹا لٹکا ہوا قرآنی آیات پڑھ رہا ہے اور درد سے کراہ رہا ہے۔ کوئی کرنٹ کی خوفناک تکلیف میں اللہ اللہ پکار رہا ہے۔ کسی کی ٹانگیں دس دس مُشرک مل کر چیر رہے ہیں۔ تو کسی کے ننگے بدن پر کوڑے برسائے جا رہے ہیں۔ کسی کی داڑھی اکھاڑی جا رہی ہے تو کسی کو شراب پینے پر مجبور کرنے کے لئے بری طرح

روندا جا رہا ہے۔ اکثر قیدی ننگے کر دیئے جاتے ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے منہ میں دے کر پوچھا جاتا! ہاں کہاں ہیں تمہارے مددگار؟ ہاں مل گئی تم کو آزادی؟ کوئی پاگلوں کی طرح چیختا نظر آتا تھا کہ اسے پٹرول کا انجکشن لگا دیا گیا تھا اور کسی کو کئی کئی دن باندھ کر پنجوں کے بل کھڑا رکھا جاتا اور کھانے کے وقت کھانے میں غلاظت ملا دی جاتی۔ وہاں ان کا سب سے پسندیدہ مشغلہ یہ تھا کسی ایک مجاہد کو برہنہ کر کے سب گھیر لیتے اور تھپڑوں اور مکوں سے مار مار کر ایک دوسرے کی طرف پھینکتے اور اسے کہتے ہاں! اب کرو جہاد کی باتیں! پھر لوہے کی سلاخیں برسنے لگتیں کہ اپنی ماں کو گالی دو! پاکستان کے خلاف نعرے لگاؤ! جہاد کے خلاف نعرے لگاؤ۔ وہ مجاہد جو نکلا ہی ماؤں کے تحفظ کے لئے تھا اور جو نکلا ہی جہاد کو زندہ کرنے کے لئے تھا وہ کہاں ان کی فرمائش پوری کر سکتا؟ بس پھر سلاخیں اپنا کام دکھاتیں مجاہد گر پڑتا تو مشرک اس پر کودنے لگتے کسی کے منہ پر پیشاب ڈال دیا جاتا اور کسی کے ساتھ بے حیائی والے دیگر ہتھکنڈے آزمائے جاتے اور جب ناک منہ سے خون ابل پڑتا اور غنودگی طاری ہوتی تو یہ دلچسپ تماشہ ختم ہوتا۔

آہ! بہت عجیب و غریب جگہ تھی وہ۔ جی ہاں ایسے ہی سینکڑوں عقوبت خانے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں جہاں اللہ کے شیروں پر ترقی یافتہ دنیا کے ترقی یافتہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ اس امید پر کہ شاید اسلام مٹ جائے۔ شاید یہ دیوانے تھک جائیں شاید یہ جھک جائیں مگر حقیقت میں یہ آگ کی وہ بھٹیاں ہیں جن میں جو ایک بار جلایا جاتا ہے وہ کندن بن کر نکلتا ہے یہاں جسم کٹتے ہیں مگر ایمان بڑھتا ہے یہاں پر دشمن کا اصلی چہرہ نظر آتا ہے۔ یہاں روح کو طاقت ملتی ہے یہاں جسم سے لہو رستا ہے مگر نظریات کو پختگی اور بلندی ملتی ہے۔ یہ وہی تربیت گاہیں ہیں جہاں سے سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور سیدنا خبّاب رضی اللہ عنہ کندن بن کر نکلے تھے۔ یہاں بے شک گوشت کے جلنے کی بو آتی ہے مگر دل والوں کو یہاں پر پھلنے پھولنے والے ایمان کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ میں نے یہاں ایمان اور کفر دونوں کی

اس حقیقت کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا جو قرآن مجید نے بیان فرمائی ہے۔ کفر کی حقیقت پہچانی اور ایمان کے یہ مناظر دیکھے کہ جب ایک بھائی کو مار پڑ رہی ہوتی تو باقی سب ساتھی اپنے کمروں اور سیلوں میں سجدوں میں تڑپ اور سسک رہے ہوتے تھے وہ زمین آنسوؤں سے گیلی ہو جاتی جہاں وہ سجدہ کرتے تھے وہ آہیں بھر بھر کر اپنے بھائی کی عافیت کے لئے بارگاہِ ارحم الراحمین میں التجائیں کرتے۔ یہاں سب کا یہ تجربہ رہا کہ جس کو خود مار پڑتی اس کا صرف جسم دُکھتا تھا جبکہ باقی سب کے دل و جان دونوں دُکھتے تھے۔ ایک بار مجھے ایک خصوصی مرحلے سے گزار کر لایا گیا ساتھیوں نے جب میری حالت دیکھی تو چادروں میں منہ ڈال کر اتنا روئے کہ کمرہ ان کی سسکیوں سے گونجنے لگا کافروں کی ضربوں نے میری آنکھ سے ایک آنسو بھی نہیں نکالا تھا وہاں تو صرف خون بہا تھا مگر ایمانی اخوت کا یہ منظر دیکھ کر میرے آنسوؤں کا بندھن ٹوٹ گیا تب میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ الحمدللہ میں کفر کے تشدد سے نہیں بلکہ ایمان کی حلاوت سے رویا ہوں۔ یہاں یہ بھی پابندی تھی کہ کوئی کسی کی خدمت نہ کرے اور نہ کوئی کسی کو عزت سے پکارے۔ مگر کتنے ساتھیوں نے عزت سے نام پکارنے کے جرم میں خوفناک ماریں کھائیں۔ وہ ایمانی منظر میں کیسے بھول سکتا ہوں جب ہم رات کو لیٹتے تو کوئی ساتھی کسی طرح سے آیوڈیکس یا کوئی دوائی منگواتا پھر اپنے زخمی جسم کو بھول کر کمبل کے نیچے چھپ کر اور لیٹ کر اتنی دور آتا جتنا اس کی ہتھکڑی کی زنجیر اجازت دیتی پھر سخت خطرہ اور مشقت مول لے کر ہمارے ہاتھوں اور پاؤں کی مالش کرتا جو ڈبل روٹیوں سے بڑھ کر سوج چکے ہوتے تھے۔ بہرحال میں نے اس خوفناک جگہ پر جس طرح ایمانی اقدار کو پھلتے پھولتے دیکھا وہ میری زندگی کا ایک ایسا قیمتی تجربہ ہے جس نے میرے نظریات کو تو مضبوط تر کیا ہی اس کے علاوہ بھی مجھے بہت کچھ سکھا دیا۔ ایسے تین بدنام عقوبت خانوں سے گزر کر جب جیل پہنچا تو یہاں پر راحت کا محسوس ہونا ایک فطری اور قدرتی امر تھا۔ مگر جیل حکام کو ان کی خفیہ ایجنسیوں نے بہت ڈرا دیا تھا۔ اس لئے انہوں نے کڑی نظر رکھی اور ہر آن سختی اور پابندی

بڑھاتے ہی چلے گئے۔ ذہن کو جب کچھ سکون اور جسم کو قدرے راحت ملی اور کاغذ قلم بھی ہاتھ لگا تو پھر اپنے ادھورے کام کو مکمل کرنے کا جنون سوار ہوا۔ بہت کچھ دل و دماغ میں باقی تھا جس کی کارگزاری مسلمانوں کو سنانی تھی۔ چنانچہ موقع پا کر لکھنا شروع کیا اور ایک اہم موضوع پر دوسو صفحات لکھ ڈالے وہ کافی اہم معلوماتی اور ضروری مقالہ تھا مگر پھر حالات نے کروٹ بدلی اور اپنے ہاتھوں سے اپنی اس محنت کو ضائع کرنا پڑا کہ مبادا دوستوں کے ہاتھ لگنے سے پہلے دشمنوں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ ان صفحات کے ضائع ہونے پر دل کو سخت دھچکا لگا اور پہلی مرتبہ احساسِ محرومی نے آگھیرا اور خیال آیا کہ شاید اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں کی بدولت دین کے کام سے چھٹی کا وقفہ ختم نہیں ہوا۔ اس واقعہ کے تقریباً تین ماہ بعد جیل کے حالات میں کچھ سدھار آیا اور بیرونی دنیا سے رابطہ بھی بحال ہوا۔ تب باہر کے حالات سن کر دل میں یہ درد پیدا ہوا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لئے جس عمل کے احیاء کی ضرورت تھی وہ عملِ جہاد الحمدللہ پوری آب و تاب کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ اور اس کام کے لئے امت کے جس طبقے کی تلاش تھی وہ مجاہدین کا طبقہ اب تقریباً منظّم طور پر وجود میں آچکا ہے۔ لیکن اب پوری دنیا کے سازشی ذہن جہاد اور مجاہدین کے خلاف متحد ہو چکے ہیں اور ان کے خاتمے کے لئے ہر وہ حیلہ کر رہے ہیں جو وہ کر سکتے ہیں اور مجاہدین کو ہر طرف سے خطرات کا سامنا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ مجاہدین ابھی سے ایسی پیش بندی اور منصوبہ بندی کریں کہ وہ ہر قسم کے داخلی و خارجی خطرات سے محفوظ ہو جائیں۔

کل تک سب کے دل میں یہ کڑھن تھی کہ اللہ کے کلمے کی بلندی اور اسلام کی عظمت کے لئے ایک ایسا طبقہ میدان عمل میں اتر آئے۔ جو کردار کا غازی ہو اور زندگی سے زیادہ موت کو عزیز رکھتا ہو۔ وہ کفار کی ذہنی اور فکری غلامی سے آزاد ہو اور جہاد فی سبیل اللہ کا علمبردار ہو۔ کیونکہ اسلام کی حفاظت کے لئے جہاد اور مجاہدین کی ضرورت ہے۔ اور اب یہ فکر اور کڑھن پیدا ہو گئی کہ کسی طرح سے جہاد و مجاہدین کی حفاظت کا بھی پورا پورا بندوبست کیا

جائے اور ابھی سے ایسے اقدامات کر لئے جائیں جن کی بدولت یہ عظیم نعمت جو امت کو صدیوں کے انتظار کے بعد ایسی شان وشوکت سے نصیب ہوئی ہے ہر قسم کے فتن و آفات اور خطرات سے محفوظ ہو جائے۔ یہ فکر اور کڑھن اتنی شدت اور قوت سے پیدا ہوئی کہ فوری طور پر اپنے مجاہد ساتھیوں کو ایک مختصر کھلا خط لکھنے کا ارادہ کر لیا اور جلدی جلدی چند صفحات لکھ ڈالے۔ پہلے ارادہ تھا کہ چند صفحات کا خط فوری طور پر روانہ کر دیا جائے اور مجاہدین کرام کو ان خطرات سے آگاہ کیا جائے جو ان کے ارد گرد اور اوپر نیچے منڈلا رہے ہیں پھر یہ مضمون تھوڑا سا طویل ہو گیا اور ایک مختصر رسالے کی شکل اختیار کر گیا۔ اسی دوران جیل کے حالات پھر خراب ہو گئے مگر اب ان اوراق کو ضائع کرنے کی بجائے چھپانے کا انتظام ہو گیا تھا پھر بھی ڈیڑھ دو ماہ تک یہ چند صفحات چھپانا کسی معرکے سے کم نہیں تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نصرت رہی اور یہ اوراق جو چھپ چھپ کر اور عام حالات سے کافی مختلف حالات میں لکھے گئے تھے ضائع ہونے سے بچ گئے اسی دوران حسن اتفاق سے مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالیٰ (جن کا تذکرہ میں اپنے اس رسالہ میں پہلے ہی کر چکا تھا) کی ایک کتاب (عالم پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر) ہاتھ لگی اور مطالعہ کا شرف حاصل ہوا اس کتاب نے میرے نظریئے اور خیالات کو اور زیادہ پختہ کر دیا بلکہ اس کتاب کی اکثر باتیں وہی تھیں جو میرے ذہن میں اٹھتی اور دل میں تڑپتی تھیں گویا کہ کتاب کے بعض مضامین میں میرے گونگے خیالات کی فصیح و بلیغ اور عالمانہ ترجمانی موجود تھی۔ جیل کے حالات کچھ بہتر ہوئے تو چھپائے گئے اوراق کو نکال کر ترتیب دیا اور باقی ماندہ مضمون کو مکمل کیا اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالیٰ کی کتاب کے کچھ اقتباسات بھی اس مضمون میں شامل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور یوں یہ چند صفحات کا مضمون کئی ماہ کے عرصے میں مکمل ہو گیا۔ اب مسئلہ تھا اسے اپنے مخلصین تک پہنچانے کا۔ چنانچہ یہ مشکل مرحلہ جو ایک مستقل معرکہ تھا اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے کامیابی کے ساتھ طے پا گیا اور یہ مسودہ الحمدللہ پاکستان پہنچ گیا۔

اگر یہ معروضات شائع ہو جائیں تو مجاہدین کرام (خواہ وہ کسی بھی تنظیم سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی بھی محاذ پر مصروف عمل ہوں) سے خصوصی گزارش ہے کہ یہ معروضات آپ کے ہی ایک بھائی نے آپ ہی کے لئے تحریر کی ہیں آپ ان معروضات کو مکمل غور سے پڑھیئے اگر کچھ اچھی باتیں ملیں تو خود بھی عمل کیجئے اور اپنے دوسرے بھائیوں تک بھی پہنچایئے اور یاد رکھیئے آج امت مسلمہ کی نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ مظلوم مائیں، بہنیں اور بیٹیاں آپ کے انتظار میں ایک ایک لمحہ گن گن کر گزار رہی ہیں۔ عقوبت خانوں سے اٹھنے والی احد احد کی صدا آپ کو پکار رہی ہے کعبۃ اللہ اور مسجد نبویؐ سے لے کر اہل حق کی ہر مسجد و خانقاہ میں آپ کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں آپ کا وجود امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے آپ کی زندگی سعادت اور موت شہادت ہے مگر اللہ کے دشمن آپ کے خلاف متحد ہو چکے ہیں۔ رات دن آپ کے خلاف سازشیں کی جاتی ہیں۔ آپ کا وجود ہر دشمنِ اسلام کو کھٹک رہا ہے اور ان سب کی زندگیوں کا ایک ہی بڑا مقصد ہے اور وہ ہے آپ کا خاتمہ۔ اقوام متحدہ کا ادارہ ہو یا انسانی حقوق کی تنظیمیں، اقتصادی اتحاد ہوں یا جنگی، ہر جگہ آپ کو دنیا کا سب سے خطرناک مسئلہ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اسلام دشمن داڑھیاں رکھ کر، اور مکّار شیاطین ہمدردوں کی شکل میں آپ کی صفوں میں گھسائے جا رہے ہیں کافر و منافق سب کو آپ سے خطرہ ہے تمام شیطانی طاقتیں آپ کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ ان شاء اللہ آپ کا رب آپ کو ان خطرات سے بچائے گا مگر آپ کو بھی کچھ کرنا ہوگا۔ اگلے صفحات میں اسی ''کچھ'' کا تذکرہ ہے جو ہم نے اور آپ نے کرنا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر الخلق کلھم محمد وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

محمد مسعود ازہر

تہاڑ جیل نمبر (۱) نئی دہلی

۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۹۹۵ء

# حرفِ آغاز

یہ معروضات آپ کے ہی ایک بھائی نے آپ ہی کے لئے تحریر کی ہیں۔ آپ ان معروضات کو مکمل غور سے پڑھیئے۔ اگر کچھ اچھی باتیں ملیں تو خود بھی عمل کیجئے اور اپنے دوسرے بھائیوں تک بھی پہنچائیے اور یاد رکھیئے آج امت مسلمہ کی نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں مظلوم مائیں، بہنیں اور بیٹیاں آپ کے انتظار میں ایک ایک لمحہ گن کر گزار رہی ہیں۔ عقوبت خانوں سے اٹھنے والی احد احد کی صدا آپ کو پکار رہی ہے۔ کعبۃ اللہ اور مسجد نبویؐ سے لے کر اہل حق کی ہر مسجد و خانقاہ میں آپ کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ آپ کا وجود اس امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ آپ کی زندگی سعادت اور موت شہادت ہے مگر اللہ کے دشمن آپ کے خلاف متحد ہو چکے ہیں۔ رات دن آپ کے خلاف سازشیں رچی جاتی ہیں۔ آپ کا وجود ہر دشمن اسلام کو کھٹک رہا ہے۔ اور ان سب کی زندگیوں کا ایک ہی بڑا مقصد ہے اور وہ ہے آپ کا خاتمہ۔ اقوام متحدہ کا ادارہ ہو یا انسانی حقوق کی تنظیمیں، اقتصادی اتحاد ہوں یا جنگی، ہر جگہ آپ کو دنیا کا سب سے خطرناک مسئلہ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اسلام دشمن داڑھیاں رکھ کر اور مکار شیاطین ہمدردوں کی شکل میں آپ کی صفوں میں گھسائے جا رہے ہیں کافر و منافق سب کو آپ سے خطرہ ہے تمام شیطانی طاقتیں آپ کے خلاف برسرپیکار ہیں ان شاء اللہ آپ کا رب آپ کو ان خطرات سے بچائے گا مگر آپ کو بھی کچھ کرنا ہوگا۔ اگلے صفحات میں اسی ''کچھ'' کا تذکرہ ہے جو ہم نے اور آپ نے کرنا ہے۔

# جہادی تحریکوں کے لیے دستور ولائحہ عمل

حقیقت یہ ہے کہ آج دشمنانِ اسلام کے لئے مسلمانوں کا وجود اور اسلام کا نام ہی قابل برداشت نہیں ہے انہیں مسلمانوں کے ہاتھوں ماضی میں اپنے طاقتور آباؤ اجداد کا انجام معلوم ہے اور وہ ماضی کے دور کو مستقبل میں دہرائے جانے کے خطرے کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔اس کے لئے طویل عرصے تک انہوں نے محنت کر کے مسلمانوں سے خلافت، اجتماعیت اور جہاد کو چھینا، قومیت اور وطنیت کے جذبے کو بڑھاوا دے کر انہیں ٹکڑیوں میں بانٹا اور وہ ماحول تیار کیا جس میں مسلمانوں کا خاتمہ آسان ہو جائے۔اس سلسلے میں انہوں نے اسلامی ممالک کی حکومتوں پر اپنے اداروں اور یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل کفر پسند، مفاد پرست، بزدل اور عیاش حکمرانوں کو بٹھانے کی کامیاب کارروائی کی۔اب جبکہ میدان ان کی نظر میں صاف تھا اچانک افغانستان کا جہاد شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے قدیم اسلامی تحریکیں منظّم ہو گئیں اور مزید نئی طاقتور تنظیمیں وجود میں آ گئیں اور بکھرے ہوئے رجال کار متحد ہو گئے۔

# موجودہ جہادی تحریکوں میں قدرِ مشترک

دور حاضر میں چلنے والی یا کچھ عرصہ قبل اختتام پذیر ہونے والی جہادی تحریکوں میں ایک قدرِ مشترک یہ ہے کہ یہ تمام تحریکیں کسی منظّم منصوبہ بندی کے تحت شروع نہیں ہوئیں۔ بلکہ یہ تمام تحریکیں بعض مخصوص حالات کے ردعمل کے طور پر وجود میں آتی گئیں اور پھر بعد میں آہستہ آہستہ منظّم ہوتی چلی گئیں۔ جہاد افغانستان ہو یا جہاد کشمیر، تحریک تاجکستان ہو یا معرکہ بلقان (بوسنیا) ان تمام تحریکوں کے آغاز میں نہ تو جہاد فی سبیل اللہ کی باقاعدہ تربیت تھی اور نہ کوئی منظّم پروگرام۔

افغانستان کے اسلامی تشخص کو کمیونزم کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے بچانے کیلئے چند اللہ والے افغانوں نے متفرق طور پر علم جہاد بلند کیا مگر دیکھتے ہی دیکھتے اسباب و وسائل سے عاری یہ غیر منظّم تحریک دور حاضر میں جہاد کی سب سے طاقتور اور منظّم تحریک بن گئی۔ کشمیر میں سیاسی عمل کے ذریعے منزل کو ناممکن دیکھ کر بعض نوجوانوں نے بھارت کے ناجائز قبضے کے خلاف چھوٹے چھوٹے ہتھیار اُٹھائے اور پھر کچھ ہی عرصہ میں یہ تحریک کشمیر اور جموں کے طول و عرض میں اس طاقت و قوت کے ساتھ پھیل گئی کہ چھ لاکھ انڈیا آرمی، بارڈر سیکورٹی فورسز اور راشٹریہ رائفلز کے مسلح دستے اسے دبانے میں ناکام نظر آرہے ہیں۔

تاجکستان میں اسلامی انقلاب کی پر امن جدوجہد کو آہنی ہاتھوں سے کچلنے کی گھناؤنی کارروائی شروع کی گئی تو وہاں کے صاحبِ عزت علماء کرام نے اذانِ جہاد کے ذریعے وسطی ایشیاء میں لینن اور اسٹالن کی ناپاک باقیات کو للکارا اور قتال و ہجرت کی راہوں کو اختیار کر لیا۔ یورپ کے نقشے پر ابھرنے والی واحد مسلم ریاست بوسنیا سیاہ قلب گورے کافروں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگی اور ایک مشترکہ حکمت عملی کے تحت مسلمانوں کی نسل کشی کیلئے بلقان میں ایک نئی

''صلیبی جنگ'' کا آغاز ہوا تو غلامی میں جکڑے ہوئے بوسنیائی مسلمانوں نے علمِ جہاد بلند کر دیا۔

## جہادی تحریکوں کے غیر منظّم ہونے کی وجوہات

جہادی تحریکوں کے غیر منظّم ہونے کی وجوہات بالکل واضح ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں کہیں بھی عملاً اسلامی خلافت کا وجود نہیں ہے جو منظّم طریقے پر جہاد کے فریضے کی بجا آوری کرے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی ملک میں ایسی اسلامی حکومت بھی موجود نہیں ہے جسے دنیا بھر کے مسلمانوں سے کسی طرح کا کوئی لگاؤ یا ان کے مسائل سے کوئی دلچسپی ہو۔ کئی مسلمان ممالک کے پاس قابلِ قدر فوجی طاقت موجود ہے۔ مگر وہ فوجی طاقت مجبور' مفلوج اور محدود ہے۔ یہ طاقتور فوجیں اپنے حکمرانوں کی حفاظت یا زیادہ سے زیادہ پڑوسی ممالک سے اپنی سرحدوں کے تحفظ پر مامور ہیں۔ مختلف ممالک میں موجود یہ لاکھوں مسلمان فوجی' اسلام اور مسلمانوں کے عمومی تحفظ کے لئے نہ تو اپنے ملک کی سرحد سے باہر جھانک سکتے ہیں نہ ایک گولی چلا سکتے ہیں۔ جبکہ امریکی فوجی امریکہ کے مفادات کی خاطر اقوام متحدہ کی آڑ میں جہاں چاہیں جا سکتے ہیں اور جو اقدام کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ اُدھر اسلامی ملکوں کے حکمران اپنے ذاتی' سیاسی اور اقتصادی مفادات کی خاطر دنیا کی بڑی کفریہ طاقتوں کی کفش برداری پر خود کو مجبور سمجھتے ہیں اور مظلوم مسلمانوں کے تحفظ کے لئے منصوبہ بند لڑائی تو درکنار وہ زبان سے ان کی تائید بھی نہیں کر سکتے۔ اگر پاکستان میں ایک پاکستانی عیسائی شہری پاکستانی قانون کے مطابق کسی بھیانک جرم کی سزا پاتا ہے تو امریکہ' یورپ اور پوری عیسائی دنیا پاکستان پر چڑھ دوڑتی ہے اور اس عیسائی کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ جبکہ امریکہ اور ہندوستان کی جیلوں میں مسلمانوں کے نامور اکابر' علماء اور نامور سپوت بلا کسی جرم کے تشدد کا نشانہ بنائے جائیں تو کوئی اسلامی ملک ان کی تائید میں آواز بلند کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور کوئی ایسا ملک بھی نہیں ہے جو اپنے سرکاری وسائل اور حکومتی طاقت کے بل بوتے پر جہادی ترتیب کو منظّم کر سکے اور ضرورت پڑنے پر اسے اسلام اور مسلمانوں کے لئے

استعمال کر سکے۔

تیسری وجہ موجودہ جہادی تحریکوں کے غیر منظّم آغاز کی یہ ہے کہ دنیا میں اب تک عالمی سطح کا کوئی ایسا منظّم' بااختیار اور اسباب و وسائل سے مالا مال ادارہ یا تنظیم بھی نہیں ہے جو جہاد کی باقاعدہ تربیت دیتی ہو اور اس کے پاس اس قدر وسائل بھی ہوں کہ وہ جہاں چاہے اور جب چاہے مسلمانوں کی ان کے دشمنوں سے حفاظت اور مدد کیلئے مجاہدین بھیج سکے۔

ان تینوں وجوہات کے ساتھ ساتھ ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا مزاج اب ایسا بن چکا ہے کہ جب تک کوئی مصیبت اور آفت ان کے سروں پر نہ پہنچ جائے اس وقت تک وہ جہاد کی تعلیم و تربیت سے غافل رہتے ہیں اسی لئے اب سے کچھ عرصہ پہلے تک مسلمانوں میں ایسے افراد ناپید تھے جو فکری' ذہنی اور جسمانی اعتبار سے جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہوں۔ حالانکہ مسلمان ہر وقت کفار و دشمنان اسلام کے سازشی تیروں کے نشانے پر ہوتے ہیں اور ان کا دشمن ان کو مٹانے کیلئے رات دن ایک کرتا رہتا ہے۔

## جہادی تحریکوں سے بعض مسلمانوں کی بدظنی

اب جبکہ نہ اسلامی خلافت کی نعمت میسر ہے اور نہ ہی کوئی مکمل اسلامی سوچ رکھنے والی حکومت موجود ہے اور نہ کوئی عالمی سطح کا ایسا ادارہ موجود ہے جس کے پاس تربیت یافتہ مجاہدین اور ان کو دنیا بھر میں مسلمانوں کے تحفظ کیلئے بھیجنے کے انتظامات ہوں اور نہ مسلمان خود پہلے سے ذہنی اور جسمانی طور پر جہاد کیلئے تیار ہوتے ہیں اس لئے جب بھی کسی علاقے کے مسلمانوں پر ان کے دشمنوں کی طرف سے ایسے حالات مسلط کئے جاتے ہیں جن میں ان مسلمانوں کیلئے سوائے ہتھیار اُٹھانے اور جان کی بازی لگانے کے اور کوئی راستہ نہیں رہ جاتا تو مسلمانوں میں موجود ایمانی جذبہ ابھر آتا ہے اور وہ غلامی کی ذلت بھری زندگی پر عزت و شہادت کی موت کو ترجیح دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر جہاد کا آغاز کر دیتے ہیں۔ مگر وہ ابتداء میں بالکل اکیلے اور تنہا ہوتے ہیں۔ کہیں سے بھی انہیں افرادی قوت یا فکری رہنمائی میسر نہیں آتی۔ ان کے ہاتھوں میں

جو کچھ آتا ہے وہ اسے لے کر دشمن کے مقابلے پر آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ان کی نصرت فرماتا ہے اور ہر میدان میں نصرت کے عجیب و غریب واقعات ان نہتے مجاہدین کے لئے ثابت قدمی اور دوسرے معاونین کو ان کی مدد کیلئے لانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مگر جہاد کی باقاعدہ تربیت نہ ہونے کیوجہ سے ان کی جدوجہد بہت لمبی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ان سے کچھ غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی ہیں۔ اور موثر پشت پناہی اور خاطر خواہ طاقت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے کا توڑ بھی نہیں کر سکتے۔ زیادہ منظّم نہ ہونے کیوجہ سے دشمن کو ان میں اپنے افراد گھسانے کا موقع بھی مل جاتا ہے۔ اسباب کی کمی کیوجہ سے وہ اپنی کارگزاری اور کارروائیوں کی مناسب تشہیر بھی نہیں کر سکتے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مسلمان دانشور جو اِن تحریکوں کو بدر و احد کے تناظر میں دیکھتے ہیں بہت جلد بدظن ہو جاتے ہیں اور اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف پروپیگنڈے میں کفریہ طاقتوں کے ہمنوا بن جاتے ہیں۔ تب ان کی مخالفت کا اثر عام مسلمان بھی قبول کر لیتے ہیں' دوسری طرف ان تحریکوں کے زیادہ طویل ہو جانے کیوجہ سے ان علاقوں کے مسلمان بھی تنگ آ کر راہِ فرار اور راہِ خلاصی تلاش کرنے لگتے ہیں جو علاقے ان تحریکوں کے ''میدان'' بنتے ہیں۔

## موجودہ حالات میں دینی، سیاسی جماعتوں اور مذہبی تنظیموں کی ذمہ داری

اب تک جو ہوا وہ حالات کا تقاضا یا حالات کی مجبوری تھی مگر اب جہاد اور اس کی تربیت مسلمانوں میں اتنی اجنبی نہیں رہی جتنی آج سے پندرہ سال پہلے تک تھی۔ اب مسلمانوں کیلئے بہترین موقع ہے کہ وہ موجودہ حالات و اسباب سے فائدہ اُٹھا کر بھرپور جہادی تربیت حاصل کریں اور ابھی سے منظّم ہو کر خود کو ان حوادث سے ٹکرانے کیلئے تیار کریں جو منہ پھاڑے ان کی طرف بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں پہلا قدم تو مسلمانوں کی دینی، سیاسی اور مذہبی جماعتوں اور اداروں کو اُٹھانا چاہیئے اور انہیں اپنے دستور' منشور' پروگرام اور نصاب میں جہاد کی فکری اور جسمانی تربیت کو بھی دیگر اہم موضوعات کی طرح جگہ دینی چاہیئے تا کہ وہ امت مسلمہ کو

ایسے کارکن، ایسے مبلغ اور ایسے علماء فراہم کرسکیں جو امن اور جنگ ہر حالت میں امت کی رہنمائی کر سکتے ہوں۔ عبادات سے لے کر حکومت چلانے تک کے معاملات میں امت کی قیادت کر سکتے ہوں۔ جن کے نزدیک ایمان جان سے زیادہ عزیز اور اسلامی غیرت مصلحت سے اونچی ہونی چاہیئے۔ جو بزدلی اور سستی نام کی بیماریوں سے بہت دور ہوں اور گفتار کی طرح کردار کے بھی غازی ہوں۔ جو عوام کی ذہن سازی کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں اور منظّم فوج سے لڑنے کی طاقت بھی۔ چونکہ دینی اداروں، تنظیموں اور اسلامی سیاسی پارٹیوں کا وجود اسلام کی عظمت، حفاظت اور نفاذ کیلئے ہے اور جہاد بھی اسلام کا ایک اہم فریضہ اور شعبہ ہے اس لئے ان تمام اداروں اور جماعتوں میں جہاد کو اہم مقام حاصل ہونا چاہیئے۔ وگرنہ یہ تنظیمیں اپنا رُعب اور تحفظ کھو بیٹھیں گی اور اگر پہلے سے جہاد کی تربیت کا نظام مرتب نہ کیا اور مشکل حالات پڑنے پر اس کی ضرورت آن پڑی تو پھر غیر منظّم اور غیر تربیت یافتہ مجاہدین سے غلطیاں ہونگی اور تحریکیں بلانتیجہ لمبی ہونگی اور اپنے اور غیر مل کر ایسا مخالفانہ پروپیگنڈہ کریں گے کہ دانتوں تک کو پسینہ آجائے گا۔ تب نرم و نازک قائدین اپنے کارکنوں سے اور نعروں کو جہاد سمجھنے والے کارکن قائدین سے چھپتے پھریں گے۔ اور ایک ایک تنظیم سے دس دس دھڑے الگ ہونگے اور بعض مفسدین بندوق کا غلط استعمال کر کے جہاد کو بدنام کرینگے اور ان سب باتوں کا وبال اس قیادت کے سر ہوگا جو جہاد کی تربیت کے سنہری موقع کو ضائع کر رہی ہے۔ اس لئے علانیہ یا خفیہ، اجتماعی یا انفرادی جس طرح بھی ممکن ہو ان جماعتوں اور اداروں کے ایک ایک فرد کو اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی اور مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی بحالی اور مظلوموں کے تحفظ کیلئے جہادی ٹریننگ حاصل کر لینی چاہیئے اور اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے جو کچھ عرصہ کیلئے شہدا کی بے مثال قربانیوں کے بدلے عطا ہوا ہے۔ سابقہ تحریکوں کی غلطیوں کو تو نظر انداز کیا جا سکتا ہے کیونکہ انہیں کسی طرح کی تربیت اور تیاری کا موقع نہیں ملا تھا مگر آئندہ ہونے والی غلطیوں سے تاریخ چشم پوشی نہیں کرے گی کیونکہ آج وہ موقع میسر ہے۔ جس سے فائدہ نہ اُٹھانا اجتماعی غلطی ہوگی اور اللہ نہ کرے کہ

لمحوں کی یہ خطا صدیوں کے مصائب کا شاخسانہ بن جائے۔

وہ دور بھی دیکھا ہے تاریخ کی آنکھوں نے

لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

لیکن امید قوی ہے کہ انشاء اللہ قائدینِ ملت دنیا کے حالات اور کفر کے تیور اور مسلمانوں کے ماضی کو دیکھتے ہوئے اس موقع سے فائدہ اُٹھائیں گے اور امت کی رہبری کا حق ادا کرینگے۔

موسم اچھا پانی وافر مٹی بھی زرخیز

جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان

## جہادی تنظیموں کی ضرورت

عام دینی جماعتوں کو تو اس کی ضرورت ہے کہ وہ جہاد کی تربیت کو اپنے ہر کارکن کیلئے لازم کریں۔ جبکہ بعض ایسے اقدامات کی بھی ضرورت ہے کہ جن سے جہاد کی تحریک اور زیادہ منظّم اور مضبوط ہو اور جہاد ہر طرح کے غلط پروپیگنڈے اور سازشوں سے محفوظ رہے۔ یہ اقدامات ان خوش قسمت جہادی تنظیموں کو کرنے ہیں جو جہادِ افغانستان یا دوسری جہادی تحریکوں کے دوران وجود میں آئیں یا از سرِ نو منظّم ہوئیں اور پھر ان تنظیموں نے جہاد ہی کو اپنا مشن بنا لیا اور ان کی جدوجہد فکری طور پر کسی خاص علاقے یا قوم تک محدود نہیں ہے بلکہ ان تنظیموں کے سرفروش جہاں تک پہنچ سکتے ہیں اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر انصار کا کردار ادا کرنے پہنچ جاتے ہیں۔ ایسی تنظیموں کی ہر زمانے میں اشد ضرورت رہی ہے جبکہ موجودہ زمانے میں جبکہ مسلمانوں کا خون پانی سے سستا اور مسلمانوں کی عزت ایک مذاق بن کر رہ گئی ہے ایسی تنظیموں کی ضرورت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے یہ تنظیمیں اب امت مسلمہ کیلئے بہت اہم اور ضروری ہیں اور ان کا وجود ایک عظیم نعمت ہے اور آج کفر کے ظالم ہاتھ بہت سی جگہوں پر صرف اس لئے مسلمانوں سے رُکے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بعد ان تحریکوں کا رُعب کفر کے قلوب پر چھا گیا ہے۔ اگر آج خدانخواستہ مسلمانوں میں یہ مسلح تنظیمیں نہ ہوتیں اور جان کی پرواہ نہ کرنے والے مجاہدین اور

ایمان کو جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے سرفروش نہ ہوتے تو مسجدِ اقصیٰ کب کی ہیکل سلیمانی میں تبدیل ہو چکی ہوتی۔ بوسنیا کا قصہ کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا۔صومالیہ پر امریکہ کا راج ہوتا اور روس افغانستان میں اپنی فوجوں کی شکست اور ہلاکت کے بدلے ماسکو اور اس کے گرد و نواح میں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کرتا۔ ہندوستان میں بابری مسجد کی داستان بار بار دھرائی جاتی اور وہاں کی متعصب ہندو تنظیمیں شوسینا، بجرنگ دل، وشوا ہندو پریشد، آر ایس ایس اور بھارتیہ جنتا پارٹی کروڑوں مسلمانوں کا خون بہا چکی ہوتیں۔کافروں کے سینے میں اسلام دشمنی کا لاوہ ابل رہا ہے لیکن انہیں خوف ہے تو انہیں لوگوں کا جنہیں وہ بنیاد پرست اور شدت پسند کہتے ہیں۔ ان کافروں کو کسی اسلامی ملک کے حکمران کا ڈر نہیں ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ یہ شراب کے ایک جام پر بکنے والے لوگ ہیں۔انہیں کسی اسلامی ملک کی فوج کا ڈر نہیں ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ یہ فوجیں اپنے غلام حکمرانوں کے ہاتھوں مجبور و بے بس ہیں۔انہیں ڈر ہے ان دھماکوں کا جو اسرائیل کے فوجی مقامات پر ہوتے ہیں، انہیں خطرہ ہے ان بموں کا جو انڈین آرمی کی گاڑیوں کو اُڑاتے ہیں، انہیں ڈر ہے امرناتھ یاترا پر لگنے والی پابندی کا جو پورے ہندوستان کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔انہیں خوف ہے عمر عبدالرحمان جیسے نابینا عالم کا جو اسلام کی عظمت کی بات کرتے ہیں۔انہیں ڈر ہے یورپ کے ان مسلمان نوجوانوں کا جو بوسنیا کے تحفظ کیلئے جہادی لباس پہنے لندن اور فرانس کی سڑکوں پر دیوانہ وار گھوم رہے ہیں، انہیں ڈر ہے ’’شامل باسائیو‘‘ کا جس نے چند جانبازوں کو ساتھ لے کر پورے روس کو جھکنے پر مجبور کر دیا۔ان کے دلوں میں رعب ہے ’’جنرل جوھر دودایئف‘‘ کا جو امام شامل کی یادیں تازہ کر رہا ہے۔ان کے دماغوں پر مسلط ہیں وہ گمنام مجاہد جنہوں نے صومالیہ سے امریکہ کو اکھاڑ پھینکا۔ یہ خوفزدہ ہیں ان مسلمان بیٹیوں سے جو کسی نہ کسی طرح ہتھیار چھپا کر کشمیر، فلسطین اور بوسنیا میں مجاہدین کے ہاتھوں تک پہنچاتی ہیں۔

شاید آپ کو یہ باتیں مبالغہ لگیں مگر آپ دنیا میں گھوم کر دیکھیں کافروں کے قریب آ کر ان کے دل پڑھ کر دیکھیں ان کی بدحواسی کا عالم دیکھیں تو آپ کو یقین آ جائے گا کہ آج مسلمانوں کا

جو تھوڑا بہت تحفظ ہے اس کا ظاہری سبب یہی سرفروش ہیں جنہیں اپنے اور غیر سبھی برا بھلا کہتے نہیں تھکتے۔ اس سلسلے میں ہم دو بڑی اسلام دشمن طاقتوں کو بطور مثال پیش کر سکتے ہیں۔

## امریکہ کی بوکھلاہٹ

آپ خود اندازہ لگائیں سوویت یونین کے پاس تیس ہزار ایٹمی ہتھیار تھے جن میں سے بیشتر کا رُخ امریکہ کی طرف تھا۔ امریکہ نے اس خوفناک صورتحال سے نمٹنے کیلئے اپنے جاسوسی ادارے (سی آئی اے) کو منظّم کیا اور اس کو اربوں ڈالر کا بجٹ دیا اور اسے ہر طرح کے اسباب اور تربیت سے مالا مال کیا آج سوویت یونین کے خاتمے کے بعد اس طاقتور جاسوسی ادارے کے بجٹ میں کوئی کمی نہیں آئی اور نہ ہی اس کے عملے میں کمی کی گئی ہے کیونکہ اب امریکہ کا یہ کہنا ہے کہ اگرچہ سوویت یونین کا خطرہ ٹل گیا ہے مگر اسلامی بنیاد پرستی کا خطرہ بدستور بڑھتا جا رہا ہے اس لئے ''سی آئی اے'' کی ضرورت برقرار ہے۔ گزشتہ ایک دو سالوں میں امریکہ اور یورپی ممالک میں بعض سرکردہ اسلامی رہنماؤں کو مختلف جھوٹے مقدمات میں پھنسا کر گرفتار کرنا ''سی آئی اے'' ہی کی ریشہ دوانیوں کا حصہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ امریکہ کا یہ اندازہ درست ہے کہ اسلامی تحریکوں کی طاقت بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور وہ ہر اسلام دشمن قوت کے لئے شدید خطرہ بن رہی ہیں جبکہ اسلام دشمن طاقتوں کی قیادت اس وقت امریکہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے امریکہ خود کو براہِ راست ان اسلامی تحریکوں کا مدمقابل تصور کر رہا ہے۔ حالانکہ ان تحریکوں کا مخصوص ہدف امریکہ نہیں بلکہ اسلام دشمن طاقتیں ہیں اگر امریکہ اسلام دشمنی چھوڑ دے تو وہ ان اسلامی تحریکوں کا ہدف نہیں رہے گا۔ لیکن جہاں تک امریکہ کے وہ اقدامات ہیں جو اس نے اپنے گمان میں اسلامی طاقتوں اور تحریکوں کو دبانے کے لئے ماضی قریب میں کیے ہیں اور اب بھی کر رہا ہے ان اقدامات سے اسلامی طاقتوں اور تحریکوں کو نقصان تو کیا پہنچتا بلکہ ان کی مقبولیت اور طاقت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خود امریکہ کو بھی شاید احساس ہو گیا ہوگا کہ اسلامی تحریکوں کے خلاف اسکی ہر کارروائی سے اسلامی تحریکوں کی طاقت میں اضافہ ہوا ہے مگر اسے سمجھ

نہیں آرہا کہ آخر وہ کیا کرے؟ سوویت یونین کے خلاف سرد جنگ جیتنے کا دعویٰ کرنے والا اور خود کو بلاشرکت غیرے دنیا کی سب سے بڑی سپر طاقت کہنے والا امریکہ اس مسئلے پر سخت بوکھلایا ہوا ہے' اور اس کی بوکھلاہٹ کا اندازہ امریکہ کے یہودیت نواز صدر بل کلنٹن کی اردن اسرائیل معاہدے کے موقع پر کی جانے والی تقریر کے ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ ''اسلامی شدت پسندو'' تم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے اور تمہیں کبھی کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا اور تم ماضی ہو حال اور مستقبل نہیں۔

بظاہر یہ الفاظ اس جعلی خوداعتمادی کو ظاہر کرنے کی ناکام کوشش ہے جس کے پیچھے بوکھلاہٹ کا واضح اظہار موجود ہے۔ اور ان الفاظ سے صدر کلنٹن کا اسلام کے خلاف چھپا ہوا وہ بغض ابل پڑا ہے جو ان جیسے ہر صہیونیت نواز کے دل میں پک چکا ہے۔

قَدْبَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَاتُخْفِی صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ(آل عمران.۱۱۸)

ترجمہ: ''بغض ظاہر ہوگیا ان کے منہ سے اور جو کچھ ان کے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بڑا ہے۔''

ابھی حال ہی میں اسلامی تحریکوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے بوکھلا کر امریکی کانگریس کے ایک رکن نے یہ دھماکہ خیز انکشاف کیا ہے کہ اگر سوویت یونین سے جوہری مادے کی اسمگلنگ کو نہ روکا گیا تو ایٹمی اور جوہری ہتھیار اسلامی شدت پسندوں کے ہاتھوں میں آسکتے ہیں اور امریکہ ان کا نشانہ بن سکتا ہے۔

## ہندوستان حکومت کی اسلام دشمنی اور اسلامی عسکریت پسند

دوسری طرف خود کو منی ''سپر پاور'' سمجھنے والا اور مشرکانہ تعصب کی بدبو سے متعفن ملک بھارت جواب آہستہ آہستہ' بنگلہ دیش' پاکستان اور مالدیپ کے کروڑوں مسلمانوں کے لئے ایک سنگین خطرہ بنتا جارہا ہے اسلامی تحریکوں کے خوف سے لرز رہا ہے اور اس نے اپنے اس پروگرام کو ازسرنو منظّم کرنا شروع کردیا ہے جو ہندوستان سے مسلمانوں کے خاتمے کے لئے تیار کیا تھا۔

ہندوستان نے اب تک کشمیر میں چالیس ہزار سے زائد مسلمانوں کا خون بہایا ہے خود بھارت کے طول وعرض میں اب تک آٹھ ہزار سے زائد مسلم کش فسادات ہو چکے ہیں ان میں وہ فسادات بھی شامل ہیں جن میں خود پولیس نے مسلمان نوجوانوں کو گھروں سے اُٹھا کر گولیوں سے بھون دیا اوران کی لاشیں نہروں اور دریاؤں میں بہادیں' مشرقی پنجاب ہو یا مغربی بنگال' اترپردیش (یوپی) ہو یا بہار، تقسیم برصغیر کے بعد سے اب تک ہزاروں مساجد کو نیست ونابود کیا جا چکا ہے۔شیوسینا کا خنثیٰ نما چیف بال ٹھاکرے ہندوستانی مسلمانوں کی بمبئی سے حج پر روانگی پر پابندی لگا چکا ہے۔جس کیوجہ سے ہندوستان گورنمنٹ گزشتہ دوسالوں سے بمبئی سے بذریہ بحری جہاز حاجیوں کوسعودی عرب روانہ نہیں کرسکی۔راشٹریہ سیوک سنگھ (آرایس ایس) کا لیڈر ''رجّو بھیا'' یہ اعلان کرر ہاہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے پاکستان یا قبرستان کے علاوہ اب کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔وشو ہندو پریشد کا سیکرٹری جنرل ''اشوک سنگھل'' بابری مسجد کے بعد بنارس میں ''کاشی'' اور ''متھرا'' کی مساجد کوگرانے کی قسمیں کھاتا پھر رہا ہے۔اگراس سال اورگزشتہ سال حرکتہ الانصار کی طرف سے امرناتھ یاترا کو نہ روکا جاتا تواب تک ان دونوں تاریخی اور آباد عبادت گاہوں کا بھی بابری مسجد جیسا حشر ہو چکا ہوتا۔مگرامرناتھ یاترا کے خلاف اس موثرا یکشن کیوجہ سے جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے حرکتہ الانصار کو عطاء فرمائی ہے ہندوستانی حکومت کے مرکزی وزیرخود ''کاشی'' اور متھرا'' جا پہنچے اور مساجد کی حفاظت کرنے پر مجبور ہوئے حالانکہ انہیں وزیروں کی نگرانی میں بابری مسجد گری تھی۔مرد تو مرد ہندوؤں کی عورتیں کھلم کھلا یہ اعلان کرتی پھر رہی ہیں کہ ہم ہندوستان کی تمام مساجد میں ہری رام کے نعرے بلند کروائیں گی۔''اوما بھارتی'' اور''سادھوی رتھمبرا'' کی ہذیانی تقریروں کو سننے لاکھوں ہندو جمع ہو جاتے ہیں۔اور پھر مشرکانہ عزائم کا مشترکہ اظہار کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان آج اسی خوف کی زندگی گزار رہے ہیں جو ایک زمانے تک سوویت یونین کے مسلمانوں پر طاری تھا۔ ہندوستان کے مسلمان جو ماضی میں اس ملک کے حکمران رہ چکے ہیں اب اپنے مستقبل کوتاریک دیکھ رہے ہیں بھارتیہ جنتا

پارٹی (بی جے پی) جس کے اکثر لیڈر (کرشن لال ایڈوانی سمیت) پاکستان سے تقسیم کے وقت ہندوستان آنے والے انتہائی متعصب ہندو ہیں آہستہ آہستہ اقتدار پر قابض ہوتی جارہی ہے۔ گجرات، مہاراشٹر اور راجھستان جیسی اہم ریاستوں کے علاوہ خود دہلی کی ریاست پر بھی ان کی حکومت قائم ہے اور ۹۶ء کے قومی انتخابات میں اس کی طاقت بڑھنے یا مرکز پر اقتدار سنبھالنے کے تبصرے کئے جارہے ہیں۔ اتر پردیش میں اسی پارٹی کے دور حکومت میں خود وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ کی قیادت میں بابری مسجد کو شہید کیا گیا اور ہندوستان کی سپریم کورٹ نے اس عظیم جرم کی سزا کے طور پر کلیان سنگھ کو ایک دن قید کی سزا سنائی اور دنیا کے سامنے سینہ ٹھونکا کہ ہندوستان کی عدالت بالکل آزاد ہے اور وہ مذہبی تعصب پر یقین نہیں رکھتی اور وہ مسلمانوں کے حقوق کی بھی محافظ ہے۔ اسی لئے کلیان سنگھ کو ایک دن قید کی سزا سناتی ہے۔ ابھی ابھی حال ہی میں ہندوستان کی سپریم کورٹ نے ایک ظالمانہ فیصلہ کرتے ہوئے حکومت سے سفارش کی ہے کہ وہ پورے ہندوستان کے لئے مشترکہ سول کوڈ نافذ کردے جس کا مقصد یہ ہوگا کہ مسلمان نکاح، طلاق اور دیگر معاملات میں اسلامی قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرسکیں گے بلکہ انہیں ہندوستانی قوانین میں جکڑ کر ہندوؤں کے قوانین کے مطابق زندگی گزارنا ہوگی کیونکہ وہ ہندوؤں کے ملک میں رہتے ہیں۔ اس ظالمانہ فیصلے کے پیچھے چھپی ہوئی بے شمار شرارتوں اور بدنیتیوں میں سے ایک شرارت اور بدنیتی یہ ہے کہ ہندوؤں کو یہ خطرہ لاحق ہوگیا ہے کہ مسلمان ایک سے زیادہ شادیاں کرسکتے ہیں جس سے ان کی آبادی بڑھتی جارہی ہے اور یہ بات ہندوؤں کو گوارہ نہیں ہے اس لئے اب مشترکہ سول کوڈ کے ذریعے مسلمانوں کو ایک ہی شادی پر پابند کرنے کی کوشش بھی ان شرارتوں کا حصہ ہے۔ گزشتہ دنوں ''بی جے پی'' کے رکن اسمبلی پروفیسر وجے کمار ملہوترہ نے جلتے دل کے ساتھ سینٹ کے اجلاس میں انکشاف کیا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی بڑھ رہی ہے اور پاکستان اور بنگلہ دیش کے مسلمان ہندوستان آکر آباد ہورہے ہیں۔ پروفیسر ملہوترہ کے اس بیان کے پیچھے خاص عزائم کارفرما ہیں۔ ہندوستان کی معاشی بدحالی اور اقتصادی دیوالیہ پن کا علم

سب کو ہے۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں کروڑوں افراد بھوکے ہیں اور کروڑوں افراد فٹ پاتھ پر سوتے ہیں ڈیڑھ کروڑ سے زائد افراد معذور ہیں جبکہ ایڈز کے مریضوں کی تعداد بھی دنیا کے تمام ممالک سے زیادہ ہے۔ اس ملک کے کتے بھی ہڈی کو ترستے ہیں جبکہ پاکستان اور بنگلہ دیش میں عوام کے انفرادی حالات ہندوستان سے بہت بہتر ہیں اور پھر ان دونوں ملکوں میں اسلامی رواداری کے بچے کھچے اثرات بھی ایک بڑا سہارا ہیں، جن کا ہندوستان میں مکمل فقدان ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے لوگ یہاں آکر آباد ہو جائیں ہندوستان کی وزارت داخلہ نے چند ہزار افراد کے نام جاری کیے ہیں جو پاکستان سے ہندوستان آکر واپس نہیں گئے حالانکہ ان میں اکثریت ان اسمگلروں کی ہے جو ایک پاسپورٹ پر آتے ہیں اور دوسرے پر واپس جاتے ہیں ان کی اس حرکت سے گورنمنٹ کے کاغذ یہی تاثر دیتے ہیں کہ ان افراد کا ملک میں دخول تو ہوا ہے خروج نہیں ہوا۔ اور بعض وہ بچیاں ہیں جن کی شادی ہندوستان میں مقیم اپنے رشتہ داروں سے کر دی جاتی ہے وہ واپس نہیں جاتیں ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی بھی آدمی جس کے ہوش و حواس سلامت ہوں باہر سے آکر ہندوستان جیسے ملک میں رہنا گوارہ نہیں کرے گا جہاں سے خود کروڑوں ہندوستانی دوسرے ملکوں میں بھاگنے کی دوڑ میں ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہے ہیں، صرف پاکستان کی وزارت داخلہ کے پاس بیس لاکھ افراد کے نام ہیں جو ہندوستان سے آکر پاکستان میں آباد ہوئے۔ ہندوازم اور شرک کی نحوست نے ہندوستان جیسے ملک کو ہر اعتبار سے ناقابل قبول بنا دیا ہے حالانکہ یہ ملک ایک زمانے میں سونے کی چڑیا کہلاتا تھا اور مسلمانوں کے دورِ حکومت میں یہاں خوشحالی کا دور دورہ تھا، مگر اب ہندوستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں اوسطاً ہر دن تقریباً دس یا اس سے زیادہ عورتوں کو کم جہیز لانے کیوجہ سے زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ جہاں با عصمت عورتوں کا تناسب اس قدر گھٹ گیا ہے کہ بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ جہاں سے فحاشی دنیا بھر میں سپلائی کی جاتی ہے۔ جہاں ایک ایک پیسے پر انسان مرتے ہیں اور گلیاں اور بازار شراب کی بدبو سے متعفن ہیں۔ جہاں عزت اور انسانیت کھلے بازار نیلام

ہوتی ہے۔اس ملک میں اگر کچھ خیر ہے تو یہاں کے دیندار مسلمان ہیں جن کے دینی مقام کی وجہ سے اسلامی دنیا میں بھی ہندوستان کو قدر سے دیکھا جاتا ہے اور مسلمانوں کی صلاحیتوں اور ایمانداری کی وجہ سے بیرون ممالک میں ہندوستان کی ساکھ بنی ہوئی ہے۔ پروفیسر ملہوترہ کے اس شر انگیز بیان کا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کو ستانا اور تنگ کرنا ہے کہ انہیں پاکستانی اور بنگلہ دیشی کہہ کر جیلوں میں بھرا جائے اور ان کی زندگی کو برباد کیا جائے۔ورنہ پروفیسر ملہوترہ کو بھی اپنے ملک کی حالت کا علم ہے۔

اس کے علاوہ گزشتہ کئی سالوں سے ''ٹاڈا'' نام کے ایک اندھے اور ظالمانہ قانون کے تحت ساٹھ ہزار سے زائد مسلمانوں کو جیلوں میں بھر دیا گیا اور وہ بغیر مقدمہ چلائے ان جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ٹاڈا کے تحت گرفتار ہونے والوں میں کئی نامور مسلمان رہنما اور علماء بھی شامل ہیں مگر اس قانون میں نہ تو ضمانت ہوسکتی ہے اور نہ ہی پولیس کے سامنے تشدد کیوجہ سے دیے گئے بیان میں تبدیلی ممکن ہے۔ پولیس جب تک چاہیے بغیر مقدمہ چلائے جیل میں رکھ سکتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کے خاتمے کے بہانے مسلمانوں کے کئی مدارس کو مسمار کر کے زمین بوس کر دیا گیا ہے اور دارالعلوم ندوہ جیسے شہرہ آفاق ادارے پر بھی چھاپہ ڈالا گیا ہے۔اب تک کرناٹک اور تامل ناڈو میں کئی اسلامی پارٹیوں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ہے۔

اس وقت ہندوستان میں دو قسم کی سیاسی پارٹیاں ہیں ایک تو کھلم کھلا مسلمانوں کی دشمن پارٹیاں جو ہندوستان میں موجود ہر مسلمان کو پاکستان اور ''آئی ایس آئی'' کا ایجنٹ سمجھتی ہیں اور ہندوستان میں مسلمانوں کے وجود کو برداشت ہی نہیں کرتیں ان پارٹیوں میں بی جے پی، آر ایس ایس، وشوا ہندو پریشد' شوسینا' بجرنگ دل سرفہرست ہیں۔ جبکہ بعض پارٹیاں کھلم کھلا مسلمانوں کی حمایت کا پرچار کرتی ہیں، ان میں جنتا دل اور سماج وادی پارٹی سرفہرست ہیں جبکہ کانگریس اور سی پی ایم وغیرہ کا رویہ درمیانہ ہے انہوں نے کچھ لوگ مسلمانوں پر ظلم کرنے کیلئے اور کچھ لوگ مسلمانوں سے معذرت کرنے کیلئے رکھے ہوئے ہیں لیکن متعصب ہندو ذہنیت

رکھنے والے افراد ان تمام پارٹیوں میں موجود ہیں خود وزیر اعظم نرسمہا راؤ کا تعلق ایک زمانے تک آر ایس ایس جیسی خطرناک پارٹی سے رہا ہے پھر کانگریس ہو یا جنتا دل ان کے لیڈروں کی بیویاں ''بی جے پی'' کو ووٹ دینا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتی ہیں۔ ہندوستان کے خفیہ ادارے ''را'' میں متعصب ہندو ذہنیت کارفرما ہے اس لئے ''را'' کا کوئی باقاعدہ ممبر مسلمان نہیں ہے البتہ بعض ہندوؤں نے اپنے کوڈ نام اسلامی رکھے ہوئے ہیں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی گیارہ فیصد سے زائد ہے جبکہ سرکاری ملازمتوں میں ان کی تعداد ایک فیصد بھی نہیں بنتی۔ حالانکہ حقیقت میں مسلمانوں کی آبادی گیارہ فیصد سے بہت زیادہ ہے۔

ہندوستان کے حالات کا تجزیہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں کی خفیہ ایجنسیوں اور چالیس سال تک برسر اقتدار رہنے والی شاطر پارٹی کانگریس نے یہ مشترکہ لائحہ عمل بنایا ہے کہ ۹۶ء کے قومی انتخابات میں حکومت ''بی جے پی'' کی متعصّب قیادت کے حوالے کر دی جائے اور ''بی جے پی'' اپنے پروگرام کے مطابق کشمیر اور ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام کر کے ان کی کمر توڑ دے جب ''بی جے پی'' ایسی گھناؤنی حرکتیں کرے گی تو پوری دنیا سے عموماً اور اسلامی دنیا کی طرف سے خصوصاً شور مچے گا جس کے نتیجے میں ''بی جے پی'' حکومت کو گرا دیا جائے اور لوگ پھر کانگریس کو ہی نجات دہندہ سمجھنے لگ جائیں اور کانگریس پر اسلام دشمنی کا لیبل بھی نہ لگے۔ اسی حکمتِ عملی کے تحت جان بوجھ کر کانگریس کی گرتی ساکھ کو اور گرایا جا رہا ہے اور بی جے پی کو لانے کیلئے ہر کوشش کی جا رہی ہے تاکہ اس کے ہاتھوں سے اسلامی خطرے کو ختم کیا جائے اور پھر بگڑے حالات کا فائدہ اُٹھا کر کانگریس آئندہ کئی دھائیوں تک حکومت کر سکے تب وہ اپنے مخصوص منافقانہ انداز میں سارا الزام بی جے پی کے سر ڈال کر معذرت کر لے گی اور بچے کھچے مسلمانوں کو مطمئن کر لے گی۔ یہ ایک ایسی سازش ہے جسکے تانے بانے تیار ہیں مگر اب اس میں رکاوٹ آ گئی ہے اور وہ ہے کہ اسلامی عسکری تنظیموں کی طرف سے شدید ردِ عمل کا خوف جس کا آغاز ایک تنظیم نے امرناتھ یاترا پر پابندی لگا کے کر دیا ہے۔

یہاں ایک اہم بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ ہندوستان میں اسپین کی طرز پر مسلمانوں کے مکمل خاتمے کے لئے شروع کیے گئے پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے فکری گمراہی پھیلانے کا کام بڑے پیمانے پر شروع ہے۔اور یہ باتیں پھیلائی جارہی ہیں کہ:

(۱)اسلام بھی ہندو مذہب سے نکلا ہوا ایک مذہب ہے۔(۲)مسلمان بھی ہندوؤں کی طرح شولنگ (بھگوان کے آلہ تناسل) کی پوجا کرتے ہیں۔وہ (نعوذ باللہ) حجر اسود کو شولنگ قرار دیتے ہیں۔(۳) جو لوگ نئے مسلمان ہوتے ہیں ان کو خاندانی مسلمانوں کی طرح مقام نہیں ملتا بلکہ انہیں دوسرے درجے کا مسلمان سمجھا جاتا ہے اس بارے میں وہ کراچی کے حالیہ فسادات اور حالات کا حوالہ بطور ثبوت کے پیش کرتے ہیں۔(۴) مسلمان مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے کروڑوں ہندوؤں کو قتل کیا وہ اس وقت تک ناشتہ نہیں کرتا تھا جب تک زنّار کے ڈیڑھ من دھاگے نہ جلا ڈالتا اور اس نے ہندوؤں کے مندروں اور آشرموں کو مساجد اور عید گاہوں میں تبدیل کیا۔(۵) ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے اصل آبائی دین ہندومت کی طرف لوٹ آنا چاہئے کیونکہ اسلام تو باہر سے یہاں آیا ہے۔(۶) اسلام عیاشی سکھاتا ہے اس میں گوشت کھایا جاتا ہے اور ایک سے زائد شادیاں کی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مناسب رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے ہندوستان کا عام مسلمان ان باتوں کو سن کر کبھی پریشان اور کبھی متاثر ہوتا ہے اور اس سے ان بے بنیاد خرافات کا جواب نہیں بن پاتا۔اور بہت سارے مسلمان تو اب ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور ہیں اور ان میں سے بعض نے تو ہندوؤں کے اس نظریئے کو دہرانا شروع کردیا ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ، بھگوان اور رام، رحیم ایک ہی ہیں۔

ہندوستان میں آج کل جو افسوسناک اور دردناک بات دیکھنے کو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ ہندو مذہب جو صرف چند خرافات کا نام ہے اور اس کا مقصد انسان کی اصلاح یا معاشرے کی درستگی یا اخلاقی تربیت نہیں بلکہ اس مذہب کا خلاصہ ہی مفاد پرستی ہے کہ جو تمھیں کچھ دے وہ تمھارا دیوتا ہے اس کی پوجا کرو۔ ہر طاقتور کے سامنے جھک جاؤ تاکہ وہ تمھیں نقصان نہ پہنچائے اور ہر

کمزور کو نگل جاؤ کیونکہ وہ تمہارا لقمہ ہے۔ پوری ہندو تاریخ عورت اور پیسے کے گرد گھومتی ہے ان کی تمام تاریخی جنگوں کی وجہ عورت یا پیسہ تھی رامائن اور مہا بھارت جن کو ہندو اپنی مقدس کتابیں کہتے ہیں انہی قصوں سے بھری پڑی ہیں کہ لنکا کا راجہ راون کس طرح رام چندر جی کی بیوی سیتا کو اُٹھا کر لے گیا اور رام کس طرح چودہ سال تک اپنی بیوی کی بازیابی کی کوشش کرتے رہے اور بالآخر خونریز جنگ کے بعد وہ سیتا کو واگذار کرا سکے، بھگوان کرشن بچپن میں مکھن چراتے تھے اور لڑکپن میں لڑکیوں کا پیچھا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ پھر ہندوؤں کا کوئی مخصوص معبود یا دیوتا ہی نہیں۔ ہندوستان کے بہت سارے ہندو ان مسلمان اولیاء کے مزاروں پر جانا اور چادریں چڑھانا ہی اپنا مذہب سمجھتے ہیں جن اولیاء نے ان کے گمان میں ان کی حاجتوں کو پورا کر دیا ہے۔ دربدر کی ٹھوکریں کھانے والے ہندو جن کا کام ہی چاپلوسی اور ہر کسی کے سامنے ہاتھ جوڑنا اور ماتھا ٹیکنا تھا اور جن کا کوئی دین اور مذہب نہیں تھا۔ جو ''محمد بن قاسم'' کی رحمدلی اور سخاوت دیکھ کر اسے اپنا خدا بنانے پر تیار ہو گئے تھے جنہوں نے سینکڑوں سال تک مسلمان حکمرانوں اور فاتحین کی نعل برداری کی اور دو سو سال تک انگریزوں کا پانی بھرتے رہے آج اُنہیں ایک بڑے ملک کی حکومت ملی ہے تو اب ان کی چال ہی بدل گئی ہے۔ اپنی طاقت اور اکثریت کے زعم میں وہ ان مسلمانوں کو حقیر سمجھ رہے ہیں جن کے جوتے وہ کل تک صاف کیا کرتے تھے وہ ہندو مذہب کو دنیا کا سب سے قدیم مذہب قرار دے رہے ہیں اور اسلام میں کیڑے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اپنے بے بنیاد مذہب کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں جبکہ مسلمان چار حصوں (انڈیا' پاکستان' بنگلہ دیش' کشمیر) میں بٹ کر اپنی اجتماعیت اور طاقت کھو بیٹھے ہیں اور ان چاروں حصوں میں موجود مسلمانوں کا بھی ایک دوسرے سے کوئی ربط نہیں پاکستان' بنگلہ دیش' ہندوستان' اور کشمیر کے مسلمان ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں اور ہندوؤں کی مشترکہ سازشوں کا شکار ہیں۔ کشمیر کو ہندوستان اپنا اٹوٹ انگ سمجھتا ہے۔ پاکستان کی سالمیت اور بقاء ہندوستان کی نظر میں بری طرح کھٹکتی ہے۔ بنگلہ دیش کو اپنی کالونی بنانے کیلئے ہندوستان سرتوڑ کوشش کر رہا ہے۔ جبکہ خود

ہندوستانی مسلمان سب سے زیادہ مظلوم ہیں اور وہ ان مظالم کا تختہ مشق ہیں جنہیں انڈیا اپنا داخلی معاملہ کہہ کر دبا لیتا ہے یعنی ہندوستانی مسلمان مر رہا ہے لیکن چیخ نہیں سکتا اس کی جان اور ایمان دونوں خطرے میں ہیں مگر چاروں طرف اس کا کوئی دوست اور مددگار نظر نہیں آتا تصویر کا ایک دردناک پہلو تو یہ ہے کہ ہندو اپنے بے بنیاد مذہب کو اب بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں جبکہ مسلمان اپنے عظیم اور شاہانہ مذہب کو چھپا چھپا کر پیش کرتے ہیں معلوم نہیں حالات کی مجبوری ہے یا ایمان کی کمزوری۔ حقیقی اسلام سے بے خبری ہے یا پھر دشمنوں کا آلہ کار بننے کا شوق کہ ہندوستان میں ایسے مصنفین، مفکرین اور دانشور پیدا ہو گئے ہیں جو اسلامی تعلیمات کو بری طرح سے مسخ کر کے پیش کر رہے ہیں اور اسلام کے تابناک ماضی کو اس طرح سے معذرت خواہانہ انداز میں پیش کر رہے ہیں جیسے نعوذ باللہ ہمارے اسلاف نے جہاد کر کے جرمِ عظیم کیا تھا اور آج ان بے چاروں کو ان کے کارناموں کی وجہ سے مشرکین کے سامنے بڑی شرمندگی اُٹھانی پڑ رہی ہے اور وہ معذرت کرنے پر مجبور ہیں۔ ان مصنفین کے سرخیل جناب وحید الدین خان ہیں جنہوں نے اسلام کی تحریف میں مرزا قادیانی، چکڑالوی اور پرویز کی برابری کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ یہ ہندوستان کے وہ نامور مصنف ہیں جن کا فتویٰ ہے کہ چوتھی صدی کے بعد مسلمانوں نے تو اجتہاد چھوڑ دیا بالآخر مہاتما گاندھی نے اجتہاد کے اس بند دروازے کو کھولا۔ یہی وہ بہادر انسان ہیں جنہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ جب ہندو مسلح بلوائی کسی مسلمان بستی پر حملہ کریں تو مسلمانوں کو ہرگز ان کا مقابلہ کرنے کا گناہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے گھروں میں بیٹھ کر آیت کریمہ کا ورد کرنا چاہئے۔ ہندوستان میں جب بابری مسجد شہید کی گئی اور اس سانحے کے غم میں پوری امت مسلمہ تڑپ رہی تھی اور مسلمان اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق غم وغصے کا اظہار کر رہے تھے تو وحید الدین خان کو مسلمانوں پر غصہ آ رہا تھا اور وہ ان کو سمجھا رہے تھے کہ رونے، چیخنے اور شور مچانے کی کیا ضرورت ہے؟ بابری مسجد کا گرنا تقدیر کا فیصلہ اور فطرت کا حکم تھا ہمیں یہ سب خوشی خوشی سہہ لینا چاہئے اور خواہ مخواہ غم نہیں کرنا

چاہئے۔ یہی وحیدالدین خان ہیں جو ہر چوتھے دن ہندوستانی ٹیلی ویژن پر آ کر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ بوسنیا سے لے کر کشمیر تک اور تاجکستان اور افغانستان الغرض پوری دنیا میں مسلمانوں نے انارکی اور دہشت پھیلا رکھی ہے اور اس وقت دنیا میں کہیں بھی جہاد نہیں ہو رہا اور ہندوستان کے مسلمانوں کا تو جہاد کے متعلق سوچنا بھی گناہ ہے۔

وحیدالدین خان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مولانا اخلاق حسین قاسمی (جنہیں وحیدالدین خان سے بقول ان کے کچھ اختلافات بھی ہیں) کی رائے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام غزوات یا تو دفاعی تھے یا وہ سرے سے غزوات نہیں تھے بلکہ امن مشن کے وفود تھے۔ اسی طرح کچھ مسلمان مفکرین نے اس موضوع پر تحقیق شروع کر دی ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں ہے نعوذ باللہ وہی کچھ ہندوؤں کی مقدس کتابوں ''رامائن'' اور ''مہابھارت'' میں بھی ہے چنانچہ اس بارے میں ایک تازہ تحقیق ''سورۂ فاتحہ اور مہا منتر'' کے نام سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے اور اس کے مسلمان مصنف کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا گیا ہے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ متعصب ہندوؤں نے ہندوستان کو اکھنڈ بھارت اور ''رام راجیہ'' بنانے اور اسپین کی طرح یہاں سے مسلمانوں کے مکمل صفایا کا جو پروگرام بنایا ہوا ہے یہ مصنفین اور دانشور اسی پروگرام کی تکمیل کے لئے میدان بنا رہے ہیں اور مسلمانوں میں سے جذبۂ جہاد کھرچ کر نکال رہے ہیں اور انہیں دنیا بھر کے مسلمان مجاہدین سے بدظن اور مایوس کر رہے ہیں تاکہ کل جب ''صفایا پروگرام'' شروع ہو تو مسلمان مزاحمت نہ کر سکیں۔ پورا غور و فکر کرنے اور ہر طرح کے حسن ظن رکھنے کے باوجود اس کے علاوہ ان مصنفین کے ملحدانہ پروپیگنڈے کی اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

مذکورہ بالا تمام حالات پڑھ کر قارئین کو ہندوستان کے حالات اور ہندوؤں کے عزائم اور مقاصد اور ہندوستانی مسلمانوں کی مظلومیت کی ایک جھلک نظر آ گئی ہوگی۔ لیکن ہندوؤں کی سوچ اور ان کی خفیہ ایجنسیوں ''را'' ''آئی بی'' سی بی آئی وغیرہ) کی معلومات کے برعکس

ہندوستان کے مسلمانوں میں جس طرح سے بیداری کی لہر دوڑی ہے اس نے ہندوؤں کے خوابوں کو چکنا چور کر دیا ہے اگرچہ ابھی تک وہ اپنی حرکتوں سے باز اور پالیسی سے دستبردار نہیں ہوئے مگر اب ان کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اتنا تر لقمہ نہیں ہیں جتنا لال کرشن ایڈوانی، جگ موہن، بال ٹھاکرے، سنگھ پریوار اور اشوک سنگھل نے سمجھ رکھا تھا۔ ہندوستانی حکومت جو یہ سمجھ رہی تھی کہ ہندوستان کا مسلمان جلی ہوئی ٹھنڈی لکڑی ہے۔ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ابھی تک مسلمانوں میں اسلامی غیرت کی چنگاری موجود ہے جو کسی لمحہ بھڑک کر شعلۂ جوالہ بن سکتی ہے۔ ہندوستانی ایجنسیوں کے منہ تب کھلے کے کھلے رہ گئے جب انہیں کشمیر کی سرزمین پر ہندوستانی نوجوانوں کے شہید ہونے کے ثبوت مل گئے اور بعض ہندوستانی نوجوان گرفتار ہوئے جنہوں نے دوٹوک لفظوں میں بتایا کہ وہ ہندوؤں کے ہاتھوں ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل تاریک اور اپنی عبادتگاہوں کو غیر محفوظ دیکھ کر مسلح ہونے اور کفر سے ٹکرانے کی غرض سے کشمیر آئے ہیں۔ پھر ہندوستان میں جگہ جگہ حرکۃ الانصار کے ہزاروں حامیوں کا ثبوت بھی گورنمنٹ کو ملا ہے اور حرکۃ الانصار کے قائدین کی کیسٹیں بھی برآمد ہوئی ہیں جو اب لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان میں پھیل چکی ہیں ہندوستان گورنمنٹ کو یہ بھی معلوم ہے کہ انڈیا کے مسلمانوں نے اس خطرے کو بروقت محسوس کر لیا ہے جو ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ جس چیز نے ہندوؤں کے حوصلے سب سے زیادہ توڑے ہیں وہ ہے حرکۃ الانصار کی کشمیر میں امرناتھ یاترا پر پابندی جس سے یہ پیغام سب ہندوؤں تک پہنچ چکا ہے کہ ہندوستانی مسلمان یتیم اور بے سہارا نہیں ہیں بلکہ ان کے تحفظ کے لئے غیر انڈین مسلمان بھی فکر مند ہیں اور وہ اس سلسلے میں کوئی بھی قدم اُٹھا سکتے ہیں ہندوستان کے مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی اس بیداری اور جہاد کے ساتھ ان کے والہانہ تعلق کو ہی دیکھتے ہوئے کچھ عرصہ قبل عالم اسلام کے عظیم مفکر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا کہ ہندوستانی مسلمانوں کو مایوس نہیں ہونا چاہئے' انشاء اللہ ان کے وجود کو ہندوستان میں کوئی نہیں مٹا سکتا بلکہ مسلمانوں نے ہی آئندہ ہندوستان کی زمام اقتدار

سنبھالنی ہے۔حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم کے یہ الہامی الفاظ ایک روشن مستقبل کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں حضرت مولانا جیسے عظیم مفکر اور جہاندیدہ ولی کے یہ الفاظ ہرگز ہرگز کسی خوش فہمی یا وقتی جذبات پر مبنی نہیں ہیں بلکہ حضرت مولانا حالات کو سمجھنے اور ان کا تجزیہ کرنے کی جو صلاحیت رکھتے ہیں وہ فی زمانہ انہیں کی خصوصیت ہے۔اس میں شک نہیں کہ گزشتہ پینتالیس سال کے عرصے میں ہندوستانی مسلمانوں کو خواب آور دوائیں دے کر غافل رکھنے کی ہر کوشش کی گئی ہے ان کے ایمان اور جان پر طرح طرح سے ڈاکے ڈالے گئے ہیں۔ان کی اقتصادیات کو بری طرح سے کچلا گیا ہے ان میں خود اعتمادی ختم کرنے کیلئے احساس محرومی کو اجاگر کرنے کی ہر کوشش کی گئی ہے علماء اور دینداروں کی قیادت سے انہیں محروم کر کے نام نہاد اور خودغرض مسلمان قیادت کو ان پر مسلط کر دیا گیا ہے اور اس مفاد پرست قیادت نے مسلمانوں کی اجتماعیت اور قوت کو پارہ پارہ کرنے میں وہ کردار ادا کیا ہے جو شاید متعصب ہندو بھی ادا نہ کر سکتے مگر اس کے باوجود اب ہندوستان کے مسلمان پھر اپنی سنہری تاریخ کو دیکھ رہے ہیں خطرات کو محسوس کر کے حالات سے نمٹنے کی تیاری کر رہے ہیں اور جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت ان میں زندہ ہوتا جا رہا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ ان کو بیرونی انصار کا تعاون بھی حاصل ہوتا چلا جا رہا ہے۔

# منصوبے خاک میں مل گئے

اس قدرے تفصیلی جائزے کے بعد ہم اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں کہ کفریہ طاقتیں باوجود اس کے کہ وہ اسلام کے خلاف بغض وعداوت کی انتہاء کو پہنچ چکی ہیں اور ان کے دانشور اسلام اور مسلمانوں کو ترقی یا یوں کہیں امریکی، یورپی اور صہیونی مفادات کے راستے کی سب سے بڑی اور آخری رکاوٹ سمجھتے ہیں اور ان کے مفکرین اسلام اور مسلمانوں کو دنیا کے لئے ایسا کینسر قرار دے چکے ہیں جسے مل کر کاٹنا از حد ضروری ہے۔ (مگر اس کے باوجود) ان کے ہاتھ رکے ہوئے ہیں اور وہ اپنی ہر خواہش کو پورا کرنے کیلئے ترس رہے ہیں کیونکہ جتنا کچھ وہ مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں یہ اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں جتنا کچھ وہ کرنا چاہتے ہیں۔

آخر کیوں؟...... حالات یہ بتاتے ہیں کہ انہیں ان اسلامی طاقتوں سے خطرہ ہے جو غیر سرکاری طور پر دنیا بھر میں جڑیں پھیلا چکی ہیں۔ انہیں ان نوجوانوں کا ڈر ہے جو اب تک یورپ کی شراب اور رُخسار کے اسیر ہونے کی بجائے حوروں کے عاشق ہیں۔ انہیں ان سرفروشوں سے خوف ہے جو سبیلنا سبیلنا ''الجہاد الجہاد'' کے نعرے لگا رہے ہیں۔ انہیں راہ حق کے ان مسافروں سے خطرہ ہے جو مال کمانے کیلئے نہیں بلکہ اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کے تحفظ کے لئے ملکوں اور سرحدوں کو پار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ آج امریکہ اور یورپ عام مسلمانوں کو یہ تاثر دینے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے کہ بنیاد پرست اور جہاد پسند مسلمان دوسرے مسلمانوں کے مصائب اور پریشانیوں کے ذمے دار ہیں حالانکہ آج مسلمانوں پر سے جس قدر مصائب ان مجاہدین کیوجہ سے رُکے ہوئے ہیں ان کی شدت کا اندازہ لگانا کچھ مشکل کام نہیں ہے۔ اگر خدانخواستہ مسلمانوں کی یہ مضبوط ڈیفنس لائن وجود میں نہ آچکی ہوتی تو درندگی اور وحشت کا وہ مظاہرہ ہوتا

جسے سوچ کر روح کانپ جاتی ہے۔ آپ خود سوچئے تیل کی اکثر دولت پر مسلمانوں کا بلاشرکت غیرے کنٹرول امریکہ، یورپ اور صہیونیوں کو کہاں برداشت ہے؟ خود امریکہ اور یورپ میں مسلمانوں کی سینکڑوں مساجد اور ان کے بڑے بڑے کاروبار اکثر گورے کافروں کو کھٹکتے ہیں؟ سوویت یونین کے انحلال کے بعد کئی اسلامی ملکوں کا وجود میں آنا ان کو کہاں ہضم ہو رہا ہے؟ سوڈان اور افغانستان میں اسلام پسند حکومتوں کے قیام کو دیکھنا ان کو کہاں گوارہ ہے؟ مشرقی افریقہ سے پھیلتے ہوئے اسلام کا پورے افریقہ کو منور کرنا ان کے لئے کس قدر تکلیف دہ ہے؟

بلا مبالغہ حقیقت یہ ہے کہ آج دشمنان اسلام کے لئے مسلمانوں کا وجود اور اسلام کا نام ہی قابلِ برداشت نہیں ہے۔ انہیں مسلمانوں کے ہاتھوں ماضی میں اپنے طاقتور آباؤ اجداد کا انجام معلوم ہے اور وہ ماضی کے دور کو مستقبل میں دھرائے جانے کے خطرے کو ختم کر دینا چاہتے ہیں اس کے لئے طویل عرصے تک انہوں نے محنت کر کے مسلمانوں سے خلافت، اجتماعیت اور جہاد کو چھینا، قومیت اور وطنیت کے جذبے کو بڑھاوا دے کر انہیں ٹکڑیوں میں بانٹا اور وہ ماحول تیار کیا جس میں مسلمانوں کا خاتمہ آسان ہو جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اسلامی ممالک کی حکومتوں پر اپنے اداروں اور یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل کفر پسند، مفاد پرست، بزدل اور عیاش حکمرانوں کو بٹھانے کی کامیاب کارروائی کی۔ اب جبکہ میدان ان کی نظر میں صاف تھا اچانک افغانستان کا جہاد شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے قدیم اسلامی تحریکیں منظّم ہو گئیں اور مزید نئی طاقت ور تنظیمیں وجود میں آ گئیں بکھرے ہوئے رجال کار متحد ہو گئے۔ خالی ہاتھوں میں ہتھیار اور طویل عرصے سے تربیت کے لئے تڑپتے نوجوانوں کو ٹریننگ مل گئی۔ امت میں شہداء اور شہادت کے تذکرے پھر مہکنے لگے۔ ہمت و جرأت کی داستان پارینہ پھر قصۂ حال بن گئی۔ سازشوں کے اندھیروں میں جہاد افغانستان ایک نور بن کر چمکا جس نے مسلمانوں کو اس کے دوست اور دشمن سب ہی دکھا دیے اور دشمنوں سے بچنے اور نمٹنے کے لئے وہ راستہ دکھا دیا جس پر سازشوں اور تاویلوں کے انبار ڈال دیے گئے تھے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ

مسلمانوں نے جہاد افغانستان سے ایسا فائدہ نہیں اُٹھایا جیسا اُٹھانا چاہئے تھا مگر جس قدر فائدہ اُٹھایا گیا وہ بھی الحمدللہ ایک بڑی نعمت ہے اس عظیم جہاد کے دوران مشرقِ وسطیٰ سے لے کر وسطِ ایشیاء تک اور یورپ سے لے کر افریقہ تک اسلامی تحریکوں میں نئی جان پڑ گئی۔اور اسلام کے مکمل خاتمے اور زوال کا خواب دیکھنے والوں کی امیدوں پر ایک اوس سی پڑ گئی۔

## پُرانے شکاری نئے جال

بہرحال اسلام دشمن طاقتوں نے ابھی تک ہمت نہیں ہاری پرانے شکاری نئے جال لے کر میدان میں اترے ہوئے ہیں ان کے دانشوروں نے راتوں کو سونا چھوڑ رکھا ہے بقول ایک عرب مجاہد رہنماء ’’جب مسلمان راتوں کو اپنے کمروں کی روشنی گل کر کے سونے لگتے ہیں اس وقت ان کے دشمن اپنی بتیاں جلا کر سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں‘‘۔مگر فرق اتنا ہے کہ ایک زمانے تک یہ سب کافر مسلمانوں کو کچھ بھی نہ دینے پر متفق تھے اور مسلمانوں کی ہر آواز کو سختی سے دبانے اور کچلنے کا عزم رکھتے تھے مگر اب وہ کچھ دے کر اور چھوٹا خطرہ مول لے کر بڑا خطرہ ٹالنے کی سوچ پر مجبور ہیں۔اسی لئے وہ یاسر عرفات کو فلسطین کا ایک پورا حصہ تھالی میں رکھ کر پیش کر رہے ہیں‘ تاکہ حماس جیسی خالص اسلامی جماعت کی یلغار سے محفوظ رہ سکیں‘ انشاء اللہ سابقہ سازشوں کی طرح یہ سازش بھی بری طرح ناکام ہوگی بلکہ ہم نے تو ’’اسرائیل فلسطین معاہدے‘‘ کے بعد یہ عرض کر دیا تھا کہ جہادِ فلسطین تو اب شروع ہوگا۔لیکن یہاں یہ بات بیان کرنا مقصود ہے کہ مجاہدین کا خوف ہی کفر کو اس پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کے تئیں اپنے رویے کو تبدیل کریں اور انہیں بالکل مٹانے کا خواب دیکھنا چھوڑ کر اب اپنے تحفظ کی فکر کریں۔

اب جبکہ دنیا بھر میں امت مسلمہ کے تحفظ کا ظاہری ذریعہ یہی مجاہدین ہیں جنہیں شدت پسند‘ دہشت گرد‘ بنیاد پرست کہا جا رہا ہے تو اس بات کی ضرورت بہت بڑھ جاتی ہے کہ جہادی تنظیمیں خود کو خوب منظّم کریں اور مجاہدین کی ایسی تربیت کریں کہ وہ جہاد کا حق ادا کر سکیں اور ایسے اعمال

اور کردار کو اپنائیں جن سے جہاد کو طاقت ملے اور ایسے اعمال سے بچیں جو جہاد یا مجاہدین کو کمزور کرنے کا ذریعہ بن جائیں۔ مجاہدین کو یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ انہوں نے جہاد کے ذریعہ امت مسلمہ کا تحفظ بھی کرنا ہے اور اپنے اعمال' اخلاق اور کردار سے جہاد کا بھی تحفظ کرنا ہے یا یوں کہا جائے کہ اسلام کی عظمت اور امت مسلمہ کے تحفظ کے لئے جہاد کی ضرورت ہے اور جہاد کی حفاظت کیلئے کچھ خصوصی اعمال اور اخلاق کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی اور امت مسلمہ کے تحفظ کیلئے دشمنان اسلام سے باقاعدہ لڑنا اور جہاد کی حفاظت کیلئے نام نہاد مسلمان حکومتوں اور اپنے نفس اور شیطان کے شر سے بچنا مجاہدین کی ایسی ذمہ داری ہے جس میں ذرہ بھر کوتاہی یا غفلت پوری امت کے لئے سخت نقصان دہ ہوسکتی ہے۔ مجاہدین کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ جہاد کی یہ عظیم نعمت اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل سے پھر اجتماعی طور پر زندہ فرمائی ہے۔ جہاد تو ہمیشہ سے جاری ہے اور جاری رہے گا البتہ اس وقت جس انداز سے اور جن حالات میں یہ شروع ہوا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت اور فضل ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جہاد کی محنت ایسے موثر اور مربوط انداز میں پھیل چکی ہے کہ اسے روکنا دنیا کی کسی طاقت کے بس میں نہیں ہے البتہ جہاد کو کسی بھی طرح کی بدنامی اور کمزوری سے بچانے کی ذمہّ داری بھی ان مجاہدین پر عائد ہوتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہاد جیسے عظیم اور افضل عمل کی توفیق عطاء فرمائی ہے۔

## عسکری تنظیموں کیلئے خطرہ

مجاہدین کی ان تنظیموں کو سب سے زیادہ خطرہ ان حکومتوں سے ہے جو کفریہ طاقتوں کی سرپرستی اور اسلامی سیاسی پارٹیوں کے باہمی نزاع اور عملی سست روی کی بدولت اسلامی ملکوں کا اقتدار سنبھال چکیہیں۔ ذہنی غلامی کا شکار اور اسلامی جذبے سے محروم یہ حکمران اپنے اقتدار کے تحفظ کیلئے کوئی بھی قدم اُٹھانے سے دریغ نہیں کرتے اگر انہیں اپنی حکومت کے لئے اسلام کا نام درکار ہو تو پھر وہ اسلام اسلام کرتے نہیں تھکتے اپنے سروں پر سفید ٹوپیاں اور دوپٹے اوڑھ لیتے

ہیں مسجدوں اور مزاروں کے چکر لگاتے ہیں لیکن جب انہیں اپنے بیرونی آقاؤں کی طرف سے آنکھیں دکھائی جاتی ہیں تو یہی حکمران صبح شام اپنے بنیاد پرست نہ ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں مساجد پر بلڈوزر چلاتے ہیں اور مدارس کی پامالی پر اتر آتے ہیں وہ اسلامی قوانین کی کھلم کھلا دھجیاں بکھیرتے ہیں اور اسلام کے اہم اُصولوں کو ’’مُلّا اِزم‘‘ اور رجعت پسندی کا نام دے کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ اس صدی کے ان چلتے پھرتے منافقوں سے ہر وقت اسلام اور مسلمانوں کو خطرہ لاحق رہتا ہے مسلمانوں کے حکمران کہلانے والے ان غلاموں کے منہ شراب سے ناآشنا نہیں اور ان کی جائیدادیں یورپ اور سوئٹزرلینڈ میں بڑھتی چلی جارہی ہیں وہ اپنی چھٹیاں ایسے ماحول میں گزارنے جاتے ہیں جہاں شیطانیت اپنی ترقی اور عروج پر نظر آتی ہے۔ عیاشی کے یہ غبارے لذت خودنمائی سے سرشار رہتے ہیں۔ جو بھی ان میں تعریفوں کی ہوا بھرتا رہے یہ ان کا منہ بھرتے رہتے ہیں۔ جھوٹے فخر کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے جہالت کے یہ پتلے نہ اپنی زبان سے بولتے ہیں اور نہ اپنے دماغوں سے سوچتے ہیں ان کے سینے دل سے خالی اور زبانیں صداقت سے محروم ہیں یہ ایسے ریموٹ کنٹرول کھلونے ہیں جن سے ان کے آقا جو چاہیں کروا سکتے ہیں اور جو چاہیں کہلوا سکتے ہیں۔ اس لئے اسلامی ملکوں کے اکثر حکمران قابل استعمال تو ہیں لیکن قابل اعتبار نہیں۔ مجاہدین ضرورت محسوس کریں تو ایک خاص فاصلے سے ان حکمرانوں کو اپنے نیک مقاصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

لیکن اگر انہوں نے ان پر ذرہ برابر اعتماد کی غلطی کی تو اس کا انہیں بہت بھیانک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ ان حکمرانوں سے دوستی ہو یا دشمنی کسی حال میں بھی اسلامی تحریکوں کو ان کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھنا چاہئے۔ اپنے دوستوں کو بغیر ڈکار لیئے ہضم کر لینا ان حکمرانوں کا شیوہ رہا ہے۔

اس لئے ہر چھوٹی بڑی تنظیم کو ایسے اقدامات کر کے رکھنے چاہئیں جن کی بدولت وہ ان حکمرانوں کے متوقع شر سے بچ سکیں اور اگر یہ حکمران اپنے آقاؤں کے اشارے پر ان تنظیموں پر

پابندی لگانا چاہیں یا ان کی کارروائیوں کو روکنا چاہیں تو تنظیموں کے پاس پہلے سے ایسے اقدامات اور انتظامات ہونے چاہیں کہ ان کا کام ایک لمحہ کیلئے بھی بند نہ ہو۔ وہ اقدامات کیا ہیں؟ اور وہ انتظامات کیا ہیں؟ یہ معاملہ ہم ان افراد کی فہم وفراست اور تدبیر پر چھوڑتے ہیں جن کے کندھوں پر فی الحال ان تنظیموں اور اداروں کی ذمے داری کا بوجھ ہے انہیں چاہئے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس مسئلے کو دیگر مسائل سے مقدم رکھ کر فوری اقدامات کریں کیونکہ کسی لمحے کچھ بھی ہونے کے امکان کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ چونکہ ہر علاقے اور ہر تنظیم کے اپنے حالات ہوتے ہیں اور پھر ایسی چیزوں کو تحریر میں لانا بھی مناسب نہیں ہوتا اس لئے ان اقدامات کو لکھنا ممکن نہیں البتہ بعض اہم معاملات کی طرف اشارہ کرنا شاید مفید ہو پہلی بات تو یہ ہے کہ جس شاخ پر نشیمن ہو اسے نہیں کاٹنا چاہئے اس لئے جہادی تنظیموں کو اپنی عملی عسکری کارروائیاں میدانِ جنگ تک محدود رکھنی چاہیں اور اپنے اسلامی ممالک میں ایسی عسکری کارروائیاں نہیں کرنی چاہئیں جن سے حکومتوں کیساتھ کھلم کھلا ٹکراؤ کی صورت حال پیدا ہو جائے۔ کیونکہ ایسی صورتحال کا فائدہ دشمنان اسلام کو ہی پہنچے گا۔ یہ حالت اس وقت تک برقرار رکھی جائے جب تک اس ملک میں مذہبی سیاسی پارٹیاں، دینی ادارے اور مذہبی رہنماء مختلف طریقوں سے اسلام کے اقتدار کے لئے کوشاں ہوں ایسے وقت میں عسکری تنظیموں کو اپنی ساری توجہ افراد سازی' جہادی تربیت' جہادی دعوت اور میدان جنگ پر مرکوز رکھنی چاہئے اور ملک میں عسکری کارروائیوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ لیکن جب ملک کی مذہبی سیاسی پارٹیاں اور دینی رہنماء اور راسخ العلم علماء کرام اتفاق رائے سے اسلام کے نفاذ کی پرامن کوششوں سے مایوس ہو جائیں اور پُرامن جدوجہد کو چھوڑ کر اعلان جہاد کر دیں تو پھر صورتحال بدل جاتی ہے۔ چونکہ ہمارے ملک پاکستان میں فی الحال اسلامی نظام کی جدوجہد مختلف پرامن طریقوں سے جاری ہے اور وہاں کے علماء کرام نے جہاد کا فتویٰ اور اعلان نہیں فرمایا۔ اس لئے پاکستان میں موجود جہادی تنظیموں کو اپنی ساری محنت افراد سازی' تربیت اور محاذ جنگ پر مرکوز رکھنی چاہئے اور حکومت سے کھلم کھلا ٹکراؤ کی پالیسی اختیار نہیں کرنی چاہئے

اور محاذ جنگ میں فی الحال سب سے زیادہ قریب اور مستحق محاذ کشمیر کا محاذ ہے جہاں اس وقت معرکہ حق و باطل آخری لمحات تک پہنچ چکا ہے اور دونوں فریق تھک چکے ہیں۔ اب وہی کامیاب ہوگا جو آخری زور لگا دے گا اور اپنی تھکاوٹ اور کمزوری کو ظاہر نہیں ہونے دے گا۔

## مجاہدین کے حکومتوں کے ساتھ تعلق کی نوعیت

دوسری اہم بات یہ ہے کہ جہادی تنظیموں کو کسی بھی مرحلے پر اپنی حکومتوں کا مکمل آلہ کار بن کر نہیں رہنا چاہئے۔ جہاد اور مسلمانوں کی مصلحت کے پیش نظر حکومت کو تعاون دینا اور حکومت سے تعاون لینا کچھ برا نہیں بلکہ بعض حالات میں اشد ضروری ہے لیکن اپنے اسباب و وسائل کے معاملے میں حکومت پر بھروسہ کر لینا اور پالیسیوں میں حکومت کی رائے کے سامنے جھکنا خودکشی کے مترادف ہوگا۔ حکومتوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ابتداء میں اپنے افراد اور آدمی ان تحریکوں میں گھساتے ہیں جو آہستہ آہستہ اہم مقامات تک پہنچ کر ان تحریکوں اور تنظیموں کو حکومت کے ہاتھوں مفلوج کر کے دکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ مجاہدین کو اس معاملہ پر کڑی نظر رکھنی چاہئے اور اپنی آزاد پالیسیوں پر عمل پیرا رہنا چاہئے کام بڑھانے کے نام پر حکومت کے اسباب و وسائل پر مکمل تکیہ نہیں کرنا چاہئے اور حکومت کی اچھی پالیسیوں پر عمل کرنے سے پہلے بھی خوب سوچ لینا چاہئے اور ہر سفید و سیاہ پہلو کو دیکھ لینا چاہئے پھر اگر اس پالیسی میں خیر اور بہتری نظر آئے تو اس طور پر اسے لینا چاہئے کہ مجاہدین کی اپنی پالیسی ہے نہ کہ حکومت کی۔ اس سلسلے میں سب سے اہم اقدام یہ ہو کہ تنظیموں کے مرکزی قائدین اور ارباب حل عقد حکومتی وسائل (مثلاً سرکار کی طرف سے ملی ہوئی گاڑی مکان وغیرہ) کو ہرگز استعمال نہ کریں اور حتی الوسع کوشش کریں کہ حکمرانوں کے ان دسترخوانوں سے دور رہیں جو دلوں کو مردہ کر دیتے ہیں ہاں دینی ضرورت کے وقت کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اپنی جہادی شان برقرار رکھتے ہوئے یہ کام کیا جائے۔ بے شک جہاد ایسا عمل ہے جس میں انسان پتھریلے اور ریتلے خونریز میدانوں سے یا تو تاج شہادت پہن کر جنت کے محلات تک پہنچتا ہے یا پھر فتح و نصرت اور بہادری کے اعزاز پا کر دنیا کے محلات اس کے قدموں

تلے آتے ہیں مگر مجاہد کے دل میں کبھی بھی ان دنیاوی محلات‘ فائیو اسٹار ہوٹلوں اور چمکتی گاڑیوں کی عظمت اور اہمیت نہیں بیٹھنی چاہئے اسے ہمیشہ ان پتھریلے میدانوں کا عاشق رہنا چاہئے جہاں حقیقی عظمت اور سکون کا راستہ ملتا ہے اور انسانیت کو انسانوں اور دنیا کی زیب و زینت کی غلامی سے نجات ملتی ہے اگر خدانخواستہ زندگی کے کسی موقع پر مجاہد خود اس دنیاوی زیب و زینت کا اسیر بن گیا جس سے انسانیت کو آزادی دلانے کی خاطر وہ پتھریلے میدانوں میں اترا تھا تو یہ اس کی ناکامی ہوگی۔ دنیا کے انہیں محلات اور اسی چمک دمک کو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ’’ضیق الدنیا‘‘ دنیا کی تنگی قرار دیا کرتے تھے اور اس دنیاوی تنگی سے انسانیت کو نجات دلانا اپنے مشن کا حصہ بتایا کرتے تھے۔ میرا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ مجاہد دنیاوی سہولتوں اور آلات کو استعمال نہ کرے بلکہ میں تو ہمیشہ سے یہ کہتا ہوں کہ جہاد کی خاطر زیادہ سے زیادہ اسباب و وسائل کو استعمال کرنا چاہئے اور مجاہدین کے پاس تو اسباب و آلات کی فراوانی ہونی چاہئے اگر یہودیوں کے لیڈر اپنی صہیونیت پھیلانے کیلئے ہیلی کاپٹروں کا استعمال کرتے ہیں تو ان کا مقابلہ کرنے والے مجاہدین کے پاس بھی ایسی ہی برق رفتار سواریاں ہونی چاہئیں تا کہ ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرنے میں سہولت ہو اور دشمن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچایا جا سکے۔ البتہ میرا مقصد یہ ہے کہ مجاہد کو ہر موقع پر اپنی جہادی شان برقرار رکھنی چاہئے اس وقت بھی جب وہ میلوں پیدل سفر کر کے دشمن سے لڑتا ہو اور اس وقت بھی جب گاڑیوں اور جہازوں کے دروازے اس کے لئے کھولے جاتے ہوں‘ مجاہد اللہ تعالیٰ کا سپاہی ہے اور اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے اس کے سپاہی کو زیب نہیں دیتا کہ حقیر دنیا (جس کے فساد سے انسانیت کو بچانے کی وہ جدوجہد کر رہا ہے) اس کے دل و دماغ پر چھا جائے اور دنیا کی تھوڑی سی فراوانی اس کے انداز، اس کی چال اور اس کے خیالات کو بدل دے۔ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ ایک سچے مجاہد کے دل میں دنیا کے بڑے سے بڑے آلات و وسائل اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والی چمک دمک ہرگز اثر انداز نہیں ہوتی اور مجاہد کے دل میں کوئی مقام نہیں لے سکتی جب تک وہ مجاہد میدان جنگ سے وابستہ رہے‘ موت کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈالے رکھے اور اپنے انتظامی معاملات میں الجھ کر ان میدانوں سے یکسر دور نہ ہو جائے جہاں فرشتے اترتے ہیں، حق و باطل ٹکراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت آنکھوں سے نظر آتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے لقاء یعنی موت کا قرب میسر آتا ہے۔ اگر مجاہد خطرات بھری زندگی کو یکسر نہ چھوڑے تو دنیا اس کے دل میں جگہ نہیں پاتی اور یہاں کے بڑے بڑے محلات اور کاریں کوٹھیاں اس کی نظر میں حقیر رہتی ہیں اور اس کا دل ہمیشہ فتح اور شہادت کے لئے تیار رہتا ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ ایک مجاہد میدان جنگ سے یکسر دور ہو جائے اور قتال کے عمل سے خود کو بلند سمجھ کر اس کے قریب ہی نہ پھٹکے اور اسے اپنی زندگی کچھ زیادہ ہی قیمتی محسوس ہونے لگے اور وہ بھی کانفرنسوں، جلسوں، اجلاسوں، ملاقاتوں اور پر امن سفروں میں مگن ہو جائے تو پھر اس کے دل میں دنیا کی قدر آجانے کے مرض لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے بعض اوقات تو اپنی عزت اور عہدے کا شوق جسے حبِ جاہ کہا جا سکتا ہے اور دنیا کی ظاہری چمک دمک کا شوق جسے حب مال کہتے ہیں پیدا ہو جاتا ہے جو کہ ایک مجاہد کے لئے کینسر سے زیادہ خطرناک اور موذی ہے۔ دوسری طرف جہاد کے پھیلتے ہوئے کام کو سنبھالنے، مجاہدین کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے، اور جہاد کے لئے وسائل حاصل کرنے، جہاد کی دعوت کو موثر انداز سے دنیا کے سامنے پیش کرنے اور دشمنان اسلام کے پروپیگنڈے کو توڑنے کی خاطر یہ بھی ضروری ہے کہ کچھ کار آمد اور باصلاحیت افراد میدان جنگ سے دور رہ کر انتظامی معاملات کو سنبھالیں۔ نشر واشاعت اور دعوتِ جہاد کا کام کریں مجاہدین کیلئے اسباب کی فراہمی کو یقینی بنائیں یہ تمام اعمال بھی جہاد کا اسی طرح اہم حصہ ہیں جس طرح اگلے محاذوں پر جا کر دشمن سے لڑنا۔ لیکن ان شعبوں میں کام کرنے والے افراد کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر سال کم از کم ایک ماہ یا چالیس دن موت کے خطرات سے آنکھیں ملانے، گولیوں اور گولوں کی آوازوں سے اپنے ایمان کو تقویت پہنچانے اور میدان جنگ کی خوشبودار مٹی کو سونگھ کر دنیا کی زیب و زینت کی حقارت کو دل میں جاگزین کرنے کیلئے میدان جنگ میں اترا کریں۔ اگر میدان جنگ اس قسم کا ہو جہاں ایک ماہ یا چالیس دن گزارنا مشکل ہو تو وہ ایک

عام مجاہد کی حیثیت سے ٹریننگ سینٹروں میں جا کر مزید تربیت حاصل کریں یا تربیت دیں یا بیس کیمپوں میں جا کر مجاہدین کے آنے جانے کی خدمات میں ہاتھ بٹائیں یا کسی دشمن ملک میں جا کر معلومات جمع کریں تا کہ قتال کے مبارک اور ضروری عمل سے ان کا تعلق بلا واسطہ رہے اور ان کے ایمان اور صلاحیتوں کو زنگ نہ لگ جائے۔ یہ ایک ایسا اہم نکتہ اور ایسی اہم ضرورت ہے کہ کسی بھی مجاہد کو اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اور خود کو اس سے مستثنیٰ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح جہاد کے اعلیٰ اور اہم ترین مفادات اور مقاصد کی خاطر میدانوں میں برسر پیکار افراد کو بھی کبھی کبھار انتظامی کاموں میں لانا چاہیئے تا کہ انتظامی کام کرنے والے افراد کے ساتھ کسی بھی ممکنہ حادثے کی صورت میں قیادت کا بحران پیدا نہ ہو اور انتظامات کو دھچکا نہ لگے۔ اس ترتیب سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ ایسے افراد میسر آئیں گے جن میں جہاد فی سبیل اللہ کے ہر شعبے کی خاطر خواہ صلاحیت موجود ہوگی اور ایک منظّم کام کیلئے ایسے افراد کی اشد ضرورت ہوتی ہے جو میدان جنگ میں بہترین کمان کر سکیں اور کسی میٹنگ میں بہترین نمائندگی کر سکیں اور انتظامی میدان میں ان کو خوب دسترس حاصل ہو۔ بم سازی بھی جانتے ہوں اور فائلیں بنانا بھی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاد کے تمام شعبے باہم مربوط اور ایک دوسرے کے معاون رہیں گے اور ان کے منتظمین اور کارکنوں کے درمیان کھچاؤ اور اجنبیت کا وہ پہلو نہیں رہے گا جو بعض شعبوں کیلئے مستقل طور پر بعض افراد کو مخصوص کرنے سے پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک شعبے میں کام کرنے والوں کو جب یہ احساس ہو جائے کہ یہ کام تو ہمارے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا تو ان کے اندر کسی طرح کا بھی بگاڑ یا کمزوری پیدا ہو سکتی ہے اور دوسرے شعبوں سے ان کا ٹکراؤ پیدا ہو سکتا ہے اس لئے ہر شعبے کے افراد بدلتے رہنے چاہئیں۔ اس ترتیب میں سب سے اہم فائدہ یہ ہوگا کہ ایک شخص خاطر خواہ صلاحیت رکھنے کی بدولت ایک شعبے میں کسی عہدے پر فائز ہے لیکن جب اسے کچھ دن کیلئے دوسرے ایسے شعبے میں بھیجا جائے گا جس میں اس کی صلاحیت پہلے والے شعبے جیسی نہیں ہو گی تو اس شعبے میں اسے کسی کی رہنمائی میں ایک عام کارکن کی حیثیت سے کام کرنا پڑے گا تو اس

میں منوانے کے جذبے کے ساتھ ماننے کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ ایک ذمہ دار کے ذہن کی طرح اسے عام کارکن کے ذہن اور اس کی طبیعت سے بھی واقفیت ہوگی وہ خود جب کارکن بنے گا تو اسے آئندہ کارکنوں کو چلانے میں بھی سہولت ہوگی اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہمیشہ بڑے عہدے پر رہنے اور حکم دینے کیوجہ سے اگر خدانخواستہ جذبۂ عاجزی وانکساری میں کچھ کمی آئی ہے تو مامور بننے اور حکم ماننے کیوجہ سے یہ جذبہ دوبارہ پوری آب و تاب سے زندہ ہو جائے گا اور اس کی شخصیت کو مزید نکھار دے گا اور اس کی صلاحیتوں کو چار چاند لگا دے گا اور ایک فائدہ اس ترتیب میں یہ ہوگا کہ کوئی بھی شعبہ کسی فرد یا افراد کا مرہون منت بن کر نہیں رہے گا کہ اگر وہ فرد یا افراد شہید ہو جائیں یا خدانخواستہ کام سے بیٹھ جائیں تو پھر یہ شعبہ لاوارث رہ جائے بلکہ اس شعبے کو چلانے والے افراد وافر مقدار میں مندرجہ بالا ترتیب کی بدولت میسر آسکتے ہیں۔ یہاں ایک بات خاص طور سے یاد رکھنی چاہئے کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسی فرد میں کسی خاص شعبے کی صلاحیت اس قدر رکھی ہے کہ اس کی بدولت اس شعبے میں بہت کام ہو رہا ہے اور اگر اسے اس شعبے سے بے دخل کیا گیا تو کام میں خاطر خواہ فرق پڑ سکتا ہے تو پھر یہ ترتیب بنانی چاہئے کہ اس فرد کو اس شعبے سے منسلک رکھ کر دوسرے شعبوں میں بھی اس سے وقتاً فوقتاً کام لیا جائے تاکہ دوسرے شعبوں کا تجربہ بھی اسے حاصل ہو اور اس کے اپنے شعبے میں اسے ایسے افراد دیے جائیں جن میں وہ پوری محنت کر کے اپنا تمام تر تجربہ منتقل کرنے کی کوشش کرے اور ان کی ایسی نہج پر تربیت کرے کہ کسی بھی امکانی حادثے کی صورت میں وہ افراد اس شعبے کو سنبھال سکیں۔

یہ تو تھے بعض وہ اقدامات جن کے ذریعے سے انشاء اللہ جہادی تنظیمیں اور مجاہدین' گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی اور غیروں کے ہاتھوں میں کھیلتی اپنے ممالک کی حکومتوں کے شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

اب بعض ایسے انتظامی امور کی طرف مجاہدین کرام کی توجہ دلاتے ہیں جن کا اہتمام جہادی تنظیموں کیلئے از حد ضروری ہے اور ان امور میں کسی بھی طرح کا تساہل انتہائی غیر مفید ہوسکتا ہے۔

# جہادی تنظیموں کیلئے مفید نظام

آج کل دینی تحریکوں میں دو طرح کے انتظامی انداز دیکھنے کو ملتے ہیں۔ایک تو دینی سیاسی جماعتوں کا انتظامی انداز ہے کہ اس پر مروجہ جمہوری طرز کا غلبہ ہے اور عام سیاسی جماعتوں کے اصول،ضوابط اور اصطلاحات کا بکثرت اس میں استعمال ہوتا ہے مثلاً ایک ہی تنظیم کے افراد داخلی عہدوں کے لئے باقاعدہ ایک دوسرے کے لئے انتخابی مہم (کمپین) چلاتے ہیں۔ بڑے عہدوں پر ہونے والے الیکشن میں ووٹوں کا جوڑ توڑ ہوتا ہے۔ تنظیمی ڈھانچے توڑے جاتے ہیں ،کبھی عبوری اور کبھی مستقل ڈھانچے بار بار بنتے ہیں۔امیر یا کوئی اور عہدیدار مستقل نہیں ہوتا بلکہ اسے ایک خاص مدت تک کیلئے چنا جاتا ہے اور پھر اسے اس مدت کے بعد دوبارہ انتخابات لڑنے پڑتے ہیں۔بار بار باہمی اور داخلی انتخابات کیوجہ سے بہت کم متفقہ عہدیدار بنتے ہیں اکثر انہیں افراد کو چنا جاتا ہے جو زیادہ ووٹ لے کر آئے ہیں اس طرح سے ہارنے والے امیدوار اور اس کے حامیوں کی شکل میں ایک اپوزیشن مرکز سے لے کر عام حلقے تک موجود ہوتی ہے جو اس موقع کی تاک میں رہتی ہے کہ کس طرح سے موجودہ عہدیدار کو ہٹا کر ان کے پسندیدہ امیدوار کو لایا جائے۔(وغیرہ وغیرہ) اسلامی سیاسی جماعتوں کے نظام میں ان امور کے شامل ہونے کیوجہ سے ہر جماعت میں الگ الگ گروپ اور الگ الگ لابیاں پائی جاتی ہیں اور کبھی کبھی کوئی خاص گروپ یا لابی اس قدر طاقتور ہو جاتی ہے کہ وہ ایک الگ تنظیم یا ایک متوازی دھڑا بھی قائم کر لیتی ہے۔ ہمارا مقصد یہاں اس نظام پر تنقید کرنا نہیں ہے کیونکہ جن مخلص حضرات نے یہ نظام بنایا اور چلا رہے ہیں وہ ضرور اس میں فوائد دیکھتے ہوں گے،اسی لئے انہوں نے اس نظام کو برقرار رکھا ہوا ہے۔

دوسری طرف بعض دینی جماعتوں میں ایک منفرد نظام پایا جاتا ہے، مثلاً تبلیغی جماعت جو کہ امت مسلمہ کی سب سے بڑی سب سے مقبول اور سب سے فعال جماعت ہے اس میں نہ تو امیر کے علاوہ کوئی عہدہ ہوتا ہے اور نہ ہی امیر کے چناؤ کے لئے کوئی الیکشن وغیرہ کی ترتیب ہے اس جماعت میں تشہیر اور تبلیغ کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے ''شفوی'' اور ''سینہ بسینہ'' وہ نہ تو اشتہار نکالتے ہیں نہ لٹریچر چھاپتے ہیں امیر کا فیصلہ حرف آخر ہوتا ہے اور وہ مشورے کو ماننے کا پابند نہیں ہوتا اور امیر تا حیات ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

جہادی تنظیموں کیلئے ان دونوں نظاموں کو من وعن اپنانا ممکن نہیں ہے کیونکہ خالص سیاسی نظام جس میں سیاسی سرگرمیاں داخلی اور خارجی طور پر جاری رہتی ہیں مجاہدین کیلئے اس لئے ممکن نہیں کہ ان کی مصروفیات اور حالات سیاسی جماعتوں سے یکسر مختلف ہیں سیاسی کارکنوں کو اپنے گھروں اور علاقوں میں رہ کر یہ کام کرنے ہوتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ الیکشن کے ایام میں خصوصی محنت کرنی پڑتی ہے یا پھر کسی تحریک کیلئے جلوس جلسوں کا انتظام کرنا اور ریلیاں چلانی ہوتی ہیں۔ ان کی مصروفیات بھی بہت ہیں، لیکن پھر بھی انہیں با آسانی اتنا وقت ملتا ہے کہ وہ داخلی انتخابات کروا سکیں۔ امیروں کو بار بار بدل سکیں۔ باڈیاں توڑ سکیں اور پھر بنا سکیں بلکہ یہ سب امور تو ان کے کام کیلئے بطور مشق (پریکٹس) کے ہوتے ہیں۔ جبکہ مجاہدین نے دشمنوں سے لڑنا ہوتا ہے۔ محاذوں پر ڈٹے مجاہدین تک اسلحہ اور دیگر وسائل پہنچانے ہوتے ہیں دشمن کی چالوں سے باخبر رہ کر اپنی حفاظت کرنی ہوتی ہے۔ اپنے زخمیوں اور شہیدوں کے معاملات بھی حل کرنے ہوتے ہیں۔ فتح اور شکست کے مشکل حالات سے نمٹنا ہوتا ہے۔ مجاہدین کو ٹریننگ دینا اور محاذوں تک انہیں پہنچانا بھی ان کی اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ جہاد کیلئے جن گرانقدر اور کمر توڑ وسائل کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی مہیا کرنے ہوتے ہیں۔ الغرض اتنے کام ہیں کہ جن کو اپنے گھر پر رہتے ہوئے پورا کرنا ناممکن ہے چنانچہ مجاہدین کے منتظمین کو اپنی پوری زندگی وقف کرنی پڑتی ہیں اور انہیں اپنے گھروں سے مہینوں اور سالوں تک دور رہنا پڑتا ہے۔ اس لئے اگر وہ

ہمیشہ امیر بھی بدلتے رہیں اور ڈھانچے بناتے اور توڑتے رہیں تو یہ ان کی اصل مصروفیات میں خلل کے مترادف ہوتا ہے اور اس میں اہم نکتہ یہ ہے کہ اگر مجاہدین کی ہر تنظیم میں داخلی الیکشن ہوتے رہیں تو یقیناً لابیاں بنیں گی اور مجاہدین کے درمیان جس وحدت اور اتفاق و محبت کی ضرورت ہے وہ مفقود ہوتا چلا جائے گا۔ جب کہ جہاد بھی نماز کی طرح ایک فریضہ اور عبادت ہے اور عبادت میں تو تو' میں میں' نہیں ہوتی۔ عہدوں کی کھینچا تانی نہیں ہوتی۔ ایک دوسرے کو گرانے اور اُٹھانے کا عمل بھی نہیں ہوتا۔ کسی کو چڑھانے اور کسی کو پٹخنے کی باتیں بھی نہیں ہوتیں۔ جبکہ داخلی الیکشن میں تو جوڑ توڑ بھی ہوگا۔ ایک دوسرے کے خلاف الزامات بھی لگیں گے گروپ اور دھڑے بھی بنیں گے اور اسباب کا استعمال دفاتر میں ہوتا رہے گا اور اللہ کے شیر دشمنوں کے نرغے میں بھوکے مریں گے۔ اور جہاد کی اصل روح یعنی عسکریت کمزور پڑ جائے گی اور جہاد میں مروّجہ سیاست داخل ہو جائے گی اور پھر جہاد' جہاد نہیں رہے گا۔ اور عسکریت سیاست کی تابع ہو جائے گی اور بندوق کا استعمال باہمی بالادستی کی خاطر ہوگا جو کہ جہاد اور جہادی تنظیموں کے لئے زہر قاتل ہے۔ اسلئے مجاہدین کو اس معاملے میں بہت محتاط اور ہوشیار رہنا چاہئے اور اپنے دروازے مروجہ سیاست کیلئے بند رکھنے چاہئیں۔ کیونکہ مروجہ سیاسی عمل اگر کفر کیلئے خطرہ اور مسلمانوں کے لئے مفید ہوتا تو ہر جہادی میدان میں دشمن اسلام یہ پیشکش نہ کرتا کہ مجاہدین بندوق چھوڑ کر سیاسی عمل اختیار کریں، ہم ان کے مسائل حل کرنے کیلئے بات چیت کرینگے۔ دشمنوں کی طرف سے بار بار بندوق چھوڑنے اور سیاسی عمل شروع کرنے کی درخواستوں نے ہمارے اس نظریے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں خالص مروجہ سیاسی عمل کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کیلئے مفید نہیں ہے اور عسکری عمل چھوڑنے کی بار بار درخواستوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عسکری عمل ہی دشمن کی کمر توڑتا ہے اور اس کے عزائم کو خاک میں ملاتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیں سیاسی عمل پر مجبور کر کے تنہا اور مغلوب کرنا چاہتا ہے۔ یاد رکھیے میدان جہاد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اترتی ہے جبکہ مذاکرات کی میز پر دشمن ہمیشہ چالاکی اور

عیاری کا مظاہرہ کر کے اہلِ حق کو نیچا دکھانے کی حیثیت میں آ جاتا ہے۔ ہاں! اگر مذاکرات کے پیچھے عسکریت موجود ہو تو پھر ان مذاکرات میں بھی جان ہوتی ہے۔ مجاہد تنظیموں کو اپنا دستور، منشور اور نظام بناتے وقت یہ نکتہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ وہ ایک ایسی لڑائی اور جنگ کا عزم رکھتے ہیں جس میں انہیں اسی وقت کامیابی مل سکتی ہے جب وہ باہمی تنازعات اور خلفشار سے محفوظ ہوں اور کم از کم ہر تنظیم کے افراد کا ایک جسم کی طرح ہونا انتہائی ضروری ہے۔ مجاہدین کو یہ نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ ان کا دشمن بہت عیار اور مکار ہے اور کفر کی تمام طاقتیں اپنے تمام تر اصولی اور بنیادی اختلافات کو بھلا کر مجاہدین کے خلاف یک جان ہو چکی ہیں۔ اسلئے مجاہدین کو بھی باہمی نزاع اور خلفشار سے لازماً بچنا ہوگا ورنہ ان کی ہوا اکھڑ جائے گی اور دشمن کے دل سے ان کا رُعب نکل جائے گا۔ اسلئے مجاہدین کو اپنی تنظیمیں چلانے کیلئے ایسے قوانین وضع کرنے چاہئیں جن میں مروجہ سیاست جیسے داخلی اکھاڑ پچھاڑ کے امکانات بالکل معدوم ہوں یا کم سے کم ہوں اور مجاہدین کو اپنے عہدوں کا معیار اخلاص، للّٰہیت، جذبہ قربانی، انتھک محنت اور دنیا سے بے رغبتی کو بنانا چاہئے اور عہدوں کو ہرگز ایسا پرکشش نہ بنانا چاہئے کہ خدانخواستہ کسی کے دل میں اس کی خواہش پیدا ہو۔ اور باہمی جھگڑوں کا دروازہ کھل جائے۔ عہدوں کا چناؤ باقاعدہ الیکشن کی بجائے باصلاحیت اور متقی ذمہ دار افراد کے مشورے پر ہونا چاہئے اور اہلیت اور قربانی کو عہدوں کا معیار بنانا چاہئے۔ دستور سازی کے وقت ہر قانون کو اس پیمانے پر بنایا جائے کہ جہاد ایک عبادت ہے اور قوانین میں اطاعت اور قربانی کے اصول کو مقدم رکھا جائے کیونکہ مجاہدین کو سیاسی کارکنوں کی طرح کج بحثیا، اکّھڑ اور ضدی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ان میں جذبۂ اطاعت اور جذبۂ قربانی کوٹ کوٹ کر بھرا ہونا چاہئے۔ کیونکہ سیاست میں بحث کی اور جہاد میں اطاعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک اہم قدم یہ ہے کہ مجاہد تنظیموں کو افراد کی بھرتی اور عہدوں کی تعیناتی میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ اس میں شک نہیں کہ جہاد سب مسلمانوں کیلئے ہے اور ہر مسلمان کو ان تنظیموں میں شمولیت کا اختیار رہنا چاہئے مگر پھر بھی مجاہدین کو فی الوقت تنظیم

میں کھلی بھرتی سے پرہیز کرنا چاہئے ۔ یہ دو الگ الگ معاملات ہیں ایک جہاد میں شرکت اور دوسرا تنظیم میں شمولیت ۔ جہاں تک جہاد کا تعلق ہے تو اس میں زیادہ سے زیادہ وسعت سے کام لیا جاسکتا ہے اور بعض مناسب اور ضروری شرائط کے پورا ہونے پر ہر فرد کو کسی نہ کسی درجے میں جہاد کا موقع دیا جاسکتا ہے البتہ تنظیم میں شمولیت کے معاملے کو کچھ محدود رکھنا چاہئے اور ایسے افراد کو تنظیم کے اہم اور حساس مقامات پر نہیں لینا چاہئے جو مروجہ سیاسی ذہن رکھتے ہوں اور شہرت پسند ہوں اور ان میں نام بنانے کا جذبہ موجود ہو جہاد کی مقبولیت اس زمانے میں بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ اس میں مزید اضافے کا امکان ہے اسلئے اس بات کا خطرہ اور اندیشہ موجود ہے کہ کچھ شہرت پسند لوگ اور کچھ مفاد پرست عناصر مجاہدین کی صفوں میں بڑے مؤثر انداز سے گھسیں گے اور جہاد میں مروّجہ سیاست کے اُن زہریلے اثرات کو لے آئیں گے جو مجاہدین کے اس قلبی سکون کو غارت کردے گا جو انہیں دشمن سے ٹکرانے اور باہمی اعتماد رکھنے کی بدولت اللہ تعالیٰ نصیب فرماتے ہیں ۔ یہ زہریلے اثرات مجاہدین کو اپنے اصل مقصد سے ہٹا کر بے کار کاموں میں لگادیں گے اور مجاہدین کی صلاحیتیں اور وقت دشمن اسلام کو نقصان پہنچانے کی بجائے روٹھے ہوئے ساتھیوں کو منانے ، بدظنوں کی بدظنی دور کرنے اور آئے دن عہدے بدلنے میں لگے گا اور میدان جنگ میں مصروف مجاہدین اپنے قائدین کی توجہ سے محروم ہو جائیں گے ۔ اس لئے تنظیم کے بنیادی ڈھانچے میں اور حساس مقامات پر ان افراد کو لیا جائے جو میدان جہاد میں موت کا قرب دیکھ چکے ہوں ۔ دشمن کے گولوں اور طیاروں کی گھن گرج کو سن چکے ہوں اور قتال کی لذت سے آشنا ہوں‘ شہرت پسندی اور مال کی محبت سے ایسے نفرت کرتے ہوں جس طرح خنزیر کے گوشت سے کی جاتی ہے اور تقوے کی دولت سے مالا مال اور قربانی کے جذبے سے سرشار ہوں ۔ امارت کی کرسی سے اتر کر میدان جنگ کا سپاہی بننے میں عار محسوس نہ کرتے ہوں ۔ ایسے افراد الحمدللہ بکثرت موجود ہیں مگر ان کی مخلصانہ طبیعت کی وجہ سے ان کی قدر نہیں کی جاتی اور انہیں نظر انداز کردیا جاتا ہے جبکہ مروجہ سیاسی ذہن رکھنے والے افراد ظاہری سرگرمی دکھا

کراور مخصوص ہتھکنڈوں کے ذریعے مجاہدین کی صفوں میں اہم مقام حاصل کر کے ان کے مشن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ ہاں یہ خیال ضرور رکھنا چاھیئے کہ اگر کچھ سیاسی کارکن جو سیاسی اختلافات اور اکھاڑ پچھاڑ کے عادی بن چکے ہوں، اب مجاہدین کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہوں تو پہلے ان کی خوب تربیّت کی جائے اور ان کو یہ نکتہ سمجھایا جائے کہ امت مسلمہ پر ہونے والے مظالم اور مصائب کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کیلئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنی ناک' اپنی عزت اور اپنی شہرت کے خیالات کو دل میں آنے دیں بلکہ یہ تو قربانی کا وقت ہے اور ہم نے جہاد سے کچھ لینا نہیں ہے بلکہ اسے کچھ پیش کرنا ہے۔ یہ وقت عزت' پیسہ، مقام کے پیچھے دوڑنے کا نہیں بلکہ عزت' پیسہ اور مقام اور جان پیش کرنے اور قربان کرنے کا ہے۔ جب یہ نکتے ان کو سمجھ میں آجائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے جان و مال کی قربانی کا جذبہ ان میں پیدا ہو جائے اور اپنی عزت کی باتوں اور چھوٹے چھوٹے اختلافات سے ان کو نفرت ہو جائے اور داخلی لڑائیوں سے انہیں گھن آنے لگے تو پھر ان کو ہر سطح اور ہر مقام پر اپنی نئی اور پرانی صلاحیتوں کو اسلام اور امت مسلمہ کے مفاد میں استعمال کرنے کا موقع دیا جانا چاہیئے۔

جہاں تک تعلق ہے تبلیغی جماعت کے نظام کو من وعن لینے کا، تو وہ بھی جہادی تنظیموں کیلئے ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اپنے طاقتور اور منظّم دشمن سے لڑنے کیلئے ہر طرح کے اسباب کو استعمال کرنا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ دشمنوں کے مقابلے میں جس قدر ہو سکے اسباب کے اعتبار سے تیاری کرو۔ ان اسباب و وسائل کے استعمال میں ذرائع ابلاغ کا استعمال بھی شامل ہے مجاہدین کو نشر و اشاعت کی بھی ضرورت پڑتی ہے جہاد کے بارے میں جو جمود امت پر طاری کر دیا گیا ہے اسے توڑنے کیلئے انہیں جلسوں، اشتہاروں، کتابوں اور کیسٹوں کی مدد بھی لینی پڑتی ہے اور انہیں زیادہ سے زیادہ ان اسباب کو استعمال کرنا بھی چاہیئے۔ آج کے زمانے میں جنگیں میدانوں میں کم اور ذرائع ابلاغ میں زیادہ لڑی جاتی ہیں، اس لئے مجاہدین کیلئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جہاد کے مختلف شعبے

ہیں اور ہر شعبہ اہم اور حساس ہے، اس لئے ان شعبوں کو مؤثر طریقے سے سنبھالنے کیلئے مختلف عہدیداروں کا تقرر کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ تبلیغی جماعت کی طرح جہادی تنظیمیں ملکوں کے سیاسی حالات اور ملکی سیاسی عمل سے بھی بیگانہ نہیں رہ سکتیں، انہیں اپنے ممالک کی سیاسی پالیسیوں اور تبدیلیوں پر کڑی نظر رکھنی ہوتی ہے اور بعض اوقات اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے سیاست میں محدود مگر موثر مداخلت بھی کرنی پڑتی ہے۔

ان دونوں امور کو مدنظر رکھتے ہوئے (کہ جہادی تنظیموں کیلئے نہ تو مروجہ سیاسی نظام من و عن قابل عمل ہے اور نہ ہی تبلیغی جماعت کا نظام من وعن وہ اپنا سکتے ہیں) جہادی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ دینی سیاسی جماعتوں اور تبلیغی جماعت کے دستور اور قوانین کو سامنے رکھ کر اپنے جہادی مصالح اور مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے لئے ایک ایسا دستور بنائیں جس میں دینی سیاسی جماعتوں والی وسعت' شعبہ جات کی تقسیم' دنیا کے سیاسی حالات اور تبدیلیوں کا مراقبہ اور نشر واشاعت اور ذرائع ابلاغ کے استعمال جیسے امور بھی شامل ہوں اور تبلیغی جماعت والی خالص دینی اور عبادتی روح' بلا چون و چرا اطاعت اور باہمی نزاع' بحث بازی اور جھگڑوں سے پرہیز کی ترتیب اور بلاغرض انتھک محنت اور خدمت جیسے معاملات بھی شامل ہوں۔ پھر اس جامع دستور کو الفاظ تک محدود رکھنے کی بجائے قائدین اور کارکنوں کے مزاج کا حصہ بنانے کی بھرپور کوشش کی جائے تو انشاء اللہ ایسے نتائج سامنے آئیں گے جن کی آج امت مسلمہ کو ضرورت ہے۔

یہ تو مرحلہ ہوا جہادی تنظیموں کیلئے دستور سازی کا اس کے بعد درجہ ہے مختلف شعبوں کیلئے ایسے مخصوص قوانین و آداب کا جن کو ملحوظ خاطر رکھنے سے ایک طرف تو ان شعبوں کی افادیت میں قابل قدر اضافہ ہوگا اور دوسری طرف جہاد اور جہادی تنظیموں کی ترقی اور حفاظت کیلئے بھی ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ہم آغاز کرتے ہیں جہاد کے شعبہ دعوت اور شعبہ نشر واشاعت کیلئے ضروری قوانین اور آداب سے۔

# جہاد کا شعبۂ
# دعوت ونشر اشاعت

دعوت اور نشرواشاعت ہی وہ شعبے ہیں جن سے کسی تحریک تنظیم یا جماعت کے افکار٬ نظریات٬ عزائم٬ پروگرام٬ مقاصد اور مزاج کا اندازہ لگایا جاتا ہے انہیں دو شعبوں کی محنت سے نئے افراد تحریک میں شامل ہوتے ہیں اور انہیں شعبوں کی تربیّت سے وہ کوئی نظریہ اور مزاج اپناتے ہیں۔ علماء امت انہیں دو شعبوں کی تقریر وتحریر سے پتہ لگاتے ہیں کہ یہ تحریک اور تنظیم دینی اصولوں کے عین مطابق ہے یا کسی افراط وتفریط کا شکار ہے۔

اس لئے سب سے پہلے جہادی تنظیموں کے قائدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان شعبوں کو صرف وقتی تشہیر اور تعارف کا ذریعہ سمجھ کر دوسروں شعبوں کے مقابلے میں نظر انداز نہ کریں کیونکہ ان شعبوں کی اہمیت کسی طرح سے بھی عسکری اور مالی شعبے سے کم نہیں ہے بلکہ ان شعبوں کی چھاپ اور ان کا عکس پوری تنظیم پر اور ہر ہر شعبہ پر نظر آتا ہے اور اس شعبے کے بیان کردہ نظریئے اور مقاصد ہر ہر کارکن کی گھٹی اور مزاج میں داخل ہوجاتے ہیں اسلئے ان شعبوں کیلئے بہت خاص افراد کو منتخب کرنا چاہیئے۔ اس شعبے کے ذمہ دار افراد میں ویسے تو بہت ساری خصوصیات اور صفات ہونی چاہئیں مگر تین چیزوں کا ہونا تو ازحد ضروری ہے۔

۱...... پختہ علم ۲...... تقویٰ واتباع سنت ۳...... عسکری تجربہ

# جہاد کے شعبہ دعوت ونشر اشاعت کیلئے بعض اہم اقدامات

دعوت اور نشر واشاعت ہی وہ شعبے ہیں جن سے کسی تحریک، تنظیم یا جماعت کے افکار‘ نظریات‘ عزائم‘ پروگرام‘ مقاصد اور مزاج کا اندازہ لگایا جاتا ہے انہیں دو شعبوں کی محنت سے نئے افراد تحریک میں شامل ہوتے ہیں اور انہیں شعبوں کی تربیّت سے وہ کوئی نظریہ اور مزاج اپناتے ہیں۔ علماء امت انہیں دو شعبوں کی تقریر وتحریر سے پتہ لگاتے ہیں کہ یہ تحریک اور تنظیم دینی اصولوں کے عین مطابق ہے یا کسی افراط وتفریط کا شکار ہے۔

اس لئے سب سے پہلے جہادی تنظیموں کے قائدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان شعبوں کو صرف وقتی تشہیر اور تعارف کا ذریعہ سمجھ کر دوسروں شعبوں کے مقابلے میں نظر انداز نہ کریں کیونکہ ان شعبوں کی اہمیت کسی طرح سے بھی عسکری اور مالی شعبے سے کم نہیں ہے بلکہ ان شعبوں کی چھاپ اور ان کا عکس پوری تنظیم پر اور ہر ہر شعبہ پر نظر آتا ہے اور اس شعبے کے بیان کردہ نظریئے اور مقاصد ہر ہر کارکن کی گھٹی اور مزاج میں داخل ہو جاتے ہیں اسلئے ان شعبوں کیلئے بہت خاص افراد کو منتخب کرنا چاہئے۔ اس شعبے کے ذمہ دار افراد میں ویسے تو بہت ساری خصوصیات اور صفات ہونی چاہئیں مگر تین چیزوں کا ہونا تو ازحد ضروری ہے۔

۱...... پختہ علم ۲...... تقویٰ واتباع سنت ۳...... عسکری تجربہ

## ۱...... پختہ علم

تاکہ وہ جو کچھ بیان کریں یا لکھیں وہ قرآن وسنت اور سلف صالحین کی تعبیرات کے عین مطابق ہو اور ہر طرح کی افراط اور تفریط سے پاک ہو اور جو کچھ بیان کریں یا لکھیں وہ مضبوط دلائل کی بنیاد پر ہو نہ کہ صرف جذبات یا عقلی ڈھکوسلوں کی بنیاد پر۔ چونکہ پوری تنظیم کو نظریہ‘ مزاج اور عقیدہ اسی شعبے نے دینا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اہلِ علم حضرات کو اس شعبے میں رکھا جائے

تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان کی تقریر و تحریر سے مستفید ہو کر جہاد جیسے عظیم عمل میں شامل ہوں اور امت کے علماء کرام بھی تحریک سے مطمئن رہیں۔ البتہ غیر علماء کو بھی علمائے کرام کی نگرانی میں اس شعبے میں خدمت کا موقع دینا چاہیے۔ یہ یاد رہے کہ علماء کرام سے مراد پختہ علم والے اور مستند علماء ہیں نہ کہ صرف رسمی فارغ التحصیل حضرات۔

## ۲......تقویٰ اور اتباع سنت

دین اور جہاد کی دعوت اسی وقت مؤثر ہوگی' جب دعوت دینے والے افراد اخلاص' تقویٰ اور اتباع سنت کے نور سے مالا مال ہونگے۔ جہاد میں جان کی قربانی دی جاتی ہے' اور جان کی قربانی آسان نہیں ہے۔ دعوت دینے والے افراد کے دل جب اخلاص اور تقویٰ سے زندہ ہوں گے تبھی ان کی دعوت میں اثر ہوگا پھر چونکہ انہیں شعبوں کے افراد نے عوام میں جانا ہوتا ہے حضرات علماء کرام سے ملنا ہوتا ہے اور کارکنوں کے درمیان رہنا ہوتا ہے اس لئے ان کے کردار اور اعمال پر ہی پوری تنظیم کو قیاس کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس شعبے میں ایسے متقی اور متبع سنت افراد ہونے چاہئیں جن کے اعمال اور ان کی شکل و صورت کو دیکھ کر ہی مسلمانوں کو جہاد کی دعوت ملے کیونکہ اگر خدانخواستہ با کردار اور با عمل افراد کی بجائے عمل اور کردار میں کمزور افراد ان شعبوں میں لگیں گے تو اس سے دعوت جہاد کو نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ جو افراد ایک اہم سنت پر عمل نہیں کر سکتے وہ دین کی بالادستی کیسے قائم کرینگے؟ جو اپنے پانچ فٹ کے جسم پر اسلام نافذ نہیں کر سکتے وہ پوری دنیا میں اسلام کس طرح نافذ کرینگے؟ جن کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر داڑھی رکھنا، شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا اور نمازوں کا خشوع خضوع سے اہتمام کرنا مشکل ہے وہ اللہ تعالیٰ کیلئے جان و مال کی قربانی کی بات کس منہ سے کرتے ہیں؟

تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض تنظیمیں اپنے ٹریننگ سینٹروں میں ایک ایک مستحب کا اہتمام کرواتی ہیں اور نماز کی تکبیر اولیٰ چھوٹ جانے پر سخت سے سخت سزائیں دی جاتیں ہیں اور محاذ جنگ پر بھی تہجد کا اہتمام ہوتا ہے۔ مگر اسی تنظیم کے مبلغ اور مصنف جو ہر وقت علماء کرام اور عوام

الناس کی نظروں میں ہوتے ہیں اوران کیلئے نیک اعمال کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے وہ اہم سُنّتوں سے محروم اورضروری اعمال سے دور ہوتے ہیں۔ دیکھنے میں یہ چھوٹی سی غفلت مجاہدین کی شبیہہ بگاڑ کرر کھ دیتی ہے۔اور سر پرستی کرنے والے اولیاء کرام اور علماء کرام کواس صورتحال سے تکلیف ہوتی ہےاور معاونین کے ہاتھ رک جاتے ہیں۔ اسلئے جس طرح تنظیمیں تکبیر اولیٰ کا اہتمام اور تہجد کی پابندی کا خیال محاذ اورٹریننگ سینٹر میں رکھتی ہیں اس سے بڑھ کران اعمال کا اہتمام دفاتر میں ہونا چاہئے اور مبلغین اور مصنفین کوتو زیادہ سے زیادہ ان چیزوں کا اہتمام اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے کرنا چاہئے۔

## ۳...... عسکری تجربہ

جہادی تنظیموں کے شعبہ دعوت اورشعبہ نشرواشاعت میں کام کرنے والے افراد کیلئے علم اور تقویٰ کے ساتھ ساتھ عسکری تجربہ اورٹریننگ بھی ضروری ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ان افراد نے خود موت کا سامنا کیا ہواور جنگیں لڑیں ہوں زیادہ نہیں تو کچھ عرصہ محاذ پر گزارہ ہو یا کم ازکم جہاد کی پوری ٹریننگ ان کے پاس ہو کیونکہ جہاد کو کما حقہ بیان کرنے کیلئے جس طرح وافر علم کی ضرورت ہے اسی طرح جہادی تجربے کی بھی ضرورت ہے۔ جہاد ایک عملی عبادت ہے صرف کتابی حکم نہیں اور راقم الحروف کا ناقص خیال یہ ہے کہ جہاد ایسا عمل ہے جو صرف پڑھنے سے پورا اور مکمل سمجھ میں بھی نہیں آتا کیونکہ جہاد میں علمیت کا پہلو کم اور عملیت کا پہلو زیادہ ہے۔

اگرچہ صرف کتابوں میں پڑھ کر جہاد کے بارے میں لکھنا، بولنا ناممکن نہیں ہے مگر جہاد کی حقیقت بیان کرنے اوراس کی موثر دعوت دینے کیلئے ضروری ہے کہ مبلغ ومصنف خود لذت قتال سے آشنا ہواس نے میدان جہاد کی خوشبودار مٹی سونگھی ہو، شہداء کے معطر ومنور چہرے دیکھے ہوں، گرجتے گولوں اور برستی گولیوں میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کو چمکتا ہوا دیکھا ہو۔ پھر جب وہ قرآن و سنت کے علم اوراپنے تجربے کی روشنی میں جہاد پر لکھے گا یا بولے گا تو اس کا اثر ہی نرالہ ہوگا۔ یہ ایسی دعوت ہوگی جو دلوں کی گہرائیوں میں اترے گی اور حبِ دنیا اور بزدلی کے پردوں کو چاک

چاک کر دے گی اور حال کو ماضی سے ملا کر مستقبل کو تابناک بنانے کا جذبہ پیدا کر دے گی اور جان و مال کی قربانی کو ایک محبوب عمل بنا دے گی۔ ایک ایسا شخص جس نے جہاد کو قرآن وسنت میں بھی دیکھا اور پھر میدان میں بھی اسے چکھا وہ جس ایمان، جرأت، بصیرت اور شرح صدر سے جہاد کو بیان کر سکتا ہے ویسا بیان اس شخص کیلئے بظاہر مشکل ہے جس نے جہاد کو صرف کتابوں میں دیکھا ہے۔ ویسے تو جہاد میں عملاً شرکت کی ہو یا نہ کی ہو جہاد کا بیان حضرات علماء کرام کو کرتے رہنا چاہئے لیکن مجاہد تنظیموں کے شعبہ دعوت میں ان افراد کو لینا زیادہ مناسب ہوگا جو خود لذت جہاد سے آشنا ہوں۔ اس میں ایک قابلِ ذکر بات یہ بھی ہے کہ عصر حاضر کے جہادی واقعات کو درست بیان کرنے اور کسی بھی طرح کی فنی غلطی سے بچنے اور واقعات میں کسی طرح کی کمی وبیشی سے محفوظ رہنے کیلئے بھی ضروری ہے کہ جہاد کے ساتھ کسی نہ کسی درجے کی عملی وابستگی ہونی چاہئے، وگرنہ بیان کرنے والوں نے اگر تقریر یا تحریر میں راکٹ لانچر سے برسٹ فائر کا ذکر چھیڑا یا پستول سے جنگی جہاز مار گرایا یا اس دور کے میدان جنگ کے احوال اندلس اور قرطبہ کی جنگوں کو سامنے رکھ کر بیان کئے تو باخبر سننے والے ان باتوں کو ناواقفیت، مبالغہ آمیزی اور مذاق سے تعبیر کرینگے اور ان کے دل میں جہاد کی عظمت کم ہو جائے گی۔

## شعبہ دعوت ونشر واشاعت کیلئے بعض مفید اور عمومی آداب

مذکورہ بالا تین خصوصیات تو شعبہ دعوت وشعبہ نشر واشاعت کے ذمہ دار حضرات میں ہونی چاہئیں تاکہ وہ جہاد جیسے افضل عمل اور مجاہدین جیسے عظیم طبقے کی صحیح ترجمانی کر سکیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں امت کو قتال پر ابھار سکیں۔ اور جان و مال کی قربانی پر آمادہ کر سکیں کمافی قولہ تعالیٰ

''یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ'' (الانفال۔۶۵)

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں کو جہاد پر ابھاریئے''

اب کچھ تذکرہ ان امور و آداب کا کیا جاتا ہے جن کو ان دونوں شعبوں میں ملحوظ رکھنا بعض

اوقات بہت ضروری اور بعض اوقات مفید ہوسکتا ہے۔

## ا......تنقید سے احتراز

جہاد کو بیان کرتے وقت یا جہاد کے موضوع پر لکھتے وقت زبان وقلم کا جذباتی ہو جانا ایک لازمی اور فطری امر ہے کیونکہ جہاد عمل ہی ایسا ہے کہ اس میں جذبۂ دل اُبل کر زبان وقلم پر آتا ہے اور طبیعت میں ایک صالح جوش پیدا ہوتا ہے اگر معاملہ صرف یہیں تک رہے تو بہت اچھا اور مفید ہے۔اور مجاہد کو معاملہ یہیں تک ہی رکھنا چاہئے اور کبھی بھی دین کے کسی اور شعبے کی کوئی توہین یا تنقیص اس کی زبان سے نہیں ہونی چاہئے اور جہاد کو دیگر شعبوں کے مدِّ مقابل نہیں لا کھڑا کرنا چاہئے۔اس میں شک نہیں کہ ماضی قریب میں جہاد کے معاملے میں کافی ظلم وزیادتی سے کام لیا گیا ہے اور اس عظیم شعبے کو نظر انداز کرنے کی ہر کوشش کی گئی ہے اور کافروں کو خوش کرنے کیلئے مفہوم جہاد میں طرح طرح کی تبدیلیاں لانے کی غیر محمود اور ناکام کوشش بھی کی گئی ہے۔لیکن اب الحمدللہ وہ مٹی دھول بن کر اُڑ چکی ہے جو جہاد کو دبانے کیلئے منوں کے حساب سے ڈالی گئی تھی اور جہاد کا صاف ستھرا اور واضح مفہوم سمجھنے اور سمجھانے والے افراد الحمدللہ بکثرت موجود ہیں اور پھر جہاد کے اپنے فضائل اس قدر زیادہ اور دل میں اترنے والے ہیں کہ جہاد کو کسی تقابل کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاد پر لکھنے اور بولنے والوں کو ہمیشہ یہ سمجھنا چاہئے کہ جہاد تو پورے دین کا محافظ ہے۔مسواک اور اذان سے لے کر نماز اور حج تک کا محافظ ہے۔صرف دین کے فرائض کا ہی نہیں بلکہ آداب کا بھی محافظ ہے۔اللہ تعالیٰ کی زمین کے ہر چپے پر دین کے غلبے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے جہاد کو اس طرح سے بیان نہیں کرنا چاہئے کہ خدانخواستہ کسی بھی شعبے کی تنقیص اور توہین ہو۔اب تک الحمدللہ مجاہدین اس بات پر کاربند ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ جیسے جیسے کام بڑھتا ہے اور مختلف طرح کے لوگ کام میں شامل ہوتے ہیں ویسے ویسے کچھ خرافات اور کچھ اضافے بھی شامل ہوتے جاتے ہیں اور کسی بھی شعبے کی اہمیت کو اس انداز سے بیان کرنا کہ دوسرے شعبوں کی توہین ہو یہ ایک ایسا فتنہ ہے جس نے بڑی بڑی جماعتوں اور تحریکوں کو تباہ کر ڈالا ہے۔ میری

درخواست ہے کہ آپ جہاد کو خوب بیان کریں اور ہر جگہ بیان کریں اور ڈٹ کر بیان کریں اور ایسے موثر انداز سے بیان کریں کہ غفلت اور بزدلی کے پردے چاک چاک ہو جائیں اور ایسے مدلل انداز سے بیان کریں کہ تاویلوں اور تحریفوں کا قلع قمع ہو جائے اور ایسے کھلے انداز سے بیان کریں کہ ہر کس ناکس کو سمجھ میں آجائے اور ایسے زور سے بیان کریں کہ جہاد کے منکرین اور مخالفین بغلیں جھانکنے پر مجبور ہو جائیں مگر اس بیان کے دوران دین کے کسی شعبے کی توہین نہیں ہونی چاہئے۔ مدارس، خانقاہوں اور تبلیغ کی اہمیت پر زد نہیں پڑنی چاہئے۔ اور سُنّتوں اور نوافل کی قدر کم نہیں ہونی چاہئے۔ اور دین کے کسی بھی شعبے میں کام کرنے والوں کی تنقیص نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں میں اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جو افراد دین کے کسی شعبے کو بیان کرتے وقت اس شعبے کو دوسرے دینی شعبوں کے مقابلے میں لا کھڑا کرتے ہیں اور اس شعبے کی فضیلت اور اہمیت میں کھینچ تان کر کے دوسرے شعبوں پر تنقید کرتے ہیں وہ کبھی بھی اپنے شعبے کے ساتھ مخلص نہیں ہوتے بلکہ ان کی تقریر و تحریر اس شعبہ یا کام کو نقصان ہی پہنچاتی ہے۔ عصر حاضر میں بعض اہم اور فعال دینی شعبوں کے حضرات نے جب سے دوسرے دینی شعبوں پر کھلم کھلا تنقید شروع کر دی ہے اور اپنے شعبے کے علاوہ ہر شعبے کو اس کی اہمیت اور مقام سے گرانے کا کام شرع کر دیا ہے تو خود اس شعبے کیلئے یہ بات نقصان دہ ثابت ہوئی ہے۔ حالانکہ ان شعبوں کے بانیوں نے اور پھر ان شعبوں کو عالم بھر میں پھیلانے والوں نے بغیر تنقید اور بغیر دوسروں کی توہین کے کام کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مساعی کو مقبولیت عطاء فرمائی اور ان کے مخالفین منہ دیکھتے رہ گئے اور ان کی تقریر و تحریر میں کسی کو ایسی بات نہیں ملی جس کو علمی کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت پڑی ہو کیونکہ ان کی تقریر و تحریر سادہ، مدلل اور تنقید سے پاک تھی۔ مگر بعض افراد سے اس وقت تک کوئی بات بنتی ہی نہیں جب تک وہ مخالفت اور تنقید کے پہلو کو نہ لے لیں یہ ان کی کم علمی، کم فہمی کی دلیل اور ان کے دلوں میں دین کا درد نہ ہونے کی علامت ہوتی ہے کیونکہ وہ جس شعبے کی توہین کر رہے ہیں وہ بھی دین کا شعبہ ہوتا ہے اور وہ اس شعبے کی آڑ میں دین کا نقصان کرتے

ہیں ۔ پھر مستقل مخالفانہ اور تنقیدی رویئے کیوجہ سے خود وہ شعبہ بھی متاثر ہوتا ہے جس کی وہ وکالت کر رہے ہیں تو یہ بھی دین کا نقصان ہوا۔ پھر ان کے پھیلائے ہوئے شبہات اور مغالطوں کے ازالے کیلئے علماء کرام کو ان شعبوں کی وکالت کرنا پڑتی ہے جو ان افراد کی تنقید کا نشانہ بنتے ہیں اور اس طرح بحث و مناقشہ کا ایک اور غیر مفید باب کھل جاتا ہے جو امت کو عمل کی طرف لانے کی بجائے لفظی چہ مگوئیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

مجاہدین کرام کی طرف سے تقریر و تحریر کا کام سرانجام دینے والے حضرات کو اس امعاملے میں خصوصی احتیاط کرنی پڑے گی کیونکہ جہاد کی مخالفت پہلے ہی کچھ کم نہیں ہے کہ اب اس میں مزید گنجائش پیدا کرنے کے مواقع دیئے جائیں۔ اسلئے خوب یاد رکھنا چاہئے کہ دین کے مختلف شعبے جسم کے مختلف اعضاء کی طرح ہیں جس طرح جسم کے اعضاء میں سے کسی کا کام دیکھنا' کسی کا کام سننا' کسی کا کام حفاظت کرنا کسی کا کام چلنا ہے اسی طرح دین کے مختلف شعبوں کے اپنے اپنے ضروری اور اہم مقاصد ہیں۔ جس طرح جسمانی اعضاء ایک دوسرے کے ساتھ مکمل تعاون کرنے میں راحت اور فوائد پاتے ہیں اسی طرح دین کے مختلف شعبوں کو باہمی تعاون سے کام کرنا چاہئے ان کا آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہونا ایک ایسا دردناک اور تکلیف دہ عمل ہے جس کا فائدہ صرف اور صرف دشمنان اسلام کو پہنچ سکتا ہے دور حاضر میں دین کے جو شعبے سرگرم ہیں ان میں چار شعبے تو امت کیلئے اشد ضروری ہیں وہ ہیں دینی مدارس' جہاد' خانقاہیں اور تبلیغ۔ اور اگر یہ چاروں شعبے ایک دوسرے کے ساتھ مکمل تعاون کریں اور جہاد فی سبیل اللہ کو ایک فرض مان کر چلیں تو کچھ بعید نہیں کہ بہت جلد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زمین پر اللہ تعالیٰ کے احکامات نافذ ہو سکتے ہیں اور خلافت کا وہ دور آ سکتا ہے جس کی بشارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

## ۲...... علمی ثقاہت

جہاد کے موضوع پر تقریر و تحریر میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ صرف انہیں فضائل کو بیان

کیا جائے جو قرآن وسنت سے ثابت ہوں اور ان مضبوط دلائل کو بیان کیا جائے جن کی بنیاد اور سند پختہ ہو۔ جہاد اسلام کا ایک ایسا فریضہ ہے جس کیلئے قرآن وسنت میں دلائل وفضائل کی کمی نہیں ہے۔ ویسے تو کسی بھی دینی شعبے کو بیان کرتے وقت ضعیف اور کمزور دلائل سے پرہیز کرنا چاہئے اور احادیث اور واقعات کو بیان کرنے سے پہلے ان کی خوب تحقیق کر لینی چاہئے۔ مگر جہاد میں اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ غیر مسلموں نے جتنا زور جہاد کے خلاف لگایا ہے اتنا اور کسی دینی فریضے کے خلاف نہیں لگایا اس لئے جہاد کو بہت مضبوط اور محکم دلائل اور مضبوط فضائل کی روشنی میں بیان کرنا ضروری ہے تاکہ منکرین جہاد کے پھیلائے ہوئے شبہات کا ازالہ ہو سکے۔ اور امت کو خالص جہاد سمجھ آ جائے دوسری طرف اب چونکہ جہاد کا کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پھیلتا چلا جا رہا ہے اور علماء کرام کی طرح بہت سے عوامی حلقوں سے تعلق رکھنے والے مخلص افراد بھی جوق در جوق قافلہ اہلِ حق میں شامل ہو رہے ہیں اور وہ بھی اپنی بساط کے مطابق جہاد کی دعوت دیتے ہیں اس لئے جہاد کے انہیں فضائل کو بیان کیا جائے جو معتبر ذرائع سے ثابت ہوں تاکہ عوام الناس میں بہت ضعیف اور موضوع احادیث عام نہ ہو جائیں اور کسی شعبے کی فضیلت اور اہمیت کے بیان میں کوئی کمی یا زیادتی نہ ہو اور افسانوی واقعات لوگوں کی زبانوں اور دلوں میں جگہ نہ پا سکیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مختلف شعبوں میں کام کرنے والے عوام الناس مقابلے پر اتر آئیں اور پھر ہر کوئی یہ ثابت کرے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے اب تک کون سا عمل جاری ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ بات تاریخ کے تجربے سے ثابت ہے کہ دین کے جس شعبے کی جوں جوں ضرورت بڑھتی ہے اور اس کی دعوت عام ہوتی ہے تو اس میں موضوعات اور خرافات بھی شامل ہو جاتے ہیں جو کہ بعد میں اہل علم کیلئے پریشانی اور دردسر کا ذریعہ بنتے ہیں اس لئے مجاہدین کو چاہئے کہ جن قرآنی آیات کو بیان کریں ان کی تفسیر امت کے معتبر مفسرین کے بیان کے مطابق کریں احادیث کو بیان کرنے سے پہلے ان کی حتی الوسع تحقیق کر لیں اور فضائل کو بیان کرتے وقت یہ

احتیاط رکھیں کہ صرف جہاد کے معتبر فضائل ہی جہاد کی دعوت دیتے وقت بیان کریں اور کسی دوسرے دینی شعبے کے فضائل کو کھینچ تان کر جہاد کی فضیلت میں بیان کرنے سے مکمل اجتناب کریں کیونکہ دین کے کسی شعبے کیلئے اتنا فکر مند ہونا کہ اس کیلئے جھوٹے فضائل گھڑے جائیں، من گھڑت کہاوتوں کا سہارا لیا جائے اور دوسرے شعبوں کے فضائل اس پر چسپاں کیے جائیں یہ ایک گمراہی ہے اور دین میں واضح تحریف ہے جو کسی بھی نیک سے نیک مقصد کیلئے بھی جائز نہیں ہے اور یہ جہاد کے ایک بنیادی مقصد یعنی دین کی حفاظت کے سراسر منافی ہے ہمارا تجربہ ہے کہ الحمدللہ مجاہدین اس گمراہی سے اب تک بحمدللہ محفوظ ہیں۔ آئندہ کیلئے بھی ان کو ایسی پیش بندی کرنی چاہیئے کہ یہ فتنہ ان میں داخل نہ ہو اسی طرح حکایات اور قصوں کے بیان میں بھی ہر طرح کی تحقیق اور احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ وہ عوام الناس جو اخلاص کے ساتھ جہاد کی دعوت دینے کی تڑپ رکھتے ہیں ان کو ٹریننگ کے دوران چند قرآنی آیات معتبر تفسیر کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد کے موضوع پر چند صحیح احادیث اور سلف صالحین کے معتبر واقعات خوب یاد کرا دیے جائیں اور ان سے درخواست کی جائے کہ انہی فضائل اور امت مسلمہ کے موجودہ احوال کی روشنی میں ہی جہاد کی دعوت دیں اور جو مزید باتیں ذہن میں آئیں ان کو بیان کرنے سے پہلے معتبر علماء کرام سے مشورہ فرما لیں۔

## ۳......مبالغہ آمیزی سے پرہیز

یہ درست ہے کہ آج پچھتّر ۷۵ فیصد جنگ ذرائع ابلاغ (میڈیا) کے ذریعے لڑی جاتی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اچھی خبریں اور اچھی رپورٹنگ سے رائے عامہ اپنے حق میں کی جا سکتی ہے اور اپنے حامیوں کے حوصلے بڑھائے جا سکتے ہیں مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ تقریر و تحریر میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا جائے اور حقائق و واقعات کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جائے آج دین کی خدمت کے عنوان سے بعض جماعتوں اور تنظیموں نے مبالغہ آمیزی کو اپنے مشن کا حصہ بنا لیا ہے اور وہ اخبار و واقعات کو اس طرح سے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کہ وہ ان افراد کیلئے

ایک بیہودہ مذاق بن جاتا ہے جو خود ان اخبار و واقعات کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں۔ پھر دین کے کام میں کسی طرح کا جھوٹ اور مبالغہ آمیزی کیا معنی رکھتی ہے؟ دشمن کا حوصلہ پست کرنے اور اس کے عزائم کو کمزور کرنے کے اور مختلف طریقے ہیں جن کی مدد سے دشمن کے چھکے چھڑائے جاسکتے ہیں اور اس کے حوصلوں کو پست کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال مجاہدین کو اپنے تقریر و تحریر میں سو فیصد خالص حقیقت بیان کرنے کا التزام رکھنا چاہئے۔ اپنے مجاہدین کی بہادری کا بیان ہو یا دشمن کی بزدلی کا۔ اپنے شہداء کا تذکرہ ہو یا دشمن کے مرنے والے افراد کی تعداد' کسی کمانڈر یا مجاہد کی گرفتاری کا واقعہ ہو یا دشمن کی شکست کا۔ اس میں من و عن حقیقت بیان کرنی چاہئے انشاء اللہ اس حقیقت بیانی کا بہت گہرا اثر لوگوں کے قلوب پر پڑے گا اور اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں گے۔ پھر حقیقت یہ ہے کہ جہاد کے واقعات خود اس قدر پرکشش اور ایمان افروز اور حیرت ناک ہوتے ہیں کہ ان میں کسی اضافے کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ حضرت شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید نے جہاد افغانستان کے مستند جن چیدہ چیدہ واقعات کو بیان کیا ہے ان کے مبارک اثرات آج دنیا کے کئی ممالک میں محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ اور ہزاروں مسلمان ان واقعات کی حرارت دل میں محسوس کرنے کے بعد میدان جہاد میں کود ے۔ الحمد للہ اس سلسلے میں ابھی تک مجاہدین کرام کا عمل شریعت کے عین مطابق اور احتیاط اور تقوے پر مبنی ہے لیکن اب بعض رسالوں میں جہاد اور مجاہدین کی خدمت اور اپنے مخصوص مسلک کی تشہیر کی غرض سے کچھ مبالغہ آرائی شروع ہوئی ہے جو مسلمانوں میں مجاہدین کے خلاف نفرت کا ذریعہ بن رہی ہے۔ دوسرے مجاہدین کو اس صورتحال سے بچنا چاہئے اور تنظیمی یا مسلکی مقابلہ بازی یا کسی بھی مقصد کے تحت ہر قسم کی مبالغہ آرائی سے پرہیز کرنا چاہئے اور اخبار و واقعات کو بہت تحقیق کے بعد اور خوب چھان پھٹک کر نہایت احتیاط سے بیان کرنا چاہیئے تاکہ اس تقوے کی برکت سے صحیح تاریخ اور صالح اثرات مرتب ہوں۔ اور کسی کی بے قابو زبان یا غیر محتاط قلم مجاہدین پر انگشت نمائی کا ذریعہ نہ بنے۔

## ۴......احوالِ عالم پر نظر

شعبہ دعوت اور شعبہ نشر و اشاعت میں کام کرنے والے ذمہ داروں اور کارکنوں کو نہایت اہتمام کے ساتھ اخبار عالم پر نظر رکھنی چاہئے اور دنیا بھر میں ہونے والی تبدیلیوں اور مختلف خبری اداروں کے ترتیب کردہ پروگراموں اور سیاسی اور عسکری تبصروں پر مکمل نظر رکھنی چاہئے آج کل بہت سارے غیر ملکی ادارے اپنے اپنے مخصوص انداز میں اسلام اور جہاد کے خلاف مصروف کار ہیں اور مختلف عنوانات سے وہ مسلمانوں میں اسلام سے بیزاری اور مغرب پرستی کے جراثیم منتقل کرنے میں کوشاں ہیں۔ چونکہ ابھی تک الحمدللہ کسی کو یہ ہمت تو نہیں ہوئی ہے کہ وہ اسلام دشمنی کا اعلانیہ اظہار کر سکے اور جنہوں نے یہ اظہار کیا ان کو مسلمانوں کے شدید غم و غصے کا سامنا کرنا پڑا اور ان میں سے بہت ساروں کی کھوپڑیاں ان کے بیہودہ نظریات سمیت اُڑا دی گئیں اس لئے عقلمند اور مکار دشمن بھیس بدل بدل کر حملے کر رہے ہیں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے اسلام دشمنی کا پورا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے دینی اور جہادی تحریکوں کے ارباب حل و عقد اور مصنفین و مقررین حضرات کو ان اداروں، خبروں اور ان کے تجزیوں اور ان کے مختلف پروگراموں پر خصوصی نظر رکھی چاہئیے تاکہ حتی الوسع ان مکروہ سازشوں سے مسلمانوں کو بروقت آگاہ کیا جا سکے تاکہ وہ محتاط ہو جائیں اس لئے جیسے ہی کوئی مخرب اخلاق یا اسلام دشمنی پر مبنی پروگرام مشہور و مقبول اداروں کی طرف سے شروع ہو تو شعبہ دعوت و نشریات کے حضرات امت مسلمہ کو تقریر و تحریر کے ذریعے سے مطلع کر دیں۔ اسی طرح ان تجزیوں کا فوری جواب دیں جن کا مقصد امت مسلمہ کی کسی عظیم شخصیت یا تحریک کو بدنام کرنا ہو اور ان خبروں کا پس منظر بیان کریں جن سے امت میں مایوسی یا بددلی پھیلنے کا اندیشہ ہو۔

دوسرا کام یہ کرنا چاہئے کہ جیسے ہی کوئی نامناسب پروگرام یا کوئی قابل اعتراض تجزیہ یا غلط خبر نشر ہو تو فوری طور پر نہایت مہذب اور شائستہ انداز میں ان اداروں کو خطوط لکھ کر اپنی اور دوسرے مسلمانوں کی تشویش سے آگاہ کریں اس کا خاطر خواہ اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح خواتین

کے متعلق نشر ہونے والے پروگراموں میں اگر کوئی بے ہودہ پروگرام نشر ہونا شروع ہو تو مسلمان خواتین سے خطوط لکھوا کر متعلقہ اداروں کو تشویش سے آگاہ کیا جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ غلط ذہن کے لوگ ان اداروں کو خطوط لکھ لکھ کر ان کی اسلام دشمنی اور دینی بیزاری کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور عام تاثر یہ ملتا ہے کہ ان کے یہ پروگرام مسلمانوں میں انتہائی مقبول ہیں جس سے ان کی ہمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور صحیح صورتحال کا علم ان کو نہیں ہوتا۔ جبکہ اچھے ذہن کے مسلمان مرد وعورت ان پروگراموں کے اندرونی مقاصد کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور بڑے اہتمام سے ان پروگراموں کے ظاہری عنوانات کے حوالے سے ان کو سنتے ہیں اور پھر زہریلے اثرات ان کے ذہن اور دل میں غیر محسوس طریقے سے داخل ہو جاتے ہیں آپ اچھے اچھے دیندار مسلمانوں سے بہت ساری اسلامی تحریکوں اور شخصیات کے بارے میں پوچھیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ غیر ملکی خبری اداروں کے پروپیگنڈے سے وہ کس قدر متاثر ہوں گے اور حقائق سے وہ کس قدر دور ہونگے اور کچھ مسلمان ان پروگراموں کے منفی مقاصد کو سمجھ جاتے ہیں مگر وہ اپنی تشویش سے متعلقہ اداروں کو آگاہ نہیں کرتے۔ اور جب بعض افراد کبھی کبھار ان اداروں کو اپنی کسی تشویش سے آگاہ کرتے ہیں تو اس کے بہتر اثرات نظر آتے ہیں اور اس کی وجہ بالکل واضح ہے کہ یہ ادارے مسلمانوں سے کھلم کھلا ٹکرانے کی پالیسی اختیار کیے ہوئے نہیں ہیں اور نہ انہیں فی الحال اتنی جرأت اور ہمت ہے کہ وہ ایسا کر سکیں اس لئے عوامی رائے ان پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے۔ ان اداروں میں خصوصی طور پر برٹش براڈ کاسٹنگ لندن (بی بی سی لندن) وائس آف امریکہ واشنگٹن اور وائس آج جرمنی کے اردو، عربی اور ہندی پروگراموں پر پوری نظر رکھنی چاہئے ان اداروں میں سے بعض کی یہ خوبی ماننے کے قابل ہے کہ وہ بہت سارے معاملات میں تازہ اور غیر جانبدارانہ خبریں اور تجزیے نشر کرتے ہیں جن کی روشنی میں دنیا کے ہر گھڑی بدلتے حالات سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور شعبہ دعوت ونشریات کی تقریر وتحریر میں بھی تازگی اور افادیت پیدا ہوتی ہے۔ البتہ جہاں جہاں اسلامی تحریکیں چل رہی ہیں وہاں کی صحیح صورتحال اور خبروں کیلئے ہر

تنظیم کے شعبہ دعوت ونشریات کو اس تحریک میں برسر پیکار اور مصروف عمل تنظیموں سے براہِ راست معلومات لینی چاہئیں کیونکہ اسلامی تحریکوں کے بارے میں غیر جانبدارانہ رپورٹنگ ان اداروں کے بس کی بات نہیں ہے کیونکہ دنیا کے تمام طاغوت اور حکومتی لبادوں میں چھپے دہشت گرد ملک اور اسلام دشمن طاقتیں ان تحریکوں کی شدید مخالف ہیں اور یہ خبری ادارے جتنا بھی غیر جانبداری کا دعویٰ کریں کسی نہ کسی حکومت کی پالیسیوں کے پابند ضرور ہوتے ہیں اور ان میں کام کرنے والے افراد بھی اسلامی تحریکوں کے بارے میں صاف ذہن نہیں رکھتے اس لئے کبھی بھی یہ ایسی خبریں نشر نہیں کرتے جن سے کسی اسلامی تحریک کے صحیح خدوخال نمایاں ہوں اور کسی اسلامی تحریک کو فائدہ پہنچے۔

مذکورہ بالا امور کے علاوہ شعبہ دعوت ونشریات میں کام کرنے والے حضرات کو مندرجہ ذیل آداب کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے:

۱......تقریر وتحریر میں جارحانہ انداز اختیار نہ کیا جائے۔

۲......امت کے فروعی مسائل میں دخل اندازی سے پرہیز کیا جائے۔

۳...... پوری دنیا میں چلنے والی اسلامی تحریکوں کا بھرپور تعارف پیش کیا جائے۔

۴......شخصیات یا افراد کی تعریف اور مخالفت میں اعتدال سے کام لیا جائے اور افراط وتفریط سے ہرگز کام نہ لیا جائے۔

۵......ایسا انداز اختیار نہ کیا جائے جس سے امت کا کوئی طبقہ جہاد اور مجاہدین کے خلاف ہو جائے۔

۶ ...... جہاد کے ساتھ ساتھ ایمان اور تقوے کی دعوت بھی ضرور دی جائے کیونکہ ایمان اور تقویٰ ہوگا تو جہاد ہوگا۔

۷......اسلاف پر طعن وتشنیع اور تنقید سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

۸......اپنی تنظیم کا تعارف کم از کم اور محتاط انداز سے پیش کیا جائے جبکہ اپنے مشن اور مقصد کی

دعوت کھل کر دی جائے۔

۹......تقریر وتحریر میں امت کے ہر طبقے کا خیال رکھتے ہوئے مشکل انداز بیان، لایعنی لفاظی اور بعض امور میں بہت کھلے پن سے دور رہا جائے تاکہ کم پڑھا لکھا طبقہ اور سنجیدہ حضرات اور خواتین کو اس تقریر وتحریر سے استفادے کی سہولت میسر رہے۔

۱۰......سلف صالحین کی تحقیقات پر اعتماد کرتے ہوئے اور ان کو کافی سمجھتے ہوئے مزید نئی نئی تحقیقات پیش کرنے سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے کیونکہ امت کو اب تحقیقات کی کم اور عمل کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے ماضی میں جو بہترین تحقیقات ہو چکی ہیں انہیں کے اجراء ونفاد کی کوشش کرنی چاہئے جبکہ نئے مطالعے کی روشنی میں نئی تحقیقات کا وجود میں آنا بحث وجدال کے اس عمل کو اور تیز تر کر دے گا جس نے امت کی صلاحیتوں اور سرمائے کو پہلے ہی بہت برباد کیا ہے۔

## ۵......تربیّتی نصاب

شعبہ دعوت اور شعبہ نشریات کی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے جملہ کارکنوں کیلئے خصوصاً اور تمام مسلمانوں کیلئے عموماً تربیّتی مواد فراہم کرے۔ اور مضبوط بنیادوں پر ان کی ذہن سازی کرے۔ اس سلسلے میں ایک تربیّتی نصاب تو ایسا مرتب کرنا ہوگا جو ہر کارکن کیلئے ضروری قرار دیا جائے اور کسی کو بھی اس سے مستثنیٰ نہ سمجھا جائے اور یہ نصاب ہر کارکن کو گھول کر پلایا جائے یعنی اچھی طرح سے سمجھایا جائے اور یاد کرایا جائے۔ اس نصاب کے مختلف اوقات اور مختلف احوال کے اعتبار سے مختلف خاکے ہو سکتے ہیں۔ ہم بطور مثال ایک خاکہ پیش کرتے ہیں شاید یہ نصاب مرتب کرنے والوں کیلئے کچھ رہنمائی کا ذریعہ بن سکے:

۱......تفسیر سورۂ انفال وسورۂ براۃ

۲......جہاد پر چالیس صحیح احادیث مع مختصر تشریح

۳......مختصر مگر مکمل تاریخ اسلام

۴......حضرات صحابہ کرام اور سلف صالحین کے جہادی واقعات کا ایک مجموعہ

۵......عصر حاضر کی جہادی تحریکوں کا ایک تعارف

۶......اسلامی عقائد

۷......حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے ہر شعبے سے متعلق سنتیں اور مسنون دعائیں

۸......اسلامی اخلاق

۹......دنیا کا موجودہ نقشہ، اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کی تفصیلات۔ وسائل۔ حدود۔ جغرافیہ۔ مذہب۔ آبادی وغیرہ۔

۱۰......عصر حاضر یا ماضی قریب کے اہل حق میں سے اہم شخصیات کا تعارف۔

مذکورہ بالا نصاب کیلئے پہلے سے لکھی ہوئی کتب کا انتخاب بھی کیا جاسکتا ہے اور اس سلسلے میں نئی کتب بھی ترتیب دی جاسکتی ہیں۔ یہ نصاب ان بنیادی اور ضروری معلومات پر مشتمل ہے جو جہاد سے منسلک ہر تحریکی کارکن کیلئے اشد ضروری ہیں۔

اس عمومی نصاب کے علاوہ شعبے کی طرف سے مجاہدین کے ٹریننگ سینٹر' ان کے دفاتر' ان کے لانچنگ کیمپوں اور محاذ جنگ کیلئے بھی مختصر تربیّتی نصاب اور ان کو نافذ کرنے کے معقول انتظام کرنے چاہئیں۔ ان نصابوں میں ناظرہ قرآن مجید سے لے کر عسکری مسائل تک شامل ہونے چاہئیں اور باجماعت نمازوں کی پابندی رات کو قیام اللیل (تہجد) علی الصبح تلاوت کلام مجید' اجتماعی اذکار اور ورزش کا نظم ہر دفتر اور ہر کیمپ میں بڑی پختگی سے نافذ کرنا چاہئے۔

# ایک اہم نکتہ
# جامع نظامِ تربیّت

کارکنوں اور مجاہدین کی تربیّت میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ان کے قلوب بھی زندہ ہوں اور فکر بھی روشن ہو۔ کیونکہ امت میں ایک ایسا طبقہ موجود ہے جن کے ہاں صرف دل کی اصلاح اور نفس کی درستگی پر تو خوب زور دیا جاتا ہے۔ ذکر اور مراقبے کرائے جاتے ہیں، نفس کشی کیلئے طرح طرح کے مجاہدے کروائے جاتے ہیں مگر ان کے ذہن وفکر سے اسلام کی عظمت کی تمنا اور مسلمانوں کے تحفظ کا خیال محو ہو جاتا ہے وہ مسلمانوں کے مسائل پر بات کرنے اور سننے کو گناہ اور اسلام کے عملی نفاذ کی ہر محنت کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں ان کے ہاں اپنے نفس کو بار بار ذبح کرنا تو اہمیت رکھتا ہے لیکن اللہ کے دشمنوں کو ذبح کرنے کی بات پر وہ ناگواری کا اظہار کرتے ہیں۔ بے شک وہ لوگ اپنے دل کو زندہ کرنے کی ہر کوشش کرتے ہیں اور نفس کی اصلاح کی ہر محنت کرتے ہیں مگر بہت ساری اسلامی اجتماعی ذمہ داریوں سے وہ بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں اور ان کے قلوب اسلام کی عظمت کی جدوجہد کی حرارت سے محروم ہوتے ہیں۔ اپنی محدود سوچ اور محدود زندگی میں مگن ان لوگوں کے ہاں دنیا کی خبریں معلوم کرنا' ظالم حکمرانوں کو ہٹانے کی تدبیر کرنا' کفار کے ہاتھوں سے کسی اسلامی ملک کی آزادی کی کوشش کرنا' ایک ایسی سیاست ہے جس میں پڑنے سے انسان کا دل اور من (نعوذ باللہ) گندہ ہو جاتا ہے جبکہ امت میں ایک اور طبقہ موجود ہے جس کے ہاں فکر وخیال کی بلندی تو عروج پر ہے مگر اپنے دل اور نفس کی اصلاح کو وہ (نعوذ باللہ) ایک فرسودہ اور بے کار عمل سمجھتے ہیں اس طبقے کے افراد مسلمانوں کے مسائل پر

بے لاگ بول سکتے ہیں اور سیاست کے اتار چڑھاؤ پر گہری نظر رکھتے ہیں ان کی زبانوں پر اسلامی انقلاب کے نعرے بھی ہر وقت جاری رہتے ہیں مگر ان کے تمام تر نظریات کا تعلق ان کے دماغ اور گلے تک ہے ان کی روح لذّتِ احسان سے سرشار نہیں ہوتی اور نہ انہیں اس کی فکر ہے۔ ان کے دل ذکر اللہ کی حقیقی حلاوت سے محروم ہوتے ہیں مگر انہیں اس کی پرواہ نہیں۔ ان کے پاس اسلامی انقلاب کے راستے میں رکاوٹ حکمرانوں کے خلاف تقریر کرنے کیلئے تو بہت لمبا وقت موجود رہتا ہے مگر نماز کے بعد دعا کرنے کیلئے ان کے پاس فرصت نہیں ہوتی۔ یہ لوگ مسجد میں مہمانوں کی طرح آتے ہیں اور سلام پھیرتے ہی بچوں کی طرح جوتیاں بغل میں دبا کر غائب ہو جاتے ہیں روحانیت اور تصوف ان کے ہاں قصۂ پارینہ بن چکے ہیں اور نفس کی اصلاح ان کے نزدیک ایک ناقابل عمل مذاق بن چکا ہے۔ انہیں علی الصبح جاری ہونے والے ہر اخبار کی چھوٹی بڑی سرخیاں ازبر ہونگی مگر ان کی نمازوں میں تلاوت بہت کم اور خشوع نہ ہونے کے برابر ہوگا۔ انہیں اپنی محنت اور ہمت پر تو اعتماد ہے مگر دعا اور صلوٰۃ الحاجۃ اور استخارے کی انہیں (نعوذ باللہ) کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

ہماری یہ باتیں مبالغہ نہیں ہیں بلکہ آج بھی امت کے ان دونوں طبقوں کو دیکھا جا سکتا ہے اس لئے جہادی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ ایسا نظامِ تربیّت قائم کریں جس میں دل کی اصلاح اور فکر کی درستگی دونوں کا سامان موجود ہو اس نظام میں روحانیت بھی ہو اور مسائل عالم سے مکمل وابستگی بھی۔ اس میں اپنی ذہنی صلاحیتوں کے استعمال کی ترغیب بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کے حضور تبتّل، عاجزی اور رونے دھونے کی ضرورت کا بیان بھی۔ اس نظام تربیّت سے اپنی اصلاح کی فکر بھی پیدا ہو اور غلبہ اسلام کا جنون بھی طاری ہو۔ اپنے نفس کو ذبح کرنے کی ہمت بھی پیدا ہو اور اسلام کے دشمنوں کے سر کاٹنے کی جرات بھی۔ گلے سے اچھی باتیں بھی نکلیں اور دل بھی حلاوت ایمان سے سرشار ہو۔ قرآن مجید کے آفاقی پیغام اور اصلاحی لب ولہجے سے بھی واقفیت پیدا ہو اور دنیا کے بدلتے حالات پر بھی نظر ہو۔

نظام تربیّت بناتے وقت اس نکتے کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ فکر کی درستگی دل کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں ہے اور دل کی اصلاح فکر کی وسعت کے بغیر امت کے اجتماعی مفادات میں نہیں ہے۔

اگراس نکتے کوملحوظ خاطر رکھا گیا اوراسی مناسبت سے تربیّت کی گئی توانشاءاللہ ایسے مجاہد پیدا ہونگے جو دن کے غازی اور رات کے عابد ہوں گے وہ دشمن کوللکارنے اوراس کی چالوں کا جواب دینے کی بھی صلاحیت رکھیں گےاوراللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کرکے نصرتِ الٰہی کے مستحق بھی بنیں گے۔ان کی کیفیت یہ ہوگی کہ اگر دنیا کے کسی کونے میں کسی مسلمان پرظلم ہوگا یا کسی مسلمان بچی کی عصمت کی طرف کوئی غلط نگاہ اُٹھے گی تو وہ بے چین ہو جائیں گےاوراس ظلم کے سدِ باب کیلئے وہ سب کچھ کرگزریں گے جوان کے بس میں ہوگااوراگران سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے گاتوان کے دل غمگین ہوجائیں گے۔اوروہ ایسی ندامت اورعزم کے ساتھ توبہ کرینگے کہ رحمتِ الٰہی جوش میں آجائے گی۔وہ محنت بھی کرینگےاوردعا بھی۔وہ محنت کے زعم میں دعا کو اوردعا کوکافی سمجھ کرمحنت کونہیں چھوڑیں گے۔اس میں شک نہیں کہ آج امت کوایسے ہی اللہ والے مفکّر افراد کی ضرورت ہے۔

# دربار نبوی ﷺ سے

# عظیم بشارت



’’میری امت کی دو جماعتوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہنم سے نجات لکھ دی ہے۔ ایک وہ جماعت جو ہندوستان پر جہاد کرے گی۔ اور دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام (کے نازل ہونے کے بعد) ان کے ساتھ ہوگی۔‘‘

(نسائی: ج:۲......ص:۶۳)

# جہاد کا
# شعبہ مالیات



آج کل چھوٹی سے چھوٹی عسکری کارروائیوں کا ایک ایک دن کا بجٹ دوسرے دینی کاموں کے سالوں کے بجٹ کے برابر جا بیٹھتا ہے اور جب ایک تحریک شروع کر دی جائے اور اللہ کے شیر دشمن سے ٹکرانے کیلئے نکل کھڑے ہوں تو اسباب و وسائل کی ضرورت اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ اگر خدانخواستہ اللہ کے شیروں تک اسلحہ اور غذا نہ پہنچائی گئی تو امت کا یہ قابل فخر سرمایہ دشمن کے ہاتھوں ختم ہوسکتا ہے اور ایسی صورتحال پیش آسکتی ہے جو امت مسلمہ کیلئے کمزوری کا باعث بن جائے۔ سب سے پہلے تو امانت دار، فکر مند، محنتی، باصلاحیت اور دنیاوی معاملات میں سوجھ بوجھ رکھنے والے افراد کو اس شعبے میں کام کرنے کیلئے منتخب کیا جائے۔

اگر شعبہ مالیات کی بنیاد ان تین چیزوں پر رکھی جائے تو انشاء اللہ امید ہے کہ یہ شعبہ جہاد کے اسباب و وسائل مہیا کرنے میں کامیاب رہے گا۔''

۱......وقار......۲......حفاظت......۳......تقویٰ

# جہاد کا شعبہ مالیات

جہاد کیلئے جس قدر مال کی ضرورت پڑتی ہے اس کا اندازہ قرآن وسنت کے ان احکامات وفضائل سے لگایا جا سکتا ہے جو مسلمانوں کو جہاد میں مال خرچ کرنے کا حکم اور ترغیب دیتے ہیں۔ جہاد میں جتنی ضرورت ایک مردِ مؤمن کی ہوتی ہے اتنی ہی ضرورت اسباب ووسائل کی پڑتی ہے۔ جہادی تنظیموں کو امت مسلمہ کے موجودہ حالات کا مکمل جائزہ لے کر بہت مضبوط شعبہ مالیات قائم کرنا چاہئے۔ ایک زمانہ تھا جب امت میں جہاد کے چرچے تھے اور مجاہد کو سب سے افضل سمجھا جاتا تھا اور مسلمان جہاد پر خرچ کرنے کو ایمان کے بعد سب سے بڑی سعادت سمجھا کرتے تھے۔ مگر آج حالات میں کافی تبدیلی آچکی ہے۔ جہاد کو سمجھنے والے لوگ بہت کم ہیں اور جہادی تحریکیں سیاسی بدنامی کی شدید زد میں ہیں مسلمانوں میں بھی مال کی محبت پیدا ہو چکی ہے جس کا نتیجہ ذخیرہ اندوزی اور بُخل کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ مالدار طبقے کی عیاشیاں اور دین سے بے زاری بھی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اسلامی حکومت اور اسلامی خلافت نہ ہونے کیوجہ سے دین کے تقریباً تمام شعبوں کا بوجھ ان چند مسلمان مالداروں پر آپڑا ہے جو دین کے نام پر خرچ کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مال کے ساتھ ساتھ ایمان اور کھلے دل سے بھی نوازا ہے۔ یہ تو ہے اموال کی آمدن کا عالم جبکہ دوسری طرف جہاد کے کمر توڑ اخراجات میں آئے دن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے کیونکہ مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اُٹھا کر کفار ومشرکین نے بے پناہ عسکری قوت بنالی ہے جس کا مقابلہ کرنا بہت مشکل کام ہے اور اس مقابلے میں بے پناہ وسائل واسباب کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اب تک ہر میدان میں مجاہدین اپنے سے سینکڑوں گنا زیادہ طاقتور دشمن سے بے سروسامانی کے عالم میں مقابلہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت کے مناظر آئے دن نظر آتے رہتے ہیں اور یہ کمزور اور نہتے مجاہدین ہر جگہ اپنے طاقتور دشمن کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں مگر پھر بھی ضروری اسباب ووسائل کی اشد ضرورت سے انکار

نہیں کیا جا سکتا۔ آج کل چھوٹی سے چھوٹی عسکری کارروائیوں کا ایک ایک دن کا بجٹ دوسرے دینی کاموں کے سالوں کے بجٹ کے برابر جا بیٹھتا ہے اور جب ایک تحریک شروع کر دی جائے اور اللہ کے شیر دشمن سے ٹکرانے کیلئے نکل کھڑے ہوں تو اسباب و وسائل کی ضرورت اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ اگر خدانخواستہ اللہ کے شیروں تک اسلحہ اور غذا نہ پہنچائی گئی تو امت کا یہ قابل فخر سرمایہ دشمن کے ہاتھوں ختم ہوسکتا ہے اور ایسی صورتحال پیش آ سکتی ہے جو امت مسلمہ کیلئے کمزوری کا باعث بن جائے ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر مجاہدین کو اپنے مشن کی تکمیل اور تنظیموں کی ترقی و بقاء کیلئے اپنے شعبہ مالیات کو بہت موثر اور مربوط بنانا چاہیئے۔ سب سے پہلے تو امانتدار، فکر مند، محنتی، باصلاحیت اور دنیاوی معاملات میں سوجھ بوجھ رکھنے والے افراد کو اس شعبے میں کام کرنے اور شعبے کو موثر ڈھنگ سے چلانے کیلئے منتخب کیا جائے۔ مگر یہ افراد مجاہدین میں سے ہی ہونے چاہئیں اور وہ شعبہ مالیات میں کام کرنے کی اہمیت اور ضرورت سے واقف ہوں۔

## شعبہ مالیات کی بنیاد

اگر شعبہ مالیات کی بنیاد ان تین چیزوں پر رکھی جائے تو انشاء اللہ امید ہے کہ یہ شعبہ جہاد کے اسباب و وسائل مہیا کرنے میں کامیاب رہے گا۔

۱......وقار......۲......حفاظت......۳......تقویٰ

یعنی اموال کی فراہمی اور وصولی میں صرف باوقار طریقوں کو اختیار کیا جائے اور پھر وصول شدہ مال کی مستقل بنیادوں پر حفاظت اور اس میں اضافے کی فکر کی جائے اور پھر تقوے کے ساتھ اسے خرچ کیا جائے۔ یہ تینوں امور اپنی اپنی جگہ بہت ضروری اور اہم ہیں۔

### ۱......وقار

کیونکہ اگر وقار کے ساتھ اموال کی فراہمی کی بجائے ایسے طریقے اپنائے گئے جن سے جہاد

اور مجاہدین کے وقار کو دھچکا لگے تو یہ ایک نامناسب اور غیر مفید اقدام ہوگا۔ البتہ مقام اور افراد کے لحاظ سے وقار کی تشریح میں تبدیلی ہو سکتی ہے بعض لوگ ایسے بااخلاق اور بے نفس ہوتے ہیں کہ اگر کوئی دین کی نسبت سے چل کر ان کے گھر آجائے یا ان کے سامنے چادر پھیلائے تو یہ اسے اپنے اوپر احسان سمجھتے ہیں ایسے افراد کے گھر جانا یا ان کے سامنے اللہ کے دین کی خاطر چادر تک پھیلانا کوئی معیوب کام یا بے وقاری نہیں ہے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی ﷺ میں جہاد کے چندے کا اعلان فرمایا اور اپنی چادر مبارک کو زمین پر بچھایا۔ لیکن اگر لوگ ایسے نہ ہوں بلکہ اپنے ہاں آنے والوں کو حقیر سمجھتے ہوں تو پھر ایسے لوگوں کے دروازے پر جہاد کو رسوا نہ کیا جائے۔ باوقار طریقے سے اموال کی فراہمی میں بہت سارے عسکری اور غیر عسکری طریقوں کی طرف ہم نے ایک لطیف سا اشارہ کر دیا ہے جس میں اموال غنیمت سمیت اور بہت سارے طریقے شامل ہیں۔

## ۲......حفاظت

دوسری اہم چیز ان اموال کی مستقل بنیادوں پر حفاظت ہے کیونکہ اگر اموال آنے سے پہلے یا آتے ہی خرچ کر دیے جائیں تو ضروری اور نازک مراحل پر بہت تکلیف دہ صورتحال پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اہم منصوبے بھی ٹھپ کرنے پڑتے ہیں اس لئے کوشش کی جائے کہ ان اموال کو ایسی نفع بخش اور محفوظ تجارت میں لگایا جائے جس میں نقصان کا اندیشہ کم سے کم ہو۔ اگر تھوڑا تھوڑا مال ہی نکال کر اس کو مستقبل کیلئے محفوظ کرتے رہیں گے تو انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ بہت سارے مستقل تنظیمی اخراجات کے معاملے میں تو تنظیمیں خود کفیل ہو جائیں گی، جبکہ مزید آنے والے اسباب و وسائل سے کام کو آگے بڑھایا جا سکے گا۔

## ۳......تقویٰ

تیسری چیز جو سب سے زیادہ اہم ہے وہ ہے تقویٰ اموال کے حصول‘ ان کی حفاظت‘ ان کے

استعمال اوران کے حساب کتاب الغرض ہر معاملے میں تقویٰ ہی کو معیار بنایا جائے آمدن اور خرچ کی ایک ایک پائی کا حساب رکھا جائے۔ ہر مد کے مال کو صرف اسی مد کے مصرف میں استعمال کیا جائے۔خصوصاً زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کے معاملے میں خوب احتیاط برتی جائے۔ ہر مقام پر ضرورت کے مطابق خرچ کیا جائے ضرورت سے زائد اخراجات پر کڑی نظر رکھی جائے۔ تنظیم کے اعلیٰ عہدیداروں سے لے کر دفاتر کے باورچی خانوں میں خدمت سرانجام دینے والوں تک کو حساب دینے کا پابند بنایا جائے اور کسی کو ایک پائی بھی بغیر حساب کتاب کے نہ دی جائے۔حساب لینے کا معاملہ بہت شائستہ ہومگر کسی کو اس سے مستثنیٰ نہ سمجھا جائے،خواہ اس کے تقوے پر مسلمانوں کا اجماع ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اگر متقی حضرات سے حساب نہ لیا گیا تو دوسرے لوگوں سے لینا بھی مشکل ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ متقی کے تقوے پر بھی اس کا برا اثر پڑے۔راقم کا خیال یہ ہے کہ کسی نیک اور متقی شخص سے حساب نہ لینا اس کے تقوے کا اکرام نہیں بلکہ اس کے تقوے کا مذاق ہے اوراسے گمراہی کا راستہ فراہم کرنا ہے ممکن ہے وہ گمراہی سے بچا رہےاور ممکن ہے کہ وہ اس کا شکار ہو جائے۔

## شعبہ مالیات کی ایک اہم ذمہ داری

شعبہ مالیات کے ذمہ دار حضرات کو شعبہ دعوت ونشریات کے تعاون سے دو قسم کا لٹریچر ہمیشہ شائع کرتے رہنا چاہئے ایک تو جہاد پر خرچ کرنے کے وہ فضائل جو قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں کیونکہ عام مسلمانوں سے یہ فضائل اوجھل ہیں یا پھر مختلف تاویلات کا شکار ہو چکے ہیں جس کیوجہ سے مسلمان اس اہم فریضے میں خرچ کرنے سے محروم رہتے ہیں جس پر خرچ کرنا سب سے زیادہ باعث اجر وثواب ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کو کفر کے خطرناک عزائم بھی بتائے جائیں اور جہاد کی ضرورت پر روشنی ڈالی جائے تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ اس زمانے میں جہاد پر خرچ کرنا کس قدر ضروری اور اہم ہے۔ اسی طرح ان کتابچوں میں خرچ کرنے کے فضائل کے ساتھ ساتھ مجاہدین کے اخراجات اور

مصارف کا بھی تفصیلی تذکرہ ہونا چاہیئے اور ہر مصرف پر مطلوب رقم کی تعداد بھی درج ہونی چاہیئے۔مگران کتابچوں کا لب ولہجہ باوقار ہونا چاہیئے اس میں قرآن وحدیث میں بیان کردہ فضائل اور جہاد پر خرچ کرنے کی ضرورت کا بیان ہونا چاہیئے لیکن مانگنے والا لہجہ استعمال نہ کیا جائے، کیونکہ ہر مجاہد کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ آسمان وزمین کے خزانوں کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ان کی جہادی ضروریات کو پورا فرمائے گا۔البتہ اسلامی احکامات کی روشنی میں مجاہدین کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس عظیم کارخیر میں شامل کرنے کیلئے ان فضائل اور اوامر کو بیان کریں جو اس سلسلے میں قرآن وحدیث میں وارہوئے ہیں اور ان کو کفر کی سازشوں اور ان کے توڑ کیلئے جہاد کی ضرورت سے آگاہ کریں اور اس کے بعد معاملہ ان کی قسمت پر چھوڑ دیں اگر ان کے نصیب میں یہ سعادت لکھی ہوگی کہ وہ اسلام کے عظیم فریضہ میں اپنے مال کے ذریعے سے شمولیت کریں تو وہ خود آگے بڑھ کر اپنا مال پیش کرینگے لیکن اگر یہ خوش قسمتی اور سعادت ان کے نصیب میں نہیں ہے تو پھر ان کے سامنے ہاتھ پھیلانا مجاہدین کی توہین ہوگی حالانکہ وہ اپنی ذات کیلئے نہیں بلکہ مسلمانوں کے تحفظ اور اسلام کے غلبے کیلئے اپنے مسلمان بھائی کے سامنے ہاتھ پھیلا رہے ہیں لیکن پھر بھی یہ مناسب نہیں لگتا۔

دوسری قسم کا لٹریچر وہ ہونا چاہیئے جس میں جہاد کے اموال کے بارے میں مکمل احتیاط کا حکم دینے والے اسلامی احکامات قرآن وحدیث سے جمع کیے جائیں اور ان وعیدوں کو خوب زور دے کر بیان کیا جائے جو اموالِ جہاد کے غلط استعمال پر وارد ہوئی ہیں اس کتابچے میں ہر کارکن کو بھر پور تقوے کی ایسی دعوت دی جائے کہ اس کے دل میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف رہے اور وہ اجتماعی اموال کو بہت احتیاط سے خرچ کرے۔ایسے کتابچوں میں زکوٰۃ' صدقہ' ہدیہ' مالِ غنیمت' مال فئے' امیر کے مالیاتی اختیارات اور کمانڈر کے مالیاتی اختیارات جیسے احکامات کو قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں بیان کیا جائے تاکہ ہر مجاہد کو اموال کے متعلق مسائل کا علم ہو اور وہ لاعلمی کیوجہ سے ایسی غلطی نہ کر بیٹھے جو اس کے عملِ جہاد کو ضائع کرنے کا سبب بن جائے۔

## شعبہ مالیات کی ایک اور اہم ذمہ داری

مرکزی شعبہ مالیات کا ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ اس کے پاس تنظیم کی املاک کی مکمل فہرست ہونی چاہیے یہاں تک کہ دور دراز شہروں اور دیہاتوں میں واقع دفاتر میں موجود چٹائیوں اور پنکھوں تک کی مکمل معلومات ان کے پاس ہونی چاہئیں عسکری شعبے کے ہتھیاروں اور شعبہ دعوت ونشریات کے نشریاتی آلات واسباب کا بھی مکمل حساب کتاب ہونا چاہیے۔ عام طور پر شعبہ مالیات کو صرف نقد اموال کے حساب کتاب تک محدود رکھا جاتا ہے جبکہ باقی اسباب و سامان کے معاملے متعلقہ شعبہ اور متعلقہ دفاتر ہی سے تعلق رکھتے ہیں یہ ترتیب کچھ معقول اور درست معلوم نہیں ہوتی اور اس میں مختلف طرح کے مفاسد پیدا ہونے کا خطرہ ہے اس لئے پوری تنظیم کے ہر طرح کے اسباب ووسائل اور اموال کا مکمل حساب اور معلومات مرکزی شعبہ مالیات کے پاس اپنے ذرائع سے یا علاقائی شعبہ مالیات کے توسط سے موجود رہنی چاہئیں یہاں تک کہ اگر دوسرے کسی ملک میں دفتر کھولا جاتا ہے تب بھی اس کا حساب کتاب مرکزی شعبہ مالیات کے پاس ہونا چاہیے اور اگر کسی علاقے سے دفتر ختم کیا جاتا ہے تب بھی شعبہ مالیات کو اس دفتر کے اجتماعی سامان کو سنبھالنا چاہیے اس طرح سے انشاء اللہ اسباب کی مکمل حفاظت رہے گی اور پوری تنظیم پر مرکز کا کنٹرول اور قابو رہے گا اور یہ بھی علم ہوگا کہ کس مقام پر کون سی چیز کم ہے اور کس مقام پر کون سی چیز زیادہ۔ اور اگر خدانخواستہ مفاد پرست افراد سے کوئی خطرہ ہو تو وہ بھی اسی ترتیب سے ٹل سکتا ہے۔

شعبہ مالیات کو چاہیے کہ وہ مرکزی امیر اور شوریٰ کے مشورے سے تنظیم کی جائیداد یا تو ایسے ایماندار، متقی اور بزرگ علماء کرام کے نام سے رجسٹرڈ کرائے جن کے علم وتقویٰ پر مکمل اعتماد ہو یا پھر کوئی رفاہی ادارہ بنا کر اس کے نام تنظیم کی جائیداد رجسٹرڈ کرائی جائے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ یہ جائیداد خود جہادی تنظیموں کے نام یا جہادی تنظیموں کے معروف قائدین کے نام کبھی بھی نہ کرائی جائے کیونکہ کسی بھی وقت ان تنظیموں پر پابندی لگ سکتی ہے اور قائدین

دشمن کا نشانہ بن سکتے ہیں یا گرفتار ہو سکتے ہیں ان تمام صورتوں میں جہادی املاک واسباب کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے چنانچہ براوقت آنے سے پہلے ہی ایسے خطرات کا مکمل سدّ باب کر لینا چاہئے۔

# جہاد کا عسکری شعبہ

عسکری شعبہ جہاد کا اصل شعبہ ہے جبکہ باقی شعبے اسی شعبے کی ترقی و ترویج کیلئے ہیں۔ اس لئے اس شعبے کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں اور آداب بھی۔ ایمان اور تقوے کے بعد (کہ یہ دونوں چیزیں مجاہد کیلئے فرض کے درجے میں ہیں) مندرجہ ذیل تین امور کی طرف بھی مجاہد کو خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

۱......اعلیٰ عسکری تربیّت

۲......اطاعت

۳......تدبیر

مشرکین ہوں یا یہود یا کوئی اور اسلام دشمن طاقت یہ ان سب کی مشترکہ کمزوری ہے کہ ان کی تمام تر روح ان کے بعض افراد میں ہوتی ہے۔ شخصیت پرستی کے مرض میں حد سے زیادہ مبتلا ان اقوام کی شان و شوکت اور ظاہری رُعب و دبدبے کو توڑنے کیلئے اگر ان کے چیدہ چیدہ چند افراد کو ٹھکانے لگا دیا جائے تو یہ طاقتیں جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہیں۔

# عسکری شعبہ

ویسے تو عسکری تربیّت ہر اس مسلمان کو حاصل کرنی چاہیئے جو معذور نہ ہو (بلکہ آج کل کے جنگی طریقوں میں تو بہت سے معذور مسلمان بھی عسکری خدمات سرانجام دے سکتے ہیں) خصوصاً جہادی تنظیموں اور تحریکوں کے ہر فرد کو اعلیٰ قسم کی عسکری تربیّت سے مالا مال ہونا چاہیئے اور کچھ نہ کچھ جنگی تجربہ بھی رکھنا چاہیئے اس کے بعد پھر تنظیم ان کی جس شعبے میں تشکیل کر دے وہاں ان کو خدمات سرانجام دینی چاہئیں۔ جہاد کے مختلف شعبے ہیں ان شعبوں میں سب سے زیادہ اہم اور حساس شعبہ عسکری شعبہ ہے۔اس شعبے کی سرگرمیاں ٹریننگ سینٹر سے لے کر دشمن کے اندرونی علاقوں تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اور اس شعبے کا دائرہ کار کافی وسیع ہوتا ہے۔کیونکہ یہ جہاد کا اصل شعبہ ہے جبکہ باقی شعبے اسی شعبے کی ترقی و ترویج کیلئے ہیں۔اس لئے اس شعبے کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں اور آداب بھی۔ ایمان اور تقوے کے بعد (کہ یہ دونوں چیزیں مجاہد کیلئے فرض کے درجے میں ہیں) مندرجہ زیل تین امور کی طرف بھی مجاہد کو خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔

۱......اعلیٰ عسکری تربیّت

۲......اطاعت

۳......تدبیر

ایک مؤمن اور مُتقی مجاہد ان تین چیزوں کی طرف جتنی توجہ دے گا اتنا ہی اس کے کام میں قوت اور برکت پیدا ہوگی۔

## ۱......اعلیٰ عسکری تربیّت

ان تین امور میں پہلی چیز اعلیٰ عسکری تربیّت ہے یعنی ایک مجاہد کو ہر طرح کی اعلیٰ سے اعلیٰ عسکری تربیّت سے مالا مال ہونا چاہیئے یہ تربیّت جسمانی ہو یا اسلحے کی، اسلحہ چلانے کی ہو یا اسلحہ

سازی کی۔ آمنے سامنے کی لڑائی کی ہو یا گوریلا جنگ کی، الغرض ایک مجاہد کو ہر اس کام اور ہر اس آلے کی تربیّت سے لیس ہونا چاہیئے جو دوران جہاد اس کے کام آ سکتا ہے۔ بغیر اچھی تربیّت کے میدان جنگ میں اترنا کوئی عقلمندی نہیں تھوڑی سی تربیّت پر اکتفا کر لینا بھی مفید نہیں آج جبکہ جنگ کے میدان میں دنیا نے خوب ترقی کر لی ہے مسلمانوں کو بھی اس میدان میں ان سے بڑھ کر صلاحیت حاصل کرنا ہوگی کچھ تربیّت تو میدان جنگ میں کودنے سے پہلے لینی چاہیئے اور کچھ تربیّت دوران جنگ حاصل کرنی چاہیئے۔ ایک مجاہد میں یہ استطاعت ہونی چاہیئے کہ وہ اگر خالی ہاتھ دشمن کے ملک میں داخل ہو تو بھی دشمن کو بھرپور نقصان پہنچا سکے اور اگر ہتھیار لے کر داخل ہو تب بھی دشمن کی صفوں کو چیر سکے۔ جہاد کی اس تربیّت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو خالص ذہنی تربیّت ہے کہ مجاہد میں خود اعتمادی' بہادری' راز دانی اور مناسب سنجیدگی پیدا ہو۔ اس کا ذہن ہر نئی آنے والی صورتحال کیلئے تیار رہے وہ کسی بھی موقع پر گھبرا نہ جائے خوشی اور غم میں بے قابو نہ ہو اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کے دل میں اُترا ہوا راز اس وقت تک نہ نکلے، جب تک دل میں دھڑکن اور جسم میں روح باقی ہے ۔سب سے پہلے ہر مجاہد کی اس نہج پر ذہنی تربیّت از حد ضروری ہے۔

دوسری تربیت جسم اور ہتھیاروں سے متعلق ہے ہر مجاہد کو جسمانی طور پر زیادہ سے زیادہ مضبوط اور پھرتیلا ہونا چاہیئے اور وہ ایسی محنت کرے کہ دشمن کی مار اس کی زبان سے کچھ نہ اگلوا سکے اور وہ بغیر ہتھیاروں کے خالی ہاتھ بھی لڑ سکے اور اس کے پاس ہر ہتھیار کی ایسی عمدہ تربیت ہونی چاہیئے کہ وہ اس ہتھیار کو استعمال کرنے کا حق ادا کر سکے اور بوقت ضرورت چھوٹی موٹی خرابی کو خود درست کر سکے اور بازار سے ملنے والی عام چیزوں سے مہلک ہتھیار تیار کر سکے۔ چھوٹے ہتھیاروں سے لے کر بڑے ہتھیاروں تک ہر ہتھیار کی مکمل معلومات اس کے ذہن میں ہونی چاہئیں۔ ہر مجاہد کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جس طرح سے امت مسلمہ کے تحفظ کیلئے جہاد فرض ہے اسی طرح جہاد کیلئے اس کی تربیت فرض ہے اور قرآن مجید میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے

کہ جس قدر ہو سکے وہ جہاد کی تیاری کریں اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی تیاری پر بہت زور دیا ہے اس لئے اگر مجاہدین چاہتے ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں اور طاقتور سے طاقتور دشمن کے دانت کھٹے کر سکیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ جہاد کی تیاری پر زیادہ سے زیادہ محنت کریں اور اس معاملہ میں تھوڑے پر قناعت سے دور رہیں۔

## ۲......اطاعت

مجاہد کیلئے دوسری اہم چیز اطاعت ہے۔ اطاعت سے مراد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی ہے اور اپنے امیر کی اطاعت بھی۔ چونکہ مجاہدین کی لڑائی اپنی ذات' قوم قبیلے یا وطن کی خاطر نہیں ہوتی، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے اور اس کے کلمے کی بلندی کیلئے لڑتا ہے، اس لئے اس پر ضروری ہے کہ وہ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتوں کی پیروی کرے۔ فتح کی خوشی ہو یا اپنے رفقاء کی شہادت پر ابھرنے والا جوش انتقام' مال غنیمت کے انبار ہوں یا بھوک کی شدت' مجاہد نے وہی کچھ کرنا ہے جس کا حکم اسے اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ مجاہد کبھی بھی طاقت کے زعم میں معصوم بچوں' عورتوں اور بہت بوڑھے لوگوں پر ہاتھ نہیں اُٹھاتا۔ مال غنیمت اور اجتماعی اموال میں خیانت کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ فتح کی خوشی میں بے گناہوں کے خون سے وہ ہولی نہیں کھیل سکتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا سپاہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا سپاہی ظلم' خیانت اور زیادتی سے ہمیشہ دور رہتا ہے۔ مجاہد کے ہاتھوں میں جیسے ہی ہتھیار آ جائے اسے یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ وہ اس ہتھیار اور طاقت کو صرف اور صرف اللہ کی مرضی اور امیر کی اطاعت کے مطابق استعمال کرے گا اگر مجاہد نے اللہ کی نافرمانی کی اور امیر کے حکم کو ٹھکرایا تو یقیناً وہ مجاہد نہیں بلکہ وہ ایک ایسا مسلح شخص ہے جو دشمن کو کم اور دوستوں کو زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے اور اس کا عمل اس کیلئے کامیابی کا نہیں بلکہ تباہی اور ناکامی کا ذریعہ بن رہا ہے۔ ایک مجاہد کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر اس نے اپنے امیر کی نافرمانی کی تو گویا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے اور اس نافرمانی کا وبال اس کے ''اجر جہاد'' کو

غارت کرسکتا ہے۔

## ۳......تدبیر

مجاہد کیلئے تیسری اہم چیز تدبیر ہے۔ایک مجاہد کو خواہ وہ سپہ سالار ہے یا سپاہی، ہمیشہ اندھا دھند لڑنے کی بجائے بہت تدبیر اور حکمت عملی سے لڑنا چاہئے۔تاکہ وہ دشمن کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرسکے اور اپنا زیادہ سے زیادہ تحفظ کرسکے۔مجاہدین کو چاہئے کہ وہ دشمن کی کمزوریوں سے واقف ہوں اور ان کا جاسوسی نظام دشمن کی جڑوں تک رسائی حاصل کرچکا ہو۔اسی طرح مجاہدین کو دشمن کے مزاج کا بھی علم ہونا چاہئے۔مثلاً مشرکین کا مزاج یہ ہے کہ ان کو اپنے سو آدمیوں کے مرنے کا وہ دکھ نہیں ہوتا جو سو روپے کے نقصان کا ہوتا ہے۔اس لئے اگر مشرک کو جھکانا ہو تو اس پر اقتصادی ضرب لگانی چاہئے کیونکہ شرک انسانوں کو گھٹیا بنا دیتا ہے، مشرک کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی، نہ دوسروں کی نظر میں، نہ اپنوں کی نظر میں۔ہاں! مشرک کی جان اس کے پیسے میں ہوتی ہے جیسا کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابوسفیان کے قافلے کو لینے کا ارادہ فرمایا اور مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو مشرکین مکہ نے اپنے مال کو بچانے کیلئے اپنے جگر کے ٹکڑے اور کفر و شرک کے تمام طاغوتوں کو یکبارگی میدانِ بدر میں اکٹھا کردیا جو کہ سارے کے سارے مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے اور مشرکین کی کمر ٹوٹ گئی ممکن ہے کہ اگر تجارتی قافلے کو بچانے کا مسئلہ نہ ہوتا تو اتنے بڑے بڑے سردار کبھی اکٹھے ایک ہی میدان میں نہ نکلتے اور مسلمانوں کو ان کے خاتمے کا ایسا موقع فراہم نہ ہوتا۔مگر اپنے مال پر پڑتی ضرب کو دیکھ کر مشرک بلبلا اُٹھے اور عقل سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اپنے تمام طاقتور سرداروں کو ایک ہی میدان میں گنوا بیٹھے۔

لیکن جب مقابلہ یہودیوں کے ساتھ ہو تو یہودیوں کے ہاں مال سے زیادہ افراد کی قدر ہے انہیں کروڑوں روپے کے نقصان پر اتنا صدمہ نہیں ہوتا جتنا چند یہودیوں کے ہلاک ہوجانے سے ہوتا ہے حالانکہ مال کی محبت اور اس کا بخل ان میں بھی بہت زیادہ ہے لیکن اسلام کے ظہور کے بعد سے ان کے ہاں اپنے گھٹتے ہوئے افراد کی قدر بہت بڑھ گئی ہے اس لئے مدینہ منورہ میں

یہودیوں کے دو قبیلوں (بنو قینقاع اور بنو نضیر) نے اپنے مال و دولت اور جائیداد قربان کر کے اپنی جانوں کی حفاظت کی اور یہودیوں کے بارے میں قرآن مجید میں بھی یہی آیا ہے کہ وہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا کرتے تھے۔تو آج اگر مشرکین سے جنگ ہو تو زیادہ زور ان کی اقتصادی کمر توڑنے پر لگایا جائے مشرک بہت جلدی جھک جائے گا اور اگر مقابلہ یہودیوں سے ہو تو ان کے افراد کو نشانہ بنایا جائے وہ تکلیف سے بلبلا اُٹھیں گے۔اسی طرح مجاہدین کو چاہئے کہ وہ دشمن کے ان افراد کا پتہ لگائیں جو دشمن کا دماغ کہلاتے ہیں اور قرآن مجید ان کو ''ائمة الکفر'' (کفر کے سردار و پیشوا) قرار دیتا ہے۔ ہر قوم میں چند ایسے افراد ہوتے ہیں جن کا دماغ بڑی بڑی لڑائیوں کے پیچھے کارفرما ہوتا ہے مجاہدین کو چاہئے کہ وہ دشمن کے تنخواہ دار فوجیوں کے مقابلے میں اپنے درجنوں ساتھی شہید کرانے کی بجائے دو چار افراد کی قربانی دے کر کفر کے ان رؤسا کا قصہ پاک کر دیں پھر فوجیں خود بخود پیچھے ہٹ جائیں گی۔

مشرکین ہوں یا یہود یا کوئی اور اسلام دشمن طاقت، یہ ان سب کی مشترکہ کمزوری ہے کہ ان کی تمام تر روح ان کے بعض افراد میں ہوتی ہے شخصیت پرستی کے مرض میں حد سے زیادہ مبتلا ان اقوام کی شان و شوکت اور ظاہری رعب و دبدبے کو توڑنے کیلئے اگر ان کے چند چیدہ چیدہ افراد کو ٹھکانے لگا دیا جائے تو یہ طاقتیں جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہیں اور قوم کے ''سُفَھاء'' ان چند نام نہاد ''عُقَلاء'' کی ہلاکت کے بعد اپنے حوصلے کھو بیٹھتے ہیں۔

دنیا میں مسلمان وہ واحد قوم ہے جس کے جس قدر بڑے اور اہم افراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں، قوم میں ہمت اور حوصلہ اسی قدر زیادہ بڑھ جاتا ہے اور شہداء کے خون کے ہر قطرے سے قوم میں ایک نئی حرارت اور ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے۔

بہر حال عسکری شعبے کے افراد کو ان تمام امور پر کڑی نظر رکھنی چاہئے۔آج ہندوستان میں چلنے والی آزادی کی بہت ساری تحریکیں ناکامی اور طوالت کا شکار صرف اسی لئے ہیں کہ ان تحریکوں نے صرف ہندوستان کے فوجیوں یا عام سویلین افراد کو مارنے تک اپنا کام محدود کر رکھا

ہے۔ حالانکہ ہندوستان کے حکام خود ہندوستان میں بڑھتی ہوئی آبادی سے سخت نالاں اور پریشان ہیں۔صرف گزشتہ ایک سال میں خاندانی منصوبہ بندی پر حکومت نے تقریباً سولہ سو اسّی (۱۶۸۰) کروڑ روپے کی خطیر رقم خرچ کی ہے۔اب اگر ایسے ملک میں چند سو یا چند ہزار افراد مار دیئے جائیں تو اس ملک پر کیا اثر پڑے گا بلکہ یہ تو اس کی خاندانی منصوبہ بندی میں ایک طرح کا تعاون ہے۔ہاں! اگر ہندوستان کوئی آسودہ ملک ہوتا اور وہاں انسانی جانوں کی کوئی قدر و قیمت ہوتی تو اب تک کشمیر، پنجاب، ناگالینڈ، منی پور، آسام اور بہار میں ہونے والے فوجی نقصانات پر فوج میں بغاوت پھیل چکی ہوتی یا عوام سڑکوں پر نکل آتے جبکہ حالات یہ ہیں کہ ہندوستان میں بیروزگاری اس قدر زیادہ ہے کہ فوجی اپنے ساتھیوں کی لاشیں ڈھوڈھو کر تھک جاتے ہیں مگر کچھ بول نہیں سکتے۔ کیونکہ انہیں جو اٹھارہ سو یا دو ہزار روپے تنخواہ مل رہی ہے وہی ان کی اور ان کے اہلِ خانہ کی تمام تر گذران کا ذریعہ ہے اور وہ کچھ بول کر اس سے محروم نہیں ہونا چاہتے، کیونکہ اگر ان کو یہ تنخواہ نہیں ملے گی تو وہ بھی دوسرے کروڑوں لوگوں کی طرح بھوک اور فاقے کا شکار ہونگے۔ چنانچہ وہ موت کا سامنا کرتے رہتے ہیں مگر اپنی حکومت کے سامنے اُف نہیں کر سکتے۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کے پیچھے بھرتی ہونے والوں کی ایک لمبی لائن موجود ہے جو اس انتظار میں ہے کہ کوئی فوج سے نکلے یا مرے تو انہیں نوکری مل سکے۔اگر ہندوستان میں چلنے والی تحریکیں ہندوستان کی اقتصادیات پر ضرب لگاتیں تو اب تک کتنے علاقوں کو اس عجیب ملک کی بدترین غلامی سے نجات مل چکی ہوتی جس کے دل میں سب کو محکوم بنا کر رکھنے کا شوق تو ہے مگر انہیں دینے کیلئے کچھ نہیں ہے۔اسی طرح اگر یہ تحریکیں ریشمی دھوتیاں، کشتی نما ٹوپیاں پہنے، ہاتھ جوڑ جوڑ کر قوم کو لوٹنے والے سیاستدانوں اور جاسوسی اداروں پر ہاتھ ڈالتیں تو ان کی آزادی کی منزل بہت قریب آسکتی تھی۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ عسکری شعبے میں کام کرنے والے افراد کو بھرپور تدبیر، عمدہ حکمتِ عملی اور موثر جنگی چالوں سے کام لینا چاہیئے تاکہ وہ دشمن میں غلط خبریں پھیلانے اور اس کے اندازوں کو گڈمڈ کرنے سے لے کر دشمن کی اصل جڑیں کاٹنے تک کے کام کو پوری خوش

اسلوبی کے ساتھ کر سکیں۔ اور اپنے افراد کا زیادہ سے زیادہ بچاؤ کر سکیں۔ مجاہدین کرام میں شوقِ شہادت کوٹ کوٹ کر بھرا ہونا چاہئے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شہادت ایک نعمت اور اعزاز ضرور ہے مگر مقصود ہر گز نہیں، اس لئے مجاہدین کو ہمیشہ وہ مقاصد مدِ نظر رکھنے چاہئیں جن کیلئے جہاد فرض کیا گیا ہے اور شوقِ شہادت میں بے تاب ہو کر کبھی بھی بے احتیاطی اور جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے۔

## شعبہ عسکری کی تقسیم

عسکری شعبے کو موثر اور مضبوط بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اس شعبے کے امور اور افراد کو تین جماعتوں میں تقسیم کیا جائے یعنی اس شعبے کے پھر تین شعبے بنائے جائیں۔

۱......شعبہ تربیت ......۲......شعبہ سراغ رسانی......۳......شعبہ جنگ

### ۱......شعبہ تربیت

شعبہ تربیت میں ایسے مخصوص افراد ہونے چاہئیں جو ہر طرح کی جسمانی اور اسلحے کی تربیت سے مالا مال ہوں اور فکری تربیت بھی رکھتے ہوں اور انہیں ٹریننگ سینٹر چلانے اور جنگ کرانے اور کرنے کا تجربہ ہو اس شعبے کے افراد اپنی پوری قوت اور صلاحیت افراد کی تربیت اور ٹریننگ پر خرچ کریں اور تنظیم کے مشورے سے مستقل اور چلتے پھرتے وقتی ٹریننگ سینٹر قائم کریں۔ مختلف علاقوں اور ملکوں میں جا کر مسلمانوں کو عملی جہاد کی تربیت دیں، اس شعبے کے پاس تنظیم کے تمام تربیّت یافتہ افراد کی مکمل فہرست' ان کے پتے' ان کی تنظیمی حیثیت اور ان کی تربیت کی سطح اور معیار کا مکمل ریکارڈ ہونا چاہئے اس شعبے کی طرف سے وقتاً فوقتاً ایسے خصوصی تربیتی دوروں کا انتظام ہونا چاہئے جن میں تنظیم کے ذمہ دار حضرات اور دوسرے شعبوں میں کام کرنے والے حضرات اپنی جہادی تربیت مکمل کر سکیں۔ اس شعبے کے ذمہ دار حضرات کو دوسری جہادی اور عسکری تنظیموں کے ساتھ مکمل میل جول رکھ کر ان کے عسکری تجربوں اور ان کے ''اندازِ تربیت''

سے بھی استفادہ کرتے رہنا چاہئے۔

## ۲......شعبہ سراغ رسانی

شعبہ سراغ رسانی میں ایسے مضبوط، پھرتیلے، بے نفس اور تجربہ کار افراد کو رکھنا چاہیے جن کی وفاداری اور تقوے پر مکمل بھروسہ ہو اور وہ شہرت پسندی اور ذاتی دشمنی رکھنے کے امراض سے پاک ہوں اس شعبے کے کئی اہم کام ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

☆......دشمن کی طاقت اور اس کے حساس مقامات کی مکمل خبر رکھنا

☆......دشمن کی کمزوریوں سے باخبر ہونا۔

☆......دشمن میں اپنی طاقت اور جنگی حکمتِ عملی کے متعلق مختلف افواہیں پھیلانا۔

☆......اپنی تنظیم میں دشمن کے افراد یا ایجنٹوں کے گھسنے کی روک تھام کرنا۔

☆......کسی نئی علاقے میں عسکری کارروائیوں سے پہلے تمام انتظامات مکمل کرنا اور حساس اہداف کا تعین کرنا۔

☆......تنظیم میں داخلی بغاوتوں پر کڑی نظر رکھنا۔

☆......دشمن کے ہاتھوں قید اپنے ساتھیوں سے رابطہ رکھنا۔

☆......مجاہدین کیلئے دشمن کے افراد کی وفاداریاں حاصل کرنا اور مجاہدین کیلئے چینل بنانا۔

☆......میدان جنگ میں مصروف مجاہدین تک اموال پہنچانے کیلئے خفیہ انتظامات کرنا۔

☆......اندرون ملک اور بیرون ملک تنظیم کے خلاف ہونے والی سازشوں کا بروقت پتہ لگانا اور ان کا قلع قمع کرنا۔

## ۳......شعبہ جنگ

جنگی شعبے میں کام کرنے والے حضرات کی تجربہ کار کمانڈروں پر مشتمل ایک جہادی شوریٰ ہونی چاہئے جو امیر اور تنظیم کی اطاعت میں مربوط کارروائیاں کرے اور تربیت یافتہ مجاہدین کو

میدانِ جنگ میں موثر طریقے سے کام میں لائے اور دشمن پر کاری ضربیں لگائے۔ بہرحال اس شعبے کے کام کاج معروف ہیں۔

## جہاد اور فساد میں امتیاز

مجاہدین کرام کو یہ بات کبھی بھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ جہاد ایک مقدّس عبادت ہے اور عبادت وہ ہوتی ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کی جائے۔ اس لئے مجاہدین کو اپنی نیت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خالص رکھنی چاہیئے اور دل میں کسی قسم کا تکبر' بڑائی' ریاکاری اور دکھلاوا نہیں آنا چاہیئے تاکہ یہ عظیم عمل محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول ہو۔ کیونکہ وہ شخص جس نے خود کو بہادر کہلانے کی خاطر جان دی تو اسے سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس لئے مجاہدین کو کبھی بھی اپنے کارناموں پر نظر نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی بلاضرورت اپنے کارناموں کا چرچا کرنا چاہیئے۔ ہاں! اگر ترغیب اور دعوت کیلئے واقعات سنائے جائیں تو ان میں بھی اپنی شخصیت کو کم سے کم اور جہاد کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا جائے۔ اگر ایک مجاہد کا یہ عقیدہ بن جائے کہ اس نے خود کچھ نہیں کیا بلکہ جو کچھ ہوا وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نصرت کی بدولت اسے یہ کام کرنے کا موقع ملا ہے تو ایسے مجاہد کی نیّت میں کبھی فتور نہیں آتا، خواہ وہ اپنے تمام واقعات لوگوں کو سنا دے یا کسی کتاب میں چھاپ دے بلکہ ایسے مجاہد کو تو واقعات سنانے یا کتاب میں چھپوانے پر بھی اجر ملے گا کیونکہ یہ واقعات ہزاروں لوگوں کو جہاد پر لانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اور اگر محض واقعات کو سنا دینا ہی ریاکاری ہوتا تو حضرات صحابہ کرام اور سلف صالحین کے واقعات آج ہم تک نہ پہنچ پاتے۔ لیکن اگر خدانخواستہ کسی مجاہد کی نظر اپنی ذات پر ہے اور وہ خود کو پرانا' تجربہ کار اور ناقابلِ تسخیر مجاہد سمجھنے لگا ہے اور اپنے کارناموں کو اپنا کمال سمجھنے لگا ہے اور خود کو پرانا مجاہد کہہ کر وہ مختلف طرح کے حقوق کا تقاضہ کر رہا ہے تو یہ ایسی خطرناک صورتحال ہے جس کی اصلاح ضروری ہے اور ایسی حالت میں اس مجاہد کا اپنی کارگزاری سنانا بھی

ریاکاری پر مبنی ہوسکتا ہے جو اس کے عمل اور اس کی آخرت کیلئے سخت مُضر ہے۔اس لئے مجاہدین کرام کو واقعات سنانے اور واقعات لکھوانے سے قبل اپنی نیت کو خوب درست کر لینا چاہئے۔

## دوسری اہم بات

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہاتھوں میں اسلحہ کا آنا ایک عظیم الشان نعمت ہے اور شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ یہ نعمت غلط استعمال کرادی جائے۔تاکہ جہاد اور مجاہدین بدنام ہو جائیں۔ اس لئے وہ خوش قسمت مجاہدین جن کے ہاتھوں میں اسلحہ ہے انہیں یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اگر اس اسلحہ کا استعمال شریعت کے احکامات کے مطابق ہوگا تو اُن کا عمل جہاد کہلائے گا اور انہیں اس عظیم الشان عبادت کا ثواب ملے گا لیکن اگر انہوں نے اسلحہ کا استعمال محض اپنے جذبات یا بعض وقتی نعروں کی تکمیل میں کیا اور شریعت کے احکامات کی پابندی نہیں کی تو ان کا عمل جہاد نہیں بلکہ فساد ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے نفرت فرماتے ہیں جو زمین پر فساد برپا کرتے ہیں۔بعض ایسے افراد جو سطحی ذہنیت رکھتے ہیں اور وقتی جذبات سے مغلوب ہیں،شیطان ان کے دل میں فوری طور پر کچھ کر گزرنے کا خیال ڈالتا ہے، پھر ایسے لوگوں کو مجاہدین کی منظّم تحریک اور ان کی شریعت کے مطابق وضع کردہ پالیسیاں اچھی نہیں لگتیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو کوئی کام ہوتا نظر نہیں آرہا۔ایسے لوگوں کی نظر میں کسی مخالف فرقے کی عبادت گاہ پر گرنیڈ پھینک دینا یا کسی عوامی اجتماع میں کوئی تخریبی کارروائی کرنا یا کسی بھنگی چرسی کو مار گرانا تو بہت بڑا کارنامہ ہے، جبکہ ایک منظّم جنگ کے ذریعے سوویت یونین سے کروڑوں مسلمانوں کو آزادی دلانا اور ہندوستان کے متعصب ہندوؤں کے ہاتھوں بیس کروڑ مسلمانوں کا مستقبل تباہ ہونے سے بچانا کوئی کام نہیں ہے۔سطحی ذہنیت رکھنے والے یہ نوجوان پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ان میں سے بعض تو منصوبے بناتے رہ جاتے ہیں اور بعض کی جذباتی حرکتوں سے بڑی بڑی تحریکیں تباہی کے دہانے تک جا پہنچتی ہیں ایسے نوجوان یا تو علماء سے بعض اوٹ پٹانگ سوالات پوچھتے پھرتے ہیں یا پھر اپنے منصوبے لے کر مجاہدین کے قائدین کو ستاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں......!

’’آپ کا جہاد اپنی جگہ لیکن اگر اپنے ملک میں کوئی کام ہو تو ہم حاضر ہیں...... آپ تو خواہ مخواہ فلاں سے لڑ رہے ہیں اصل دشمن تو آپ کی بغل میں بیٹھے ہوئے ہیں...... فحاشی پھیلانے والی عورتوں کو قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ وہ لوگ جو مجاہدین کی مدد نہیں کرتے آپ اجازت دیں ہم انہیں لوٹ لیں...... فلاں بنک فلاں طبقے کے لوگ چلاتے ہیں ہم اسے لوٹ لیں تو دین کا فائدہ ہوگا...... وغیرہ وغیرہ‘‘

ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی نہ تو علماء کرام کرتے ہیں اور نہ ہی مجاہدین کے قائدین اور انہیں ہر طرف سے کھرا جواب مل جاتا ہے کہ آپ لوگوں کے ارادے اور عزائم ٹھیک نہیں ہیں۔ جہاد تو وہ ہوتا ہے جو شرعی حدود میں رہ کر امیر کی اطاعت میں کیا جائے تو یہ جواب سن کر وہ مجاہدین اور علماء کے خلاف فتوے بازی شروع کر دیتے ہیں۔ اور اپنے منصوبے لے کر اور لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔ اور کبھی کبھار اس طرح کے آٹھ دس افراد جمع ہو کر کوئی گروپ بنا لیتے ہیں اور کوئی ایک آدھ اُلٹی حرکت کر کے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔

جہادی تنظیموں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے ایک ایک کارکن کو ہتھیار اُٹھانے سے پہلے اس ہتھیار کے تقدس اور اس کے استعمال کی شرعی شرائط اور صورتوں سے مکمل آگاہ کریں اور ان میں اطاعتِ امیر کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھریں اور شہرت پسندی اور سطحی جذبات کے امراض کو کھرچ کھرچ کر ان کے دلوں سے نکالیں اور ایسے افراد کی ہرگز حوصلہ افزائی نہ کریں جو اسلحہ کے غلط استعمال کا جذبہ رکھتے ہوں اور فوری طور پر کچھ کر گزرنے کی فکر میں پگھلتے جا رہے ہوں۔ ایسے لوگوں کو تنظیم اور مجاہدین سے دور رکھا جائے کیونکہ جہاد کسی طرح کی لوٹ مار، قتل و غارتگری اور دہشت پسندی کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مقدّس عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا، امیر کی اطاعت اور شریعت کے احکامات کی روشنی میں ادا کی جاتی ہے۔ جہاد کا مقصد فرد اور معاشرے کی اصلاح ہے۔ جہاد کا مقصد زمین پر امن قائم کرنا ہے۔ جہاد کا مقصد انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بنانا ہے۔ جہاد دعوت حق کا دوسرا نام ہے اس لئے مجاہد میں داعیِ حق کی صفات ہونی چاہئیں اور

چونکہ آج اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری دنیا میں سازشوں کے جال بچھائے جا چکے ہیں اس لئے بہت ہی منظّم اور محتاط طریقے سے جہاد کی ضرورت ہے اور یہ اس وقت ممکن ہوگا جب سطحی ذہنیت اور وقتی جذبات سے بالاتر ہو کر اسلامی احکامات کے مطابق منظّم طریقے سے جہاد کی تحریک کو چلایا جائے گا تب اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی اترے گی اور جہاد کے جملہ مقاصد بھی حاصل ہونگے اور انشاء اللہ کلمۃ اللہ (اللہ کا نام اور اللہ کا نظام) بلند ہوگا اور دین اسلام کو دنیا پر غلبہ ملے گا۔

اے اللہ کے راستے کے مجاہدو! یاد رکھو کہ جہاد انسانوں کو انسانوں کی غلامی میں لانے کا ذریعہ نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا جہاد ذاتی سربلندی اور اعزازات حاصل کرنے کیلئے ہے۔ ہم دنیا سے فتنہ وفساد ختم کرنے کیلئے جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں نہ کہ زمین پر فتنہ وفساد برپا کرنے کیلئے۔ اس جہاد سے ہمارا مقصد آخرت کی کامیابی ہے، نہ کہ دنیا میں ذاتی اور ظاہری شان وشوکت۔ اس لئے جب بھی ہمارے ہاتھوں میں ایمانی زیور یعنی اسلحہ آجائے تو ہمارے دل قرآن مجید کی اس ربّانی صدا کی طرف متوجہ ہوجانے چاہئیں:

تِلْکَ الدَّارُ الْآخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ

لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ

وَلَا فَسَادًا وَّالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ (قصص آیت:۸۳)

ترجمہ: یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو عطا کریں گے جو دنیا میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور فساد برپا نہیں کرتے اور بہترین انجام پرہیزگاروں کا ہے۔

ایک مسلح اور تربیت یافتہ مجاہد کے دل و دماغ میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ستائیس غزوات، بدر واحد میں حضرات صحابہ کرام کی تلوار بازی، روم وفارس میں حضرات صحابہ کرام کے ایمان افروز عسکری کارنامے، ایک بچی کی پکار پر محمد بن قاسمؒ کی سندھ پر یلغار، ایک غیر مسلم بچی کی عزت بچانے کیلئے طارق بن زیادؒ کے اندلس پر حملے اور مسجد اقصیٰ کی آزادی کیلئے صلاح الدین

ایوبیؒ کی جنگیں اور سومناتھ کے بت کدوں کو مٹانے کیلئے غزنویؒ کی یلغار ہونی چاہئے۔ وہاں اس مجاہد کے ذہن میں یہ بھی ہونا چاہئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں منافقین سے لڑنے کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھی دنیا کے حکمران ہونے کے باوجود چند سو بلوائیوں پر تلوار اُٹھانے کی اجازت عطا نہیں فرمائی۔

قائد المجاہدین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جہاد کیلئے لشکر بھیجتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تلقین فرماتے تھے کہ:

''جاؤ اللہ کا نام لے کر اور اللہ کی مدد کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر' کسی بوڑھے ناکارہ شخص کو قتل مت کرنا اور شیر خوار بچے اور چھوٹے لڑکے اور عورت کو قتل مت کرنا اور مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور غنیمت کا مال ایک جگہ جمع کر دینا (تقسیم کے بعد اپنا حصہ لینا) اور اپنے باہمی معاملات درست رکھنا۔''

اور کبھی ان الفاظ کا اضافہ فرماتے تھے:

''کسی سے عہد شکنی نہ کرنا' کسی کے ناک کان مت کاٹنا' اور کسی بچے کو قتل مت کرنا۔''

اسی طرح یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کو جہنم کی وعید سنائی ہے جو ایک دوسرے پر تلواریں لے کر ٹوٹ پڑیں۔ اس صورت میں قاتل و مقتول دونوں کیلئے جہنم ہے۔ اور یہ بات بھی خوب اچھی طرح سے دل و دماغ میں ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانی جان کی بہت زیادہ قدر و قیمت ہے اس لئے محض وہم اور شبہے کی بناء پر یا صرف مخبری وغیرہ کے غیر ثابت شدہ الزام کی صورت میں کسی کی جان نہیں لینی چاہئے کیونکہ جب ناحق قتل ہوتا ہے تو اس گناہ سے زمین لرز اُٹھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت ہٹ جاتی ہے۔

اے امت مسلمہ کے عظیم سرفروشو! جنت کے مشتاق جوانو! میدان جہاد کے جانبازو! اچھی طرح یاد رکھو کہ آپ کی لڑائی کسی خاص قوم، قبیلے، تنظیم یا گروہ کیلئے نہیں ہے۔ آپ کسی ایک قوم کو دوسری قوم پر بالادستی دلانے کیلئے خون پیش نہیں کر رہے۔ آپ کے جہاد کا مقصد کسی ایک تنظیم یا کسی ایک گروہ کو

دوسری تنظیموں پر سبقت دلوانے کیلئے نہیں ہے۔آپ عربی یا عجمی قومیت کے علمبردار نہیں ہیں۔آپ انسانوں میں سے بعض کے عہدوں اور اقتدار کے محافظ نہیں ہیں۔آپ کی لڑائی اللہ کی رضا کیلئے ہے۔ اسی لئے اسی لڑائی کو جہاد کہا جاتا ہے۔آپ اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کے تحفظ کیلئے جانوں کے نذرانے پیش کررہے ہیں۔اس لئے آپ کے پاؤں کی مٹی بھی جنت کی ضمانت ہے۔آپ قرآن کی عظمت اور اللہ کے نظام کی بالادستی کے ذریعے انسانیت کو کامیابی کی منزل پر لانے کی جدوجہد کررہے ہیں اور آپ انسانوں کو انسانوں کی بندگی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لانے کا عظیم کام کررہے ہیں۔آپ وہ خوش قسمت ہیں جو اپنے خون کی سرخی سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسلام کی حقانیت کی گواہی دے رہے ہیں۔اسلئے آپ کو قتل ہونے کے بعد شہید کا اعزاز ملتا ہے۔آپ کیلئے ہرگز جائز نہیں کہ آپ کی گولی کسی مسلمان کے سینے میں پیوست ہو۔آپ کیلئے حرام ہے کہ آپ ایک قوم کو دوسری قوم پر غلبہ دلانے کیلئے اپنی جوانی اور طاقت کا استعمال کریں۔آپ کیلئے ناجائز ہے کہ آپ ایک تنظیم کو دوسری تنظیم پر سبقت دلانے کیلئے اپنے مقدس اسلحے کا استعمال کریں۔آپ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے راستے کے مجاہد، اسلام کے سپاہی اور دین کے داعی و محافظ ہیں اور یہی اعزازات آپ کیلئے دنیا و آخرت کا سرمایہ ہیں۔

## جہاد کے ممکنہ نتائج کیلئے ذہنی تیاری

جہاد کا فوری نتیجہ کیا نکلے گا؟......اس بارے میں اپنا ذہن درست رکھنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے......کیونکہ صرف ''فوری فتح'' ہی کو مقصود بنا لینے والے افراد جہاد کے جنتی راستے پر قائم نہیں رہ سکتے......بلکہ ''ظاہری شکست'' دیکھ کر اپنا نظریہ اور راستہ بدل لیتے ہیں......

افغانستان کے جہاد میں بھی ایسا ہی ہوا۔جب ''صدر نجیب'' کی کمیونسٹ حکومت ختم ہوئی تو عام مجاہدین نے ''نئی حکومت'' سے بہت اونچی توقعات وابستہ کرلیں،جس کے نتیجے میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں......اور پھر......بعض افراد کی جلد بازی، پرانی دشمنی اور بعض دیگر وجوہات نے افغانستان کو ایک نئی جنگ میں الجھا دیا ہے......لیکن ہمیں یقین ہے کہ افغانستان کا جہاد

کامیاب ہوا ہے اور اس سرزمین پر ان شاء اللہ ایک نہ ایک دن ضرور مکمل اسلامی حکومت قائم ہو گی اور ان شاء اللہ افغانستان سے امت مسلمہ کو بہتر قیادت ملے گی جو امت مسلمہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرے گی...... ہاں ہم پہلے بھی کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہونے میں کچھ وقت لگ سکتا ہے...... بہر حال ایک مجاہد کو اپنا دل و دماغ جہاد کے تمام ممکنہ نتائج کے لئے تیار رکھنا چاہئے اور اسے یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ جب تک کوئی مجاہد ایمان پر قائم ہے، اور اس کی نیت درست ہے اور اس کا جہاد شریعت کے مطابق ہے تو اس کے لئے ناکامی تو ہے ہی نہیں، وہ اگر فتح پاتا ہے تب بھی کامیاب ہے اور اگر دشمن کے ہاتھوں قتل ہوتا ہے تب بھی کامیاب ہے۔ اس کے لشکر کو کامیابی ملتی ہے تب بھی وہ کامیاب اور اس کے لشکر کو ظاہری ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تب بھی وہ کامیاب۔ البتہ جہاد کے ظاہری نتائج کئی طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ رب العزت اسے جہاد میں ایسی کامیابی عطا فرمائیں کہ وہ اپنے جہاد کے اہداف کو پورا ہوتے ہوئے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام کو بدر اور فتح مکہ میں دکھایا اور حضرت سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کو بیت المقدس کی فتح کی صورت میں دکھایا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مجاہد کو ظاہری طور پر شکست دیکھنی پڑے لیکن اس شکست میں بھی اس کیلئے مختلف فوائد ہونگے جیسا کہ حضرات صحابہ کرام نے احد میں دیکھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جنگ بغیر فتح و شکست کے ختم ہو اور اس کے اثرات بعد میں ظاہر ہوں جیسے کہ تحریک شہدائے بالاکوٹ میں ہوا کہ ظاہری طور پر فتح و شکست کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا مگر اس کے اثرات بعد میں ظاہر ہوئے۔

ہر معرکے، ہر تحریک اور ہر جہاد کے نتائج میں یہ تمام امکانات ہوتے ہیں اس لئے مجاہد کو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی پوری محنت اور کوشش صَرف کر ڈالنی چاہئے اور نتائج کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا چاہئے اسے نہ تو فتوحات پر اترانا اور اکڑنا چاہئے اور نہ ظاہری شکست پر دل برداشتہ اور کبیدہ خاطر ہونا چاہئے۔ انشاء اللہ اس کی محنت، جدوجہد اور قربانی کبھی بھی رائیگاں نہیں

جا سکتی۔اس کے فوری یا بدیر نتائج ضرور نکلیں گے اور اس کی جدوجہد پوری دنیا کے انسانوں کو رحمت الٰہی کا مستحق بنا دے گی۔اگر چند انسانوں کی محنت اور قربانی سے لاکھوں انسانوں کے قافلے جہنم کا راستہ چھوڑ کر جنت کے راستے پر چل پڑتے ہیں تو یہ سودا بہت سستا ہے۔

اگر اسلام کے نفاذ اور نظام خلافت کے قیام کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے تو یہ بہت ہی گرانمایہ نعمت ہے اور اس نعمت کے حصول کیلئے جو کچھ بھی قربان کرنا پڑے وہ بہت معمولی اور سستا ہے:

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے ،سو ایسا زیاں نہیں

اگر وہ مجاہد یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے تو بھی ایک نعمت ہے اور اگر یہ سب کچھ اس کے بعد ظاہر ہوتا ہے تو بھی ......انشاء اللہ......اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں پکا ہے۔

# (دوسرا حصہ)

# مجاہدین کے اوصاف

ایمان کامل
اتباع سنت
ذکر ونوافل
رحماء بینھم کا مصداق
اطاعتِ امیر
مجاہد کا آئینہ

# مجاہدین کے اوصاف

## ایمانِ کامل

قرآن مجید میں جہاد کا حکم ’’ایمان والوں‘‘ کو دیا گیا ہے کیونکہ جہاد کی بنیاد ہی ایمان ہے اور جہاد جیسا عظیم عمل ایمان والے ہی کما حقہ ادا کر سکتے ہیں اور جہاد خود بھی ایمان کی تکمیل اور بلندی کا ایک بڑا ذریعہ اور ایک ’’مسلمان‘‘ کے ’’مؤمن‘‘ ہونے کی پختہ شہادت ہے۔ ایمان سے مراد وہ پختہ اور قوی ایمان ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو اور اس کی حلاوت اور مٹھاس انسان کے رگ و پئے میں اتر چکی ہو اور اس ایمان کے اثرات انسان کی عبادات، معاملات اور معاشرت پر پوری طرح سے نظر آتے ہوں اور انسان کے اخلاق اس ایمان کی دل میں موجودگی کا پورا پتہ دیتے ہوں۔ ایمان سے وہ کمزور اور لاغر ایمان مراد نہیں ہے جو جلتا بجھتا ہو اور انسان شکوک وشبہات کے ہچکولے کھا رہا ہو اور اس کے معاملات، معاشرت اور اخلاق پر اس ایمان کے اثرات محسوس نہ ہوتے ہوں۔ ایمان تو ایک ایسی نعمت ہے جس کا اظہار مؤمن کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ سے اور اس کے جسم سے ادا کیے ہوئے ایک ایک فعل سے ہوتا ہے۔ مؤمن کی سوچ، مؤمن کے اخلاق، مؤمن کے نظریات، مؤمن کے عزائم اور مؤمن کے معاملات سبھی اس کے ایمانی جذبے کے زیرِ سایہ اور زیرِ اثر ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا صرف زبان سے اقرار نہیں کرتا بلکہ یہ عقیدہ اس کے دل و جان میں ایسا اُتر جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے جسمانی یا قلبی طور پر کسی بھی حالت میں نہیں جھکتا اور وہ مشرکوں کے تمام طور طریقوں سے متنفر ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت گھر کر جاتی ہے اور دنیا کی حقارت اور اس کی بے وقعتی کا اس کو مکمل ادراک ہو جاتا ہے اور پھر اس کا مرنا جینا اُٹھنا بیٹھنا سب ایک اللہ کیلئے ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو ہی اپنے تمام مسائل کا حل کرنے والا اور

اپنی تمام مشکلات کو دور کرنے والا مانتا ہے۔ آخرت کا یقین ایمان والے کے دل سے خودغرضی‘ لالچ اور بہت سارے امراض کو نکال باہر کرتا ہے اور اس کی زندگی کے ایک ایک لمحے کو قیمتی بنا دیتا ہے کیونکہ ایمان والا یہ سمجھتا ہے کہ دنیا کی زندگی اس کیلئے آخرت کی تیاری کی ایک ایسی مہلت ہے جسے اگر اس نے ضائع کر دیا تو پھر ہمیشہ کا خسارہ اس کا مقدر بن جائے گا اور یہ مہلت دوبارہ نہیں ملے گی اس لئے وہ کبھی بھی اپنی زندگی کو فضول لہو ولعب یا بے کار تکاثر و تفاخر میں خرچ نہیں کرتا۔ اسی طرح رسالت پر ایمان مؤمن کیلئے ایک ایسی کامیاب اور پر اثر شخصیت کو اس کی عقیدت‘ محبت اور اتباع کا محور بنا دیتا ہے جس شخصیت کے ایک ایک قول و فعل میں دین اور دنیا کی تمام بھلائیاں پوشیدہ ہیں اور اس شخصیت نے زندگی کے ہر مرحلے اور ہر شعبے میں انسان کی ایسی عملی رہنمائی کی ہے کہ اس کے بعد اب ایک مؤمن کو اپنی زندگی کے کسی بھی مرحلے میں کسی اور کے پیچھے بھاگنے اور گمنام راستوں میں دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ شخصیت ایمان والے کو گھریلو زندگی سے لے کر جہانبانی تک کے امور کا ایک مکمل اور عملی نمونہ پیش فرماتی ہے اور ماضی گواہ ہے کہ اس شخصیت کی اتباع کرنے والوں نے کیسی کامیاب اور عظیم زندگی گزاری اور ان کی دنیا و آخرت کس طرح سے سنور گئی اور اونٹوں کے گلّے چرانے والوں نے کس طرح اس شخصیت کی اتباع میں دنیا کی بڑی بڑی نام نہاد مہذب اقوام کو مغلوب کیا اور ان کی تہذیب و معاشرت کی ناکامی کا اقرار خود ان کی زبانوں سے کروایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ جماعت ’’حضرات صحابہ کرام ؓ‘‘ کا ایمان ہمارے لئے ایک نمونہ اور مثال ہے مجاہدین کو اس بات کی پوری کوشش اور محنت کرنی چاہئے کہ ان کا ایمان حضرات صحابہ کرام کے ایمان جیسا ہو...... ان کے ایمان کی کیفیت اور ان کے ایمان کے اثرات حضرات صحابہ کرام کی ایمانی کیفیت اور ایمانی اثرات کے جس قدر قریب ہونگے اسی قدر کامیابی اور کامرانی ان کے قدم چومے گی اور ان کے جہاد کے عمومی اور خصوصی اثرات بہت جلد پورے عالم پر پڑیں گے۔ حضرات صحابہ کرام کے ’’مکمل ایمان‘‘ اور ان کی

''ایمانی کیفیات'' کا جو نقشہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنے اثر انگیز الفاظ میں کھینچا ہے وہ ہم یہاں مجاہدین کرام کیلئے پیش کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا دامت برکاتھم کے ایک ایک لفظ کو پورے غور وفکر کے ساتھ بار بار پڑھنے اور اس ایمانی کیفیت کو اپنے دل میں اتارنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ مولانا دامت برکاتھم رقمطراز ہیں:

''ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں صحابہ کرام کے ایمان کی تربیت وتکمیل کا سلسلہ جاری رہا قرآن برابران کے قلوب کو طاقت اور گرمی بخشتا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس سے ان کو استحکام' خواہشات نفس پر قابو' رضائے الٰہی کی سچی طلب اور اس کی راہ میں اپنے کو مٹانے کی عادت' جنت سے عشق' علم کی حرص' دین کی سمجھ اور احتساب نفس کی دولت حاصل ہوئی۔ وہ لوگ چستی وسستی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے' جس حال میں ہوتے خدا کی راہ میں اُٹھ کھڑے ہوتے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دس سال کے اندر ستائیس ۲۷ مرتبہ جہاد کیلئے نکلے اور آپ کے حکم سے سو مرتبہ سے زائد کمربستہ ہو کر میدان جنگ کی طرف گئے۔ ان کیلئے دنیا سے بے تعلقی آسان بن گئی تھی۔ اہل وعیال کے مصائب برداشت کرنے کے عادی بن گئے تھے۔ قرآن کی آیات وہ بے شمار احکام لائیں جو اُن کیلئے پہلے سے مانوس نہ تھے۔ نفس ومال اولاد وخاندان کے بارے میں احکام نازل ہوئے جن کی تعمیل کچھ ایسی کھیل نہ تھی۔ لیکن خدا اور رسول کی ہر بات ماننے کی عادت پڑ گئی تھی۔ شرک وکفر کی گتھی جب سلجھ گئی تو ساری گتھیاں ہاتھ لگاتے ہی سلجھ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باران کے ایمان کیلئے کوشش فرمائی' پھر ہر امر ونہی اور ہر نئے حکم کیلئے مستقل کوشش اور جدوجہد کی ضرورت نہ رہی۔ اسلام وجاہلیت کے پہلے معرکہ میں اسلام نے جاہلیت پر فتح حاصل کر لی پھر ہر موقع کیلئے ہر مرتبہ نئے معرکہ کی ضرورت باقی نہ رہی وہ لوگ مع اپنے قلوب کے۔ مع اپنے ہاتھ پاؤں کے مع اپنی روحوں کے اسلام کے دامن میں آ گئے۔ ان پر جب حق واضح ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی کشاکش باقی نہ رہی۔ آپ کے فیصلے پر ان کو کبھی ذہنی یا قلبی کشمکش

پیش نہ آتی ۔جس بات کا آپ فیصلہ فرما دیتے ذرا اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہتی یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنے چھپے قصوروں کا اقرار کیا اور اگر کسی گناہ میں مبتلا ہو گئے تو اپنے جسموں کو حدود اور سزاؤں کیلئے پیش کر دیا شراب کی حرمت کا نزول ہوا ہے تو چھلکتے ہوئے جام ہتھیلیوں پر تھے اللہ کا حکم ان کے بھڑکتے ہوئے جگر۔آلودہ لبوں اور شراب کے پیالوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ پھر کیا تھا، ہاتھ کو ہمت نہ تھی کہ اوپر کو اُٹھ سکے۔لبوں کی تمنائیں وہیں خشک ہو گئیں' شراب کے برتن توڑ دیئے گئے اور شراب مدینہ کی گلیوں اور نالیوں میں بہہ رہی تھی۔ جب شیطان کے اثرات انکے نفوس سے دھل گئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ جب ان کے نفوس کے اثرات ان کے نفوس سے زائل ہو گئے۔نفسانیت کا خاتمہ ہو گیا ور وہ لوگ اپنے نفسوں سے ویسا ہی برتاؤ کرنے لگے جیسا کہ وہ دوسرے سے کرتے تھے' دنیا میں رہتے ہوئے مردان آخرت' اور نقد سودے کے بازار میں آخرت کے قرض کو دنیا کے نقد پر ترجیح دینے والے بن گئے' نہ کسی مصیبت سے گھبراتے نہ کسی نعمت پر اتراتے۔فقراُن کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکتا۔دولت سرکشی پیدا نہ کرسکتی۔تجارت غافل نہ کرتی' کسی طاقت سے نہ دبتے۔اللہ تعالیٰ کی زمین پر اکڑنے کا خیال بھی نہ آتا۔ بگاڑ اور تخریب کا وہم بھی نہ ہوسکتا۔لوگوں کیلئے وہ میزانِ عدل تھے۔وہ انصاف کے علمبردار تھے۔اللہ کے گواہ تھے خواہ ان کو اپنے نفس کے خلاف گواہی دینی پڑے۔خواہ والدین اور اعزہ کے مخالف جانا پڑے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین کو ان کے قدموں میں ڈال دیا اور دنیا کو ان کیلئے مسخر کر دیا۔وہ اس وقت عالَم کے محافظ اور دین کے داعی بن گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا جانشین بنایا اور آپ خود ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ رسالت اور امت کی طرف سے اطمینان لے کر رفیق اعلیٰ کی طرف سفر کر گئے۔(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر ص:۹۹۔۱۰۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور جامع فرامین میں ایمان کے ستر سے زائد شعبوں کا ذکر ملتا ہے۔امام بیہقیؒ نے ایمان کے ان شعبوں کو اپنی تصنیف ''شعب الایمان'' میں مکمل تفصیل

کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ہم یہاں مجاہدین کیلئے ان ستر سے زائد شعبوں کی اجمالی فہرست پیش کر رہے ہیں تا کہ ان تمام امور پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے جن امور سے ایمان کو تقویت ملتی ہے۔ ان میں سے بعض امور وہ ہیں جن کے اقرار و تصدیق کے بغیر کوئی انسان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جبکہ بعض امور کا تعلق تکمیل ایمان اور ایمانی کیفیت کی درستگی سے ہے۔ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ پڑھنا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے کہ ان میں سے کون سا شعبہ ہمارے اندر ہے اور کون سا نہیں؟

۱۔لا اله الا الله (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) کا اقرار و تصدیق

۲۔تمام انبیاء اور رسولوں کی تصدیق

۳۔تمام فرشتوں کو ماننا

۴۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ تمام کتابوں کو منزّل من اللہ ماننا

۵۔تقدیر خیر ہو یا شر سب اللہ کی طرف سے ہے۔

۶۔آخرت کے دن کا یقین

۷۔مرنے کے بعد زندہ ہونا برحق ہے۔

۸۔پانچوں نمازوں کی فرضیت

۹۔زکوٰۃ کی فرضیت

۱۰۔رمضان شریف کے روزوں کی فرضیت

۱۱۔فرضیت حج

۱۲۔جہاد فی سبیل اللہ

۱۳۔قبروں سے اُٹھائے جانے کے بعد انسانوں کا حشر

۱۴۔جنت کا اہل ایمان کیلئے اور جہنم کا اہلِ کفر کیلئے خاص ہونا (دوامی طور پر)

۱۵۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا وجوب

۱۶۔اللہ تعالیٰ سے خشیت کا وجوب

۱۷۔رحمتِ الٰہی کی امید رکھنا

۱۸۔اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ رکھنا

۱۹۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا واجب ہونا

۲۰۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا واجب ہونا

۲۱۔دین کو ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھنا

۲۲۔علم دین حاصل کرنا

۲۳۔علم دین کی تبلیغ کرنا اور اسے لوگوں میں پھیلانا

۲۴۔قرآن مجید کی تعظیم

۲۵۔طہارت و پاکیزگی کا ضروری ہونا

۲۶۔اعتکاف

۲۷۔مملکت اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت وچوکیداری کرنا

۲۸۔دشمنوں کے سامنے مقابلے کے وقت ثابت قدمی

۲۹۔مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ حاکم کو دینا

۳۰۔غلام آزاد کرنا

۳۱۔کفّارے ادا کرنا

۳۲۔عہد و پیمان کو پورا کرنا

۳۳۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

۳۴۔بے کار اور بیہودہ باتوں سے اپنی زبان کو محفوظ رکھنا

۳۵۔امانت ادا کرنا

۳۶۔بغیر حق کے لوگوں کو قتل کرنے کی حرمت

۳۷۔شرمگاہوں کی حفاظت

۳۸۔ناجائز طریقے سے دوسروں کا مال لینے سے پرہیز

۳۹۔حلال کھانا

۴۰۔مَردوں کیلئے ریشم کے کپڑے پہننے اور سونے چاندی کے برتنوں کی حرمت

۴۱۔شریعت کے مخالف لہوولعب کا حرام ہونا

۴۲۔اخراجات میں میانہ روی (یعنی اسراف اور بخل کے درمیان)

۴۳۔حسد اور کینے سے بچنا

۴۴۔عزت وآبرو کی حرمت

۴۵۔اعمال کو خالص اللہ کی رضاء کیلئے کرنا اور ریاکاری سے بچنا

۴۶۔نیکی کرنے سے خوش اور برائی کرنے سے غمگین ہونا

۴۷۔گناہوں سے توبہ کرنا

۴۸۔قربانی کرنا (عید، عقیقہ یا صدقہ کے موقع پر)

۴۹۔اولوالامر کی اطاعت (شرعی حاکموں کی فرمانبرداری کرنا)

۵۰۔جماعتی زندگی اختیار کرنا (یعنی امت سے الگ تھلگ ہونے سے بچنا)

۵۱۔عدل وانصاف سے فیصلہ کرنا

۵۲۔نیکیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر)

۵۳۔نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون

۵۴۔شرم وحیاء

۵۵۔والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

۵۶۔رشتہ داروں (اعزہ واقربا) سے میل ملاپ رکھنا (یعنی ان سے قطع تعلق نہ کرنا)

۵۷۔حسنِ اخلاق

۵۸۔آقا کا اپنے غلاموں سے حسن سلوک

۵۹۔غلام کا اپنے آقا سے حسن سلوک

۶۰۔اولاد کے حقوق ادا کرنا

۶۱۔اپنے دینی بھائیوں سے قرب ومحبت رکھنا

۶۲۔سلام کا جواب دینا

۶۳۔مریض کی عیادت کرنا

۶۴۔مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنا

۶۵۔چھینک کا جواب دینا

۶۶۔کفار ومفسدین سے دور رہنا

۶۷۔ہمسایوں کی عزت واحترام کرنا

۶۸۔مہمانوں کا اکرام کرنا

۶۹۔لوگوں کے گناہوں کی پردہ پوشی کرنا

۷۰۔مصیبتوں اور تکلیفوں پر صبر کرنا

۷۱۔زُہد اختیار کرنا اور امیدوں کو مختصر رکھنا (یعنی لمبی امیدیں نہ باندھنا)

۷۲۔غیرت

۷۳۔فضول اور بے کار کاموں سے دور رہنا

۷۴۔سخاوت

۷۵۔چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت

۷۶۔اصلاح ذات البین

۷۷۔اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو مذکورہ بالا تمام امور پر یقین رکھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین ثم آمین)

# اِتّبَاعِ سُنّت

ایک مجاہد کو اپنی مکمل زندگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق بنانی چاہیے۔ مجاہد کی وضع قطع' اُٹھنا بیٹھنا' کھانا پینا' سونا جاگنا الغرض زندگی کا ہر عمل اتباع سُنّت کے نور سے معمور و منور ہونا چاہیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد دو چیزیں ایسی چھوڑ گئے ہیں کہ اگر ان دو چیزوں کو اچھی طرح سے تھام لیا جائے تو انسان گمراہی سے بچ جاتا ہے اور وہ چیزیں ہیں قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سُنّتوں کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے اور ان پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ایسے وقت میں جبکہ زمانہ فساد کا شکار ہے اور لوگوں نے ان ناکام شخصیات کو اپنا آئیڈیل اور قابل عمل نمونہ بنا لیا ہے جن کا شمار ''مغضوب علیھم'' اور ''الضالین'' میں ہوتا ہے اور ہم ہر نماز میں ان گمراہ اور اللہ کے غضب یافتہ لوگوں کے راستے سے زبانی طور پر پناہ مانگتے ہیں۔ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی حرف بحرف موجودہ زمانے اور حالات پر صادق آتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے یہود نصاریٰ کے طریقے پر چلنے کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یہود و نصاریٰ کی اس قدر پیروی کرنے لگو گے کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسیں گے تو تم بھی ان کے پیچھے اسی سوراخ میں جا گھسو گے۔ ویسے تو ہر زمانے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتوں کا اتباع دین و دنیا کی کامیابی کی ضمانت ہے مگر اس فساد زدہ دور میں خصوصی طور پر ایک ایک سُنّت کو زندہ کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات تک کو اپنانے کی بھر پور کوشش کرنی چاہیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرغوبات (پسندیدہ چیزوں) کو مرغوب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکروہات (ناپسندیدہ چیزوں) کو مکروہ رکھنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے ان امور پر پوری پابندی سے کاربند رہنا چاہیے اور جن امور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ان امور سے مکمل اجتناب برتنا چاہیے۔

ایک مجاہد کی شان یہ ہے کہ.......:

اس کے اعمال کو دیکھ کر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتوں کو سیکھ سکیں وہ جوتا پہن رہا ہو یا کنگھا کر رہا ہو، وہ مسجد میں داخل ہو رہا ہو یا وہاں سے باہر نکل رہا ہو، وہ گفتگو کر رہا ہو یا کسی کو کچھ سمجھا رہا ہو، وہ دشمن سے لڑائی کر رہا ہو یا ساتھیوں کو تربیت دے رہا ہو، وہ سفر میں ہو یا حضر میں، وہ گھریلو کام کاج کر رہا ہو یا اجتماعی امور میں مصروف ہو، اس کا ایک ایک عمل سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہونا چاہئے ۔اس کی عبادات اور معاملات اتباع سُنّت کے آئینہ دار ہونے چاہئیں ۔ جہادی تنظیموں کو ترجیحی بنیادوں پر احیاء سُنّت کا اہتمام کرنا چاہئے اور اپنے قائدین اور کارکنوں کو ایک ایک سُنّت سکھانی چاہئے کیونکہ یہ سُنّتیں وہ پیاری ادائیں ہیں جن سے رحمتِ الٰہی کی بارش برستی ہے اور بعض اوقات ان اداؤں کے چھوٹ جانے سے نصرتِ الٰہی رک جاتی ہے۔جس طرح ایک مجاہد اپنے اسلحہ کے ذریعے دین کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح اس مجاہد کو اپنے اعمال کے ذریعے سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتوں کو امت میں زندہ رکھنا چاہئے کیونکہ انہی مبارک طریقوں کی بدولت اس کی روح کو اور امت مسلمہ کو زندگی ملے گی۔ مجاہدین میں سُنّتوں کے مکمل احیاء کیلئے مندرجہ ذیل اقدامات مفید ہو سکتے ہیں۔

۱۔ٹریننگ سینٹر' محاذ جنگ' دفاتر اور ہر مقامی یونٹ میں ایک دن خاص کر لیا جائے جس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق سُنّتوں کو یاد کیا اور کرایا جائے اور عبادات سے لے کر عادات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو بیان کیا جائے اور مسنون دعائیں یاد کرائی جائیں۔

۲۔کبھی کبھار ''اجتماعی محاسبے'' کی ترتیب بنا کر معلومات حاصل کی جائیں کہ کون سا ساتھی کتنی سُنّتوں پر عمل پیرا ہے اور اسے کس قدر مسنون دعائیں یاد ہیں پھر جس میں کمی ہو اس کمی کو پورا کرنے کی ترتیب بنالی جائے۔

۳۔ان کتابوں کی تعلیم بھی کرائی جائے اور ان کے انفرادی مطالعے کیلئے بھی کارکنوں کو کہا جائے ،جن کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتوں کا بیان ہے اور مسنون دعائیں مذکور

ہیں اس سلسلے میں خاص طور پر......(۱)۔خصائل نبویؐ ترجمہ شمائل نبویؐ (مصنّفہ حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ) (۲)۔ترجمہ ''حصن حصین'' (مع حواشی وفوائد از مولانا محمد ادریس صاحب نور اللہ مرقدہ) (۳)۔اُسوہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نور اللہ مرقدہ) (۴)۔''علیکم بسُنّتی'' (از حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب سکھروی رحمۃ اللہ علیہ) کا پورے اہتمام سے مطالعہ کیا جائے ان کے علاوہ اس موضوع پر اور بھی کئی مفید اور مستند کتب دستیاب ہیں۔

۴۔تنظیم کی طرف سے چمڑے کی ایک تھیلی یا چھوٹا بیگ بنانا چاہئے جسے ہر مجاہد اپنے پاس رکھے۔اس میں مسواک، سرمہ، کنگھا، عطر، سوئی دھاگہ وغیرہ اشیاء ہونی چاہئیں اور تنظیم کی طرف سے مسنون دعاؤں کا ایک چھوٹا سا کتابچہ چھپوا کر اسے تھیلی یا بیگ میں رکھا جائے اس کتابچے میں ہر موقع کیلئے ایک ایک مسنون دعا حوالہ اور ترجمہ کے ساتھ درج ہونی چاہئے تاکہ مجاہدین اسے اپنا معمول بنا سکیں اسی طرح قرآن مجید بھی سفر وحضر میں ساتھ رہے تاکہ کبھی بھی تلاوت کا ناغہ نہ ہو۔اگر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ کے ترجمے والا قرآن مجید چھوٹے سائز میں دستیاب ہو تو وہ بھی اپنے ساتھ بیگ میں رکھنا چاہئے تاکہ تلاوت کے ساتھ ساتھ مطالعہ کا سلسلہ بھی سفر وحضر میں جاری وساری رہے۔لیکن اگر اس تھیلی کی وجہ سے دشمن کے علاقے میں پہچان کا خطرہ ہو تو پھر اسے ساتھ نہ رکھا جائے۔

۵۔مختلف مراحل پر کارکنوں کے انعامی مقابلے یا امتحان رکھنے چاہئیں جن میں ان کی جہادی تربیت اور عسکری مہارت کے علاوہ ایک موضوع ''سُنّت رسول'' کا بھی ہونا چاہئے اس طرح سے سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ واتباع کا شوق بڑھے گا۔

۶۔مجاہدین کے ماہناموں اور ہفت روزوں میں کم از کم ایک مضمون سُنّتوں اور مسنون دعاؤں کے موضوع پر اگر مستقل شائع ہوتا رہے تو اس کے بہترین نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

# ذکر ونوافل

ایک رومی سردار نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی:

''وہ دن کو شہسوار ہوتے ہیں اور رات کو عبادت گزار۔ اپنے مفتوحہ علاقے میں بھی وہ قیمت دے کر کھاتے ہیں سلام کر کے داخل ہوتے ہیں اور ایسا جم کر لڑتے ہیں کہ دشمن کا خاتمہ ہی کر دیتے ہیں۔''

ایک دوسرے شخص نے ان الفاظ میں تعریف کی:

''رات کو دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ ان کو دنیا سے کچھ تعلق نہیں اور عبادت کے سوا کوئی کام نہیں۔ اور دن کو گھوڑے کی پیٹھ پر اس طرح نظر آئیں گے کہ گویا یہی کام ہے۔ بڑے تیر انداز اور بڑے نیزہ باز ہیں۔ خدا کی یاد میں اسطرح مشغول اور تر زبان رہتے ہیں کہ ان کی مجلس میں کسی بات کا سننا مشکل ہوتا ہے۔ (عالم پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر ......ص ۱۴۲)

یہ ہے حضرات صحابہ کرام کے کردار اور عمل کی ایک جھلک جس کا اعتراف دوست نہیں بلکہ دشمن بھی کر رہے ہیں حضرات صحابہ کرام کی یہی وہ صفات تھیں جو انہیں ہر میدان اور معرکے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مستحق بنا دیتی تھیں اور وہ اپنے سے بیسیوں گنا طاقتور دشمن پر غالب آ جاتے تھے اور جہاں جہاں ان کے مبارک قدم پڑتے جاتے تھے وہاں وہاں اسلام کے سورج کی کرنیں دنیا کو منور کرتی جاتی تھیں اور ظلم وفساد اور کفر وشرک کی ظلمتیں قصۂ پارینہ بن کر رہ جاتی تھیں آج بھی دنیا کو ایسے ہی مجاہدین کی ضرورت ہے جو اپنی ایمانی قوت کے بل بوتے پر مظلوم انسانیت کو سہارا دیں اور دنیا کو کفر کی بدترین غلامی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لائیں۔ آج بھی ایسے ہی مجاہدین کی ضرورت ہے جن کا ایمان مکمل طور پر شعوری ہو اور ان کی راتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدوں میں گزرتی ہوں اور وہ نالہ سحر گاہی کے آنسوؤں سے عشق کا وضوء کرتے ہوں اور ان کی زبانیں ذکر الٰہی سے تروتازہ اور ان کے دل یادِ الٰہی سے زندہ رہتے ہوں۔ آج

بھی انسانیت کو ایسے جانبازوں کی ضرورت ہے جو نہ ذکر کرتے ہوئے تھکتے ہوں نہ تلوار چلاتے ہوئے۔ آج جبکہ کفر نے مادّی طاقت اور عسکری قوت کے انبار جمع کر لئے ہیں اور دنیا کو خودکشی کے دھانے پر لانے والے بدکردار ممالک اپنی فوجی طاقت کے زعم میں خود کو ناقابلِ تسخیر طاقت سمجھنے لگ گئے ہیں اور مسلمانوں میں عمومی طور پر ابھی تک غفلت اور بے پرواہی اور حالات سے بے شعوری کا مرض عروج پر ہے۔ انسانیت کو تباہی سے بچانے کیلئے ایسے مجاہدین کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کا ایسا ذکر کرتے ہوں جو آسمان کی نصرتوں کو زمین پر کھینچ لائے اور ان کے دلوں میں زندگی سے زیادہ موت کی تڑپ ہو اور وہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت وقوت سے مرعوب نہ ہوتے ہوں ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کا یقین ان کے رَگ و پئے میں سرایت کر کے ہر غیر اللہ کی عظمت و شوکت ان کے دلوں سے نکال چکا ہو اور ایک اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس پر یقین کے نور سے ان کے قلوب منور کر چکا ہو۔ ویسے تو جہاد اور ذکر لازم وملزوم ہیں خود قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے مجاہدین کو مقابلے کے وقت ثابت قدمی اور خوب ذکر کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ کامیاب ہو سکیں مگر آج کی صورتحال میں تو اس کی ضرورت اور اہمیت میں بہت اضافہ ہو چکا ہے اور ایمان و کفر کے موجودہ معرکے میں ذکر اللہ اور اللہ کی نصرت کے بغیر ایک قدم اُٹھانا بھی ممکن نہیں رہا۔ اس لئے مجاہدین کرام کو بڑے ہی اہتمام کے ساتھ اپنے دلوں اور زبانوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو جاری رکھنا چاہیئے اور نوافل کی پابندی اور اہتمام کر کے اللہ تعالیٰ کا خوب قرب حاصل کرنا چاہیئے ۔یاد رکھیئے! نوافل ہی کے ذریعے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرّب بنتا ہے۔ اور ذکر اللہ کے ذریعے سے اللہ کی مَعِیَّت نصیب ہوتی ہے۔ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ہمراہ اس بندے کے ساتھ ہوتا ہے اور آسمانوں پر فرشتوں کے درمیان اس کا ذکر فرماتا ہے۔ ان مجالس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور حدیث شریف میں ذکر کی مجالس کو جنت کے باغات قرار دیا گیا ہے اور وہ مجالس جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا وہ ایسی ہیں جیسے کچھ لوگ جمع ہوئے اور کسی مردار کا گوشت کھا کر منتشر ہو گئے اور یہی

مجالس قیامت کے دن حسرت کا ذریعہ بنیں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنی بھی بدنی اور مالی عبادت کا حکم دیا ہے ان سب کا حاصل ہی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے کلمے کی عظمت ہے۔ اس لئے مجاہدین کو چاہئے کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے' سوتے جاگتے' چلتے پھرتے خوب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں اور ذاکرین کی مجلسوں میں جایا کریں اور ان خوش قسمت اہلِ دل کے ساتھ بیٹھا کریں جو صبح وشام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اس کی یاد میں مگن رہتے ہیں خود اللہ رب العزت نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ذاکرین کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدَاۃِ وَالۡعَشِیِّ ٥ (الکھف۔۲۸)

''اے نبی! آپ ان لوگوں کے ساتھ اپنے آپ کو روکے رکھئے جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔''

ذکر اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا دھیان ہے خواہ وہ اللہ' اللہ کرنے سے ہو یا اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگے (استغفار کرنے) سے ہو یا اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے سے ہو یا تلاوت کلام مجید سے ہو یا دین کی تعلیم وتدریس کے ذریعے سے ہو۔ اسی طرح مجاہدین کو فرائض وسنن کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی بھرپور اہتمام کرنا چاہئے۔ ماضی گواہ ہے کہ مجاہدین نے مُصلّے اور گھوڑے کی پشت پر عبادت و جہاد کا جس قدر اہتمام کیا اسی قدر اللہ تعالیٰ نے ان سے کام لیا۔ سلطان التمش کے بارے میں مشہور ہے کہ کبھی بھی تہجد اور عصر کی سُنّتیں انہوں نے نہیں چھوڑیں سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی لمبی لمبی رکعتوں اور نوافل کا ذکر تاریخ میں محفوظ ہے۔ حالانکہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو بھی سنبھالا اور زندگی بھر دشمنوں کے خلاف جہاد بھی کیا۔ اور بڑے بڑے خطرناک فتنوں اور سازشوں کا مقابلہ بھی کیا مگر ان تمام مصروفیات کے باوجود وہ تہجد بھی خوب اہتمام اور خشوع وخضوع سے ادا کرتے تھے اور اشراق وچاشت کا بھی اہتمام فرماتے تھے قرآن مجید بھی انہوں نے حفظ کیا اور بڑی بڑی گرانقدر علمی تصانیف بھی کرتے

رہے۔سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے حالاتِ زندگی پڑھنے والا حیران وششدر رہ جاتا ہے کہ کس طرح سے وہ اپنے تمام تر معمولات کی پابندی بھی کرتے تھے اور بیت المقدس کی فتح کا عزم بھی انہوں نے پورا کیا اور اندرونی و بیرونی شورشوں کو بھی دبائے رکھا۔ یہ تمام حضرات ہماری طرح انسان تھے مگر انہوں نے یہ عزم کرلیا تھا کہ دنیا کی اس زندگی کو ہرگز ضائع نہیں کرنا جو اللہ تعالیٰ نے صرف ایک ہی بار عطا فرمائی ہے اور یہ زندگی بار بار نہیں ملتی اور اسی زندگی میں اپنی دنیاوی اور اجتماعی ذمے داریاں کو بھی ادا کرنا ہے اور آخرت کے کٹھن مراحل کی تیاری بھی کرنی ہے چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی کو کھانے پینے' سونے یا محض خانگی اور گھریلو امور میں ضائع نہیں کیا۔ وہ سوتے تھے مگر اتنا جتنا ایک انسان کیلئے نیند کی ضرورت ہے جو محض چند گھنٹوں میں با آسانی پوری ہوسکتی ہے۔ وہ کھاتے تھے مگر صرف زندہ رہنے کیلئے انہوں نے کبھی بھی کھانے کو مقصود بنا کر اس پر اپنے قیمتی اوقات کو برباد نہیں کیا۔ان کا اصول تھا کہ زندگی کھانے کیلئے نہیں بلکہ کھانا زندہ رہنے کیلئے ہے۔ وہ اپنے گھریلو کام کاج بھی کرتے تھے مگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے۔انہوں نے کبھی اپنی بیٹیوں کی شادیوں میں مہینے یا دن ضائع نہیں کئے۔ان خوش قسمت لوگوں نے اپنی زندگی انفرادی کاموں سے ہٹا کر اجتماعی امور کیلئے وقف کردی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اوقات میں برکت ڈال دی۔اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے شکر کے طور پر اس کی اطاعت' بندگی اور عبادت میں اور زیادہ اضافہ کیا۔ان کا عقیدہ اور یقین بن چکا تھا کہ کوئی بھی کام اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے اس لئے وہ پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے نوافل و ذکر' دعاؤں اور استخارے کا اہتمام کرتے اور پھر کسی کام میں ہاتھ ڈالتے تو اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا اور ان کے کاموں میں برکت ہوتی۔آج بہت سارے لوگ باجماعت نمازیں چھوڑ کر دین کی محنت میں لگے رہتے ہیں اور نوافل چھوڑ کر دین کے دوسرے کاموں کی فکر میں ٹیلیفون پر سوار رہتے ہیں اور دعائیں چھوڑ کر مذاکرات اور ملاقاتوں پر زور دیتے ہیں اور ان کے کام میں ذرہ برابر بھی برکت نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات الٹا ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور دینی

کام کے نام پر فرائض تک میں سستی اور غفلت کے فتنے تنظیموں اور افراد میں سرایت کر جاتے ہیں ۔یاد رکھئے ! دین کا کوئی کام ایسا اہم نہیں ہے جس کیلئے نماز چھوڑی جائے اور وہ کام جس کے لئے دینی فرائض وعبادات میں سستی اور غفلت کی جاتی ہو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ نہیں بن سکتا اور نہ تحریکی طور پر اس کے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں ۔اس لئے مجاہدین کو رات کے آخری حصے میں جاگ کر اپنے آنسوؤں اور آہوں کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھولی پھیلا کر اپنے لئے اور امت مسلمہ کیلئے خوب دعائیں مانگنی چاہئیں اور لمبے لمبے سجدے کر کے اللہ تعالیٰ کی نصرت کی بھیک مانگنی چاہئے ۔اسی طرح مؤکدّہ اور غیر مؤکدّہ سُنّتوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے اور انفرادی اور اجتماعی ذکر کی پابندی اور تلاوت کلام پاک کو اپنا معمول بنانا چاہئے ۔ایک مجاہد کے ابتدائی مستقل معمولات کا ایک چھوٹا سا نقشہ ہم یہاں پیش کر رہے ہیں الحمدللہ بہت سے مجاہدین کو یہ معمولات تلقین کیے گئے اور انہوں نے ان کا اہتمام فرمایا تو انہیں کافی روحانی اور دینی فائدہ حاصل ہوا۔امید ہے کہ دیگر مجاہدین کے لئے بھی یہ معمولات مفید ثابت ہونگے ۔

(۱)۔تہجد' اشراق' اوابین اور ہر فرض نماز کے ساتھ سُنّتوں اور نوافل کی پابندی۔

(۲)۔روزانہ ایک پارہ قرآن مجید کی تلاوت اگر ایک پارہ نہ ہو سکے تو کم از کم آدھا پارہ ضرور پابندی سے تلاوت کریں اور حفاظ کرام کو ایک پارے سے بھی زائد تلاوت کرنی چاہئے ۔

(۳)۔''مناجات مقبول'' کی سات منازل میں سے روزانہ ایک منزل کی پابندی (یہ قرآن وحدیث سے منتخب دعاؤں کا مجموعہ ہے ) اور جمعۃ المبارک کے دن دوپہر سے پہلے سورۂ کہف کی تلاوت (سورۂ کہف کی جمعہ کے دن تلاوت بہت سارے فتنوں خصوصاً دجال کے فتنے سے حفاظت کا ذریعہ ہے آج کل چونکہ فتنوں کا دور ہے اس لئے اس کا خوب اہتمام کرنا چاہئے ) اگر پوری سورۃ نہ پڑھ سکیں' تو پہلی اور آخری دس آیات کا اہتمام کریں۔

(۴)۔پہلا کلمہ' تیسرا کلمہ' درود شریف' استغفار کی ایک ایک تسبیح صبح وشام مکمل پابندی کے ساتھ۔

(۵)۔روزانہ دو رکعت صلوٰۃ توبہ پڑھ کر خوب اچھی طرح سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیئے وہ مسلمان خوش قسمت ہے جس کے نامہ اعمال میں زیادہ استغفار ہوگا۔ استغفار سے صرف گناہ ہی معاف نہیں ہوتے بلکہ درجات بھی بلند ہوتے ہیں' پریشانیاں اور مصیبتیں بھی دور ہوتی ہیں' اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت نصیب ہوتی ہے' بے شمار مسائل حل ہوتے ہیں اور روزی میں بھی برکت ہوتی ہے۔

(٦)۔ ہر نماز کے بعد اور دیگر تمام اعمال کے آغاز و اختتام پر مسنون دعائیں پڑھنے کا اہتمام۔

(۷)۔رات کو سونے سے پہلے بستر پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے صبح اٹھنے کے وقت سے لے کر ابھی سونے کے وقت تک اپنے تمام کام کاج کا نقشہ ذہن میں گھمائیں۔ مثلاً صبح اٹھ کر تہجد پڑھی یا خدانخواستہ چھوٹ گئی؟ پھر فجر جماعت سے پڑھی یا بغیر جماعت کے......وغیرہ وغیرہ۔ ایک ڈیڑھ منٹ میں آپ کے سامنے آپ کے تمام دن کا حساب کتاب آجائے گا اب جو کوتاہیاں اور گناہ سامنے آئے ہیں ان کی اچھی طرح سے معافی مانگ لیں اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرلیں اور جو نیکیاں سامنے آئی ہیں ان نیکیوں پر اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کریں۔ اس عمل کا فائدہ یہ ہوگا کہ روزانہ کے گناہ روزانہ معاف ہو جائیں گے اور نیکیاں محفوظ ہو جائیں گی کیونکہ شکر کا مطلب ہے کہ انسان اقرار کرتا ہے کہ یہ نیکیاں اس نے نہیں کیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ نیکیاں اسے کرنے کا موقع ملا اور جب انسان کی نظر اپنی ذات پر نہ جائے بلکہ وہ نیکیوں کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سمجھے تو نیکیاں محفوظ ہو جاتی ہیں۔ اس عمل کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ بہت سارے پکے گناہ انسان سے چھوٹ جاتے ہیں کیونکہ ہر روز ایک ہی گناہ کی بار بار توبہ کرنے سے نفس میں شرم پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ اس گناہ پر آمادہ نہیں ہوتا اور اس عمل کا یہ بھی فائدہ ہے کہ آخرت کے حساب سے پہلے انسان خود اپنا حساب کر لیتا ہے جو اسے آخرت کے حساب سے بچا بھی سکتا ہے اور اس حساب میں فائدہ بھی دے سکتا ہے۔

(۸)۔مجاہدین کو چاہئے کہ جہاد پر استقامت اور گناہوں سے حفاظت کے لئے ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھا کریں:

يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَستَغِيثُ .اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا أَنتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ

دشمنوں اورآفات سے بچنے کیلئے مغرب کی نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ سورۂ قریش اور عصر کے بعد تین سو تیرہ مرتبہ:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

پڑھا کریں۔

فجر اور مغرب کی نماز کے بعد یہ تین دعائیں تین تین مرتبہ پڑھ لیا کریں:

۱. اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ

۲. بِسْمِ اللهِ الَّذِی لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِیْ الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

۳. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِيَةَ فِیْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ . اَللّٰهُمَّ اسْتُرْعَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ. اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَّمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِی وَمِنْ فَوْقِیْ وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ.

(۹)۔ ہر اہم کام سے قبل استخارہ کرلیں۔استخارہ کا مطلب ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سے خیر مانگنا کیونکہ انسان کی عقل ناقص، علم محدود اور طبیعت بشری جذبات سے مغلوب ہوتی ہے اس لئے وہ خود اپنے لئے خیر اور شر کا بہتر فیصلہ نہیں کرسکتا اور انسان اس وقت ٹھوکر کھاتا ہے جب اس کی نظر اپنی ذات اور عقل پر ہوتی ہے اور انسان اس وقت ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔جب اس کی نظر اللہ رب العزت کی ذات پر ہوتی ہے اور وہ ہر کام سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور

استخارہ کرتا ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ جو انسان اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ اور اس کے نیک بندوں سے مشورہ کرتا ہے وہ زندگی بھر کبھی نہیں پچھتاتا اور اس کے ہر کام میں خیر ہی خیر ہوتی ہے اور اس پر آنے والی ہر راحت اور مصیبت اس کیلئے خیر و برکت کا پیغام لاتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

مِنْ سَعَادَ ةِ الْمَرْءِ اسْتِخَارَةُ رَبِّہٖ وَ رِضَاہ بِمَا قَضٰی وَمِنْ شِقَاءِ الْمَرْءِ تَرْکُہ الْاِسْتِخَارَةِ وَعَدْمُ رِضَاہ بَعْدَ الْقَضَآءِ (بخاری)

ترجمہ: وہ انسان بڑا خوش قسمت (سعادت مند) ہے جو اپنے ربّ سے استخارہ (طلب خیر) کرتا ہوا اور اس کے فیصلے پر راضی ہوتا ہوا اور وہ بڑا بدبخت انسان ہے جو نہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرے اور نہ اس کے فیصلے پر راضی ہو۔

جہاں تک استخارے کے بعد خواب میں رہنمائی کا تعلق ہے تو یہ ممکن تو ہے مگر ضروری نہیں اصل بات یہ ہے کہ جب انسان کسی بھی کام سے پہلے استخارہ کر لیتا ہے تو اگر اس کام میں خیر ہوتی ہے تو انسان کا دل خود اس کام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کام کے اسباب و وسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر اس کام میں خیر نہیں ہوتی تو انسان یا تو خود اس کام سے بددل ہو جاتا ہے یا وہ کام ممکن ہی نہیں رہتا۔

(۱۰)۔ درود شریف کی کثرت بہت ہی برکت و سعادت کا باعث ہے۔ اور اس کی کثرت بہت سارے فتنوں سے بھی انسان کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کا جزو ہے اور اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام بھیجا جائے یہ ایک ایسا عمل ہے جو ہر حال میں قبول ہوتا ہے اور درود پڑھنے والے کو طرح طرح کی دنیاوی اور اُخروی نعمتیں نصیب ہوتی ہیں ان نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ دس رحمتیں ہیں جو ہر مرتبہ درود شریف پڑھنے والے پر برستی ہیں اور دوسری بڑی نعمت قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ترجمہ) قیامت میں سب سے زیادہ مجھ سے وہ شخص قریب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے۔(ترمذی)

ہمارے جملہ اکابر و اسلاف اور مجاہدین کا ہمیشہ سے کثرتِ درود شریف کا معمول رہا ہے۔ اس لئے مجاہدین کو چاہئے کہ کثرت سے درود و سلام پڑھا کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو روزانہ ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لیا کریں:

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

یا روزانہ کم از کم درود و سلام کے وہ چالیس صیغے پڑھ لیا کریں جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ کے خلفاء کرام نے مرتب فرمائے ہیں جو چھوٹے سے کتابچے کی صورت میں طبع ہو چکے ہیں۔

ایک مشورہ مجاہدین کرام کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اپنے دل کی اصلاح، ایمان کی مضبوطی اور ذکر اللہ کی پابندی کیلئے اگر کسی صاحب نسبت، متشرع، متبع سُنّت اور جہاد سے محبت کرنے والے بزرگ سے اصلاحی بیعت کرلیں تو روحانی اصلاح کا اہم مرحلہ انشاء اللہ آسانی سے طے ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ خوب سوچ سمجھ کر اور اصلاح کی نیت سے بیعت کریں اور پھر اپنے شیخ سے تعلق بھی رکھیں اور اپنے روحانی امراض کی اصلاح کیلئے ان سے مشورہ لیں اور ان کے ارشادات پر عمل بھی کریں۔

# رُحماءُ بَیْنَھُم کا مصداق

آج دنیا میں عموماً اور مسلمانوں میں خصوصاً باہمی نزاع' اختلافات اور افتراق کا دور دورہ ہے۔ انہیں اختلافات کی نحوست سے امت مسلمہ کی اجتماعیت فنا ہو چکی ہے اور امت مختلف قوموں' قبیلوں' علاقوں اور نظریات میں بٹ چکی ہے اور آئے دن اس تفریق اور تقسیم میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ وہ قومیت اور عصبیت جس کی جڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹ ڈالی تھی اور قرآن مجید نے قومیت وعصبیت کے جاہلانہ نعروں کے توڑ کیلئے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (تمام ایمان والے بھائی بھائی ہیں) کا عظیم اصول اتارا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قومیت کے نعروں کو بدبودار اور مردار قرار دیا تھا۔ آج پھر وہی قومیت مسلمانوں میں سر اُٹھا چکی ہے اور مسلمان جسمانی، ذہنی، فکری اور قلبی طور پر مختلف علاقوں اور زبانوں کے نام پر تقسیم ہو چکے ہیں اور آج قومیّت کا نعرہ ہی سب سے طاقتور نعرہ بن چکا ہے۔ اسی طرح وہ مسائل جن کا فیصلہ چودہ سو سال پہلے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور امت کے ائمہ مجتہدین نے فرما دیا تھا آج کل ان مسائل پر نئی تحقیقات کے نام سے مسلمانوں کو مختلف گروہوں میں بانٹ دیا گیا ہے اور ہر گروہ دوسرے گروہ کا دشمن ہے۔ ان دو طرح کے نزاعات کے علاوہ ایک نزاع جو امت کے ہر طبقے اور ہر گروہ میں داخلی طور پر موجود ہے وہ ہے محض نفس پرستی' خود غرضی اور انانیت کا نزاع جس نے تنظیموں کو کھوکھلا کر دیا ہے اور بڑے بڑے اداروں کو تباہ کر دیا ہے۔ کئی فعال انجمنیں ان نفسانی اختلافات کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں اور کئی بڑے بڑے ادارے ان اختلافات کا شکار ہو چکے ہیں۔ ہر تنظیم میں گروہ بندی اور ہر ادارے میں جتھے بندی موجود ہے۔ دنیاوی اور سیاسی جماعتوں اور اداروں میں تو اس طرح کے اختلافات کا وجود سمجھ میں بھی آتا ہے مگر وہ تنظیمیں اور ادارے جن کی بنیاد محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے رکھی گئی ہے اور ان کے مقاصد بہت بلند اور عزائم بہت مبارک ہیں ان میں اس طرح کے

نفسانی اختلافات کا داخلہ اور ’’تُو تُو‘مَیں مَیں‘‘ کا ماحول بہت ہی عجیب لگتا ہے اور دُکھ کی بات یہ ہے کہ آج اس طرح کے اختلافات کا سب سے بڑا شکار ہی دینی تنظیمیں اور دینی ادارے ہیں۔ بعض ایسے افراد جن کی نظر میں ان کی عزت اور مقام ہی دنیا کا سب سے اہم مسئلہ ہوتا ہے اور انہیں اپنی اہمیت جتلانے کا ازحد شوق ہوتا ہے اس طرح کے اختلافات کی بنیاد بنتے ہیں اور پھر غلط فہمیوں کا ایک طوفان اٹھتا ہے جو ان تنظیموں اور اداروں کی وحدت کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا ہے اور دنیا تماشہ دیکھتی رہ جاتی ہے۔

اے اللہ کے دین کے مجاہدو! خبردار اس طرح کے نفسانی اختلافات کو اپنے قریب مت آنے دینا کیونکہ تمہاری کامیابی صرف اور صرف اتحاد میں ہے اگر خدانخواستہ تم بکھر گئے اور تمہارے دل ایک دوسرے سے ٹوٹ گئے اور تم بھی باہمی خلفشار کا شکار ہو گئے تو تم اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی گر جاؤ گے اور دشمن کے دل سے تمہارا رُعب نکل جائے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور شکست تمہارا مقدر بن جائے گی۔

اے ایمان کی خاطر جان دینے والو! شیطان کے مکر سے خود کو بچا کر چلو تمہاری زبانیں ایک دوسرے کی غیبت سے محفوظ ہونی چاہئیں اور تمہارے دل ایک دوسرے کیلئے محبت کے بھرے پیمانے ہونے چاہئیں جس طرح تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ’’اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ‘‘ بنو، اسی طرح تم پر یہ بھی لازم ہے کہ تم ’’رُحَمَاءُ بَیْنَھُم‘‘ کا مکمل ثبوت پیش کرو۔ ان لوگوں سے ہوشیار رہو جو تمہیں آپس میں لڑانا چاہتے ہیں اور تم میں وسوسے پھیلاتے ہیں۔ ایسے انسان نما شیطانوں سے بھی محتاط رہو جو تمہیں اپنے بڑوں اور اپنے ساتھیوں کے خلاف بغاوت پر اُکساتے ہیں۔ یاد رکھو! آج امت مسلمہ کی نظریں تم پر لگی ہوئی ہیں۔ بوڑھی مائیں آنسوؤں سے تر آنچل اور جوان بہنیں اپنی پھٹی ہوئی پوشاکوں کی جھولی پھیلا کر تمہاری کامیابی کی دعا مانگ رہی ہیں۔ بڑے بڑے اکابر و مشائخ رات کے آخری اندھیروں میں تمہارے لئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں گڑگڑا رہے ہیں۔ کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی ﷺ تمہارے لئے کی گئیں دعاؤں سے گونج

رہے ہیں ایسے وقت میں تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں کہ تم ایک دوسرے کا گریبان پکڑو۔ تمہارے لئے حرام ہے کہ تم اپنے حقوق اور عہدوں کی بات کرو۔تمہارے لئے ناجائز ہے کہ تم اپنی ذاتی عزت اور وجاہت کے جھگڑے نمٹاؤ۔ یقین کرو! اگر مجاہدین کو چلانے والے چار افراد بھی ایسے میسر آ گئے جو ایک جسم کی طرح ہوئے اور ان کے دل ایک دوسرے کے احترام اور محبت سے لبریز ہوئے تو ایسی تنظیم کو نہ امریکہ شکست دے سکتا ہے نہ اسرائیل! لیکن اگر تم ہزاروں میں ہوئے اور تمہارے دل ایک دوسرے سے الگ الگ رہے اور تم ایک دوسرے کی غیبت کرتے رہے تو تم ایک کمزور دشمن کو بھی شکست نہیں دے سکتے۔آج جبکہ مجاہدین میں اتفاق واتحاد برقرار رکھنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور دشمنانِ اسلام کی کوشش ہے کہ کسی طرح سے مجاہدین باہمی نزاع اور تفرقے کا شکار ہو جائیں مجاہد تنظیموں کو چاہئے کہ ایسے اقدامات کریں جن سے مجاہدین کے باہمی تعلقات میں کسی طرح کا رخنہ نہ آئے اور وہ باہم شیر وشکر رہیں اس سلسلے میں ہم بعض اہم اقدامات کو مختصر طور پر ''بطور اشارہ'' بیان کرتے ہیں۔

۱۔ جہادی تنظیموں کے اراکینِ شوریٰ اور عاملہ زیادہ وقت ایک دوسرے کے قریب گزارنے کی کوشش کریں اور اپنے تمام امور مشورے سے طے کریں اور کارکنوں کی زبانی' ایک دوسرے کے خلاف کچھ نہ سنیں ہاں! اگر کسی کارکن کی کوئی جائز شکایت کسی رکن کے بارے میں سنیں تو پھر فوراً اس رکن کو مطلع کریں۔

۲۔ جو شخص جتنا بھی باصلاحیت ہو وہ اپنے شعبے کو تنظیم سے الگ کوئی حیثیت یا مقام نہ دے اور نہ ہی اپنی من مانی کرے بلکہ اس شعبے کو مرکز اور دیگر اراکین کے مشورے سے چلائے۔

۳۔تمام اراکین شوریٰ و عاملہ اپنے کام اور اپنے شعبوں کی تمام تر کارگزاری شوریٰ میں پیش کریں اور کوئی ایسا ذاتی قدم نہ اُٹھائیں جسے وہ اپنے ماتحتوں تک محدود رکھنا چاہتے ہوں بلکہ جو کام بھی ہو وہ دیگر اراکین اور امیر کے علم میں ہونا چاہیے۔

۴۔امیر سے لے کر ہر کارکن تک اپنا مکمل حساب امیر اور شوریٰ کو پیش کریں خصوصاً جب

کوئی سفر سے واپس آئے یا کوئی نیا کام شروع کرنا ہو۔

۵۔کوئی کارکن اکیلا سفر نہ کرے بلکہ کم از کم ایک ساتھی ساتھ ہونا چاہئے۔اسی طرح کوئی ذمہ دار کسی بھی حکومتی اہلکار یا ادارے یا اہلِ خیر سے اکیلا نہ ملے، بلکہ اس کے ساتھ کم از کم ایک ذمّہ دار اور ہونا چاہئے۔امیر کو چاہئے کہ اس معاملے کی خصوصی نگرانی کرے۔

۶۔عام کارکنوں کے سامنے اپنے ذمّہ دار ساتھیوں یا عاملہ وشوریٰ کے رفقاء کی کوئی غلطی اور عیب بیان نہ کرے بلکہ شوریٰ اور عاملہ کا معاملہ شوریٰ اور عاملہ میں طے ہونا چاہئے۔

۷۔شوریٰ اور عاملہ کے اجلاس کے بعد کارکنوں کو یہ نہ بتلائے کہ فلاں فیصلہ تو میرے مشورے سے ہو گیا ورنہ دوسرے لوگ تو نہیں مان رہے تھے۔وغیرہ وغیرہ۔

۸۔اراکین شوریٰ و عاملہ، کمانڈر حضرات اور دیگر ذمّہ دار ایک دوسرے کو زبانی پیغام بھیجنے سے پرہیز کریں کیونکہ ممکن ہے کہ پیغام لے جانے والا پیغام میں کچھ کمی بیشی کر لے یا لہجہ بدل دے یا کچھ بھول جائے تو پیغام کا مقصد بدل جائے گا اور اس سے بعض اوقات بڑی بڑی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۹۔ ہر شعبے کے قوانین وضوابط دوسرے شعبے کے حضرات کے پاس بھی ہونے چاہئیں تاکہ آپس میں غلط فہمیاں پیدا نہ ہوں‘ مثلاً اگر اُصول ہے کہ ٹریننگ سینٹر میں چالیس دن سے کم کسی کو نہیں لیا جائے گا تو یہ اصول شعبۂ دعوت کے تمام یونٹوں کو معلوم ہونا چاہئے تاکہ وہ کسی ایسے فرد کو نہ بھیجیں جو چالیس دن سے کم وقت رکھتا ہو اسی طرح کوئی قانون اس وقت تک نافذ نہ کریں جب تک تمام متعلقہ افراد کو اس کا علم نہ ہو جائے۔

۱۰۔شوریٰ کے فیصلوں سے تنظیم کے تمام کارکنوں کو باخبر رکھنا چاہئے اور انہیں ان فیصلوں کے فوائد اور منافع بھی بتانے چاہئیں ہاں! اگر کوئی خفیہ فیصلے ہوں تو وہ مستثنیٰ ہیں۔

۱۱۔عاملہ اور شوریٰ کے بعض افراد دوسرے بعض کو چھوڑ کر کوئی مشورہ نہ کریں اور نہ کوئی اتحاد قائم کریں۔

۱۲۔کسی بھی دوسری تنظیم سے شرائط کی بنیاد پر اتحاد نہ کریں اور نہ ہی ان افراد کو تنظیم میں اہم مقامات پر لائیں جو اپنی خدمات کو بعض شرائط سے مشروط کرتے ہوں۔

۱۳۔ایک دوسرے کی دعوت کیا کریں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کریں اور ہفتے یا مہینے میں کم ازکم ایک بار بڑوں اور چھوٹوں سب کو اتفاق واتحاد کی دعوت دیں اور افتراق وانتشار کی قباحت اور نقصانات کو بیان کریں۔

۱۴۔ایک دوسرے کو طعنہ دینے سے اور ایک دوسرے کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنے سے مکمل اجتناب کریں حق بات بھی سلیقے سے کی جائے اور تنقید بھی اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے کی جائے۔

۱۵۔مختلف ذمّہ داریاں اور شعبوں کے افراد بدلتے رہنے چاہئیں تا کہ کسی کی کسی شعبے پر ایسی اجارہ داری قائم نہ ہو جو بعد میں تفریق واختلاف کا باعث بن جائے۔

۱۶۔ ہر فیصلہ شریعت کے مطابق کیا جائے اور افراد کی اہلیت اور صلاحیت کو مدِ نظر رکھا جائے اور محض کسی کو جوڑنے کیلئے اور کسی کا دل رکھنے کیلئے کوئی غلط قدم نہ اُٹھایا جائے کیونکہ اس سے جوڑ نہیں توڑ پیدا ہوتا ہے۔

۱۷۔قائدین اور کارکنوں میں شعوری طور پر قوم پرستی کے خلاف ذہن بنایا جائے اور عملی طور پر ہر شعبے میں مختلف قوموں کے افراد کو اکٹھے کام کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

۱۸۔قائدین خصوصاً اور کارکن عموماً ان جگہوں اور ان کاموں سے بچیں جن میں کوئی تہمت لگنے کا اندیشہ ہو۔ یہ سوچ کر کہ میرا دل صاف ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں فیصلہ ہو جائے گا کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جو تہمت کا باعث بن سکے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت کے مواضع سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

۱۹۔ جب امیر یا کسی ذمّہ دار کا انتخاب ہو رہا ہو تو مشورہ دینے والے ایسے فرد کا نام پیش کریں جس کی اطاعت کرنے کا ان کا مکمل ارادہ ہو اگر خدانخواستہ مشورہ دیتے وقت یہ مدِ نظر رہا

کہ ایسے آدمی کو امیر یا ذمہ دار بنایا جائے جسے ہم آسانی سے چلا سکیں اور جب چاہیں گھما سکیں تو اس سے بہت فسادات پیدا ہوتے ہیں اور تنظیمیں افتراق اور انتشار کا شکار ہو جاتی ہیں۔

۲۰۔ تنظیمی معاملات میں فیصلہ کرتے وقت انصاف کا بھرپور ثبوت دیا جائے۔ قرابت یا رشتہ داری کی وجہ سے کسی طرح بھی فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑنا چاہئے۔

## اِطاعتِ امیر

اطاعتِ امیر مجاہد کیلئے ضروری بھی ہے اور اس کی کامیابی کی ضمانت بھی۔ اور امیر کی نافرمانی مجاہد کیلئے ناکامی اور تباہی کا ایسا غار ہے جس میں گرنے کے بعد نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے ایک مجاہد خواہ وہ کارکن ہو یا کمانڈر کسی چھوٹے منصب پر ہو یا بڑے عہدے پر جب تک وہ امیر کی اطاعت پر کاربند رہتا ہے آسمانی نصرتیں اور زمینی سعادتیں اس کے دوش بدوش چلتی ہیں اور وہ ان مقامات تک پہنچتا ہے جن کا ابتداء میں اسے تصور بھی نہیں ہوتا۔ لیکن جب اطاعت امیر کا جذبہ کمزور پڑ جاتا ہے تو مجاہد کے زوال کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو صرف اس کیلئے ہی نہیں بلکہ پوری امت اور پوری انسانیت کے لئے مضر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس فرامین میں امیر کی اطاعت پر بہت زور دیا گیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر کی اطاعت کو اپنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت قرار دیا ہے اور امیر کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے اور اس آدمی کو نفاق سے بَری ہونے کی خوشخبری سنائی ہے جو مخلص ہو اور امیر سے خیر خواہی کرتا ہو اور جماعت کو لازم پکڑے ہوئے ہو۔ آج جبکہ مجاہدین کی جان توڑ اور انتھک محنتوں کا بڑا ہدف زمین پر نظامِ خلافت قائم کرنا ہے تو اس نظامِ خلافت کا پہلا نمونہ انہیں تنظیموں میں پیش کرنا ہوگا اور امیر کی مکمل اطاعت کرنی ہوگی۔ چونکہ امیر کی اطاعت پر ہی تحریک کی کامیابی ا ورنا کامی کا مدار ہے اس لئے امیر کے انتخاب کے وقت پوری محنت اور احتیاط سے کام لینا چاہئے اور ایسے فرد کو امیر منتخب کرنا چاہئے جو دینی، علمی اور جسمانی طور پر امارت کا اہل ہو۔ اور اس میں اس قدر ہمت بھی ہو کہ وہ اس بارگراں کو برداشت کر سکے اور خود اس میں اس عہدے کی تڑپ اور

طلب بھی نہ ہو۔ پھر جب کسی کو اس معیار کے مطابق امیر منتخب کر لیا جائے تو پھر ہر اس معاملے میں اس کی اطاعت کرنی چاہیے جو شریعت سے متصادم نہ ہو۔

# مجاہد کا آئینہ

ذیل میں ہم چند سوالات پیش کر رہے ہیں۔ ہر مجاہد ان سوالوں کے تناظر میں اپنی شخصیت اور ذات پر غور کرے اور اگر اپنے اندر کوئی کمی دیکھے تو اسے پورا کرنے کی کوشش کرے۔

۱۔کیا ’’لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰہ‘‘ پر، آخرت پر، مرنے کے بعد زندہ ہونے پر، تمام کتابوں اور تمام نبیوں اور تمام فرشتوں پر، تقدیر پر، میرا ایمان کامل اور شعوری ہے؟ کیا میں ان تمام چیزوں کو دل سے مانتا ہوں؟

۲۔میرے دل میں دنیا کی عیش و عشرت کا شوق زیادہ ہے‘ یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہونے کا؟

۳۔کیا جہاد فرض ہے؟ اور اگر جہاد فرض ہے تو میں نے اب تک اس فریضے کی ادائیگی کیلئے کیا کِیا ہے؟

۴۔کیا میں نے قرآن مجید تجوید کے ساتھ ناظرہ پڑھ لیا ہے؟ اور اپنی نماز کسی کو سنا کر درست کر لی ہے؟

۵۔کیا مجھے اسلامی فرائض‘ ضروری احکام اور حلال و حرام کا علم ہے؟

۶۔کیا میں نے جہاد کی تربیت مکمل کر لی ہے؟

۷۔کیا میری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتوں اور طریقے کے مطابق ہے؟ یا اس میں کچھ کمی ہے؟

۸۔میں اپنے امیر کی اطاعت کس حد تک کرنے کا جذبہ رکھتا ہوں؟

۹۔کیا مجھے وہ مسائل معلوم ہیں جن سے امت مسلمہ آج پوری دنیا میں دوچار ہے؟ اور امت کے ان مسائل کے حل کیلئے میری کیا ذمہّ داری ہے؟

۱۰۔ دین کے غلبے اور اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کیلئے میرے آئندہ کیا ارادے اور عزائم ہیں؟

ہر مجاہد اپنے آپ کو مخاطب کر کے یہ سوال پوچھے اور پھر اپنے دل سے ان کے جوابات لے اور ان جوابات کی روشنی میں اپنی شخصیت اور فکر کی تعمیر میں مدد لے۔

**وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد واله واصحابه اجمعین**

محمد مسعود ازہر

۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء

تہاڑ جیل، نئی دھلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مکتوباتِ خادم

اہم جہادی اور جماعتی معاملات پر لکھے گئے (۱۶) سولہ مکتوبات جہاد کو مقبول اور کامیاب بنانے......اور مشکل حالات سے نمٹنے کے انمول نسخے......اور جماعتی نظم وضبط قائم کرنے کے طریقے

# مکتوب (۱)

## راستہ، اسلحہ، جلسے

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم سب کو جیش محمد ﷺ کا سپاہی بنایا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جو ایک مجاہد کیلئے لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔ بعض چیزیں دیکھنے میں چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن وہ حقیقت میں بہت بڑی ہوتی ہیں۔ اسلامی احکامات پر مضبوطی سے عمل، نظم وضبط اور مقصد کے ساتھ وفاداری ہمارے جہاد کو طاقتور بنائے گی۔ اس بات کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے یہ مستقل کالم شروع کیا جارہا ہے۔ جیش کا ہر کارکن اس میں بیان کردہ گذارشات کو اپنے لیے مرکز کی طرف سے تنظیمی ہدایت سمجھ کر عمل کرے۔ آج کے اس کالم میں تین امور کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے:

(۱) مجاہدین امت مسلمہ کے خادم ہیں۔ پس ہمارے ہر عمل سے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ ہم مسلمانوں کیلئے رحم دل اور اسلام دشمنوں کیلئے بے حد سخت ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ جیش کے مرکزی قائدین کی کسی شہر میں آمد کے موقع پر بعض احباب موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر سامنے آنے والی ٹریفک کو دائیں بائیں ہٹا کر راستہ بناتے ہیں۔ بندہ کے خیال میں یہ عمل مسلمانوں کیلئے بے حد غیر منصفانہ اور تکلیف دہ ہے۔ ہر شخص کو راستے پر مساوی حق حاصل ہے۔ ہم تو حکمرانوں کے اس طرز عمل سے شاکی تھے چہ جائیکہ قوم کے غمگسار خادم، مجاہدین یہ کام شروع کردیں۔ ممکن ہے مجبوری کے بعض حالات میں شرعاً اس کا کچھ جواز نکلتا ہو لیکن موجودہ عام حالات میں ایسا کرنا مجاہدین کی شان کے خلاف ہے۔ جیش کے تمام منتظمین حضرات کارکنوں سے اس گزارش پر اہتمام سے عمل درآمد کرائیں۔

(۲) بعض غیر ذمہ دار افراد کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جلسوں میں (لائسنس والے) اسلحے کی نمائش کرتے ہیں اور اس پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک چھوٹے سے پستول

کوئی افراد شوقیہ طور پر ہاتھ میں لے کر لہراتے ہیں حالانکہ اس چیز کا جہاد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آج ہمارے دشمنوں نے اس پستول سے زیادہ خطرناک اسلحہ بنالیا ہے۔ اس لیے محض ایک پستول لہرانے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس طرح کے عمل سے کارکنوں میں دکھلاوا، ریاکاری اور اپنے مسلمان بھائیوں پر رعب ڈالنے جیسی موذی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اسلحہ دکھانے کی نہیں چلانے کی چیز ہے اور اسے مسلمانوں پر نہیں اسلام کے دشمنوں پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ اللہ کیلئے اپنے اندر سنجیدگی اور گہرائی پیدا کیجئے۔ ہمارا دشمن ہمارے خلاف سنجیدہ ہے جبکہ ہم بچگانہ چیزوں میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور یہ چیز ہمیں عمل سے کوسوں دور کردیتی ہے۔ جیش کے جلسوں اور اجتماعات میں اسلحے کی نمائش پر پابندی لگادی گئی ہے آپ حضرات اس کا اہتمام فرمائیں۔ یہی جہاد اور اسلحے سے محبت کا تقاضا ہے انشاء اللہ اس سے جہاد کو وقار اور رعب نصیب ہوگا۔

(۳) آج کل اس بات کا رواج بن چکا ہے کہ دینی جلسے رات گئے تک جاری رہتے ہیں ان جلسوں کے منتظمین حضرات کے ذہن میں اس کی ضرور کوئی حکمت ہوگی لیکن جیش محمد ﷺ اپنے جلسوں کی حد تک اس بات کا اہتمام چاہتی ہے کہ یہ جلسے زیادہ سے زیادہ رات کے گیارہ بجے تک ختم ہوجائیں تاکہ بیمار و کمزور افراد بھی ان ایمانی محفلوں میں شریک ہوسکیں۔ شرکاء جلسہ کی نماز فجر سستی کا شکار نہ ہو اور جن جلسوں میں خواتین کی شرکت ہوتی ہے وہ بسہولت گھروں کو واپس جاسکیں۔ اس اعلان کے بعد جیش کے تمام ذمہ دار اور کارکن جلسوں کے بروقت ختم ہونے کو یقینی بنانے کی کوشش کریں۔ چونکہ یہ معاملہ محنت طلب ہے اس لیے اس پر حتمی عمل کیلئے آج سے دو ماہ کا وقت دیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا نصیب فرمائے۔

والسلام

# مکتوب (۲)

## مقبول جہاد کی شرطیں

اس میں ذرہ برابر بھی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ مسلمانوں کیلئے اس دور میں سانس لینے سے زیادہ اہم اور ضروری ہے اور اسی فریضے کے عمومی احیاء میں امت مسلمہ کے مسائل کا حل پوشیدہ ہے اور اسی فریضے میں موت کے دہانے پر کھڑی مسلمان قوم کی زندگی ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ صرف وہی جہاد یہ سب کچھ کرسکتا ہے جو شریعت کے تقاضوں کے مطابق ہو بلکہ جہاد ہے وہی جو اسلامی احکامات کے مطابق ہو۔ ورنہ جہاد کے خالی خولی نعرے، بغیر عمل کے جہاد کا دعویٰ اور جہاد کے نام پر اسلامی اصولوں کے خلاف چلنے والی تحریکیں مسلمانوں کے کسی کام کی نہیں ہیں۔ اس مسئلہ کو اگر مثال سے سمجھنا ہو تو نماز کی مثال لے لیجئے۔ نماز اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے اور مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی فلاح اور کامیابی کا اس فریضے سے بے حد گہرا تعلق ہے۔ نماز مؤمن کے دل کو زندہ رکھتی ہے اور اس میں صفت حیاء پیدا کرتی ہے اسی طرح اہل ایمان کے اخلاق کی اصلاح بھی بغیر نماز کے ممکن نہیں ہے، نماز کے اور بھی بے شمار فائدے ہیں لیکن یہ فائدے صرف وہی نماز دے سکتی ہے جو شریعت کے مطابق ہو۔ بے وضو پڑھی جانے والی نمازیں یا رکوع، سجدے کے بغیر ادا کی جانے والی نمازیں مسلمانوں کے کس کام کی ہیں؟ اسی طرح اگر نماز میں خشوع کا اہتمام نہ ہو تو وہ نماز بھی مؤمن کے دل اور اخلاق پر اثر انداز نہیں ہوتی اس لیے ضروری ہے کہ نماز کو اس کے جملہ ارکان، شرائط، واجبات، سنن اور آداب کے ساتھ ادا کیا جائے تب نماز اپنا رنگ دکھائے گی اور مؤمن کو مخلوق کے سامنے جھکنے سے بے نیاز کردے گی۔ جہاد کا معاملہ بھی اسی طرح ہے جہاد مؤمن کو عظیم ترین بلندیوں پر بآسانی لے جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ جہاد شریعت کے اعلیٰ اور سنہری اصولوں کے عین مطابق ہو بس تمام ہم سفر مجاہدین کرام سے

درخواست ہے کہ وہ نہایت اہتمام کے ساتھ اس بات کا از سر نو جائزہ لیں کہ ان کا جہاد شریعت کے عین مطابق ہے یا نہیں؟ اس کیلئے سب سے پہلے اپنی نیت کو ٹٹو لیں کہ جہاد کیوں کر رہے ہیں؟ پھر اس بات کو دیکھیں کہ ان کے دل میں امیر کی اطاعت کا جذبہ کس قدر موجود ہے؟ اس کے بعد اس بات کا جائزہ لیں کہ ان کا اپنے ہم سفر مجاہدین کے ساتھ تعلق کیسا ہے؟ اور آخر میں اپنے دل سے پوچھیں کہ وہ جہاد کے راستے میں کتنی قربانی دینے کیلئے تیار ہے؟ اگر نیت اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کی ہو اور امیر کی شرعی اطاعت پر دل مکمل طور پر آمادہ ہو اور اپنے تمام رفقاء مجاہدین کیلئے خدمت، خیر خواہی اور امتیاز کا جذبہ دل میں مؤجزن ہو اور اسلام کی عظمت کی خاطر سب کچھ قربان کرنا محبوب ہو چکا ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس بات کا یقین کر لیں کہ انشاء اللہ ان کا جہاد خود ان کیلئے اور پوری امت مسلمہ کیلئے عظیم نعمت ہے لیکن اگر نیت میں مال کا سانپ اور نام ونمود کا بچھو بیٹھا ہو اور اطاعت امیر کے مقابلے میں اپنا ''نفس'' اور اپنی ''میں'' موجود ہو اور مجاہد رفقاء کیلئے دل نفرت اور زبان غیبت میں ملوث ہو اور قربانی دینے کی بجائے ذاتی حقوق، مال جمع کرنے کا نشہ دماغ پر سوار ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کیجئے اور اپنی اصلاح کی فکر کیجئے۔ یاد رکھیے کہ جس طرح مسجد میں گندگی اور غلاظت پھینکنا قابل نفرت جرم ہے اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے غیر شرعی طرز عمل سے جہاد اور مجاہدین کو نقصان پہنچانا انتہائی قابل نفرت جرم ہے۔ ایسا جرم جس کا انجام ذلت اور خسارہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس جرم عظیم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

# مکتوب (۳)

## چار سجدے

دو رکعت نماز میں چار سجدے ہوتے ہیں اور یہ چار سجدے انسان کو ساری مخلوق کے سامنے جھکنے، بکنے اور ناک رگڑنے سے بچالیتے ہیں۔ جی ہاں! دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھنے، رب کے حضور ماتھا بچھانے اور ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنے سے انسان غنی بھی ہوجاتا ہے اور مستغنی بھی۔ غنی اس طرح کہ یا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کو پورا فرمادیتے ہیں یا اس کی ضرورت ہی کو ختم فرمادیتے ہیں انسان کا کام ہوجائے یا وہ اس کا محتاج ہی نہ رہے۔ یہ دونوں باتیں انسان کیلئے نعمت ہیں۔ اور مستغنی اس طرح کہ جسے اپنے رب سے مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ آجائے اسے کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی بلکہ سچ یہ ہے کہ جو خالق و رزّاق سے مانگتے ہیں انہیں مخلوق کے سامنے جھولی پھیلانے سے گھن آتی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو مخلوق سے نہیں مانگتا وہ مخلوق کے شر سے بچا رہتا ہے اور خالق کی نوازشات کے مزے لوٹتا رہتا ہے۔ آج کا انسان نفس اور اسباب کا غلام ہے چنانچہ اس دور میں دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ کے ذریعے مسائل کا حل ہونا ایک مذاق معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ مذاق نہیں حقیقت ہے کہ دعا وہ طاقت رکھتی ہے جو ہوا، آگ، اور پانی میں نہیں ہے۔ دعا کی بدولت لوہا تک نرم ہوجاتا ہے اور ہوائیں تابع ہوجاتی ہیں۔ وہ خوش قسمت افراد جو نفس کے غلام نہیں بنے بلکہ انہوں نے نفس کو اللہ تعالیٰ کا غلام بنایا ہے اور جو اسباب کے غلام نہیں بنے بلکہ انہوں نے اسباب پر قابو پایا ہے وہ جانتے ہیں کہ دعا کتنی بڑی طاقت ہے۔ خود سوچئے اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات جیسی عظیم الشان مخلوقات کو عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے۔ (سورہ والذاریات)۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو عین

عبادت قرار دیا ہے (ترمذی)۔جبکہ بعض روایات میں دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے (ترمذی)۔اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی بندہ جب اس نکتے پر غور کرے گا تو پھر اسے دعا کی اہمیت کا اندازہ خود بخود ہو جائے گا پھر یہ بات بھی سمجھ میں آنے والی ہے کہ مسائل کو حل کرنے کی طاقت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ دعا سے راضی ہوتا ہے اور دعا نہ کرنے سے ناراض۔جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

جو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔(ترمذی)

جبکہ ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ عزیز کوئی عمل نہیں ہے۔(ترمذی)

دعا کی اسی اہمیت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دعا کا اہتمام کرنے کی تاکید فرمائی اور انہیں طرح طرح کی خوبصورت دعائیں خود سکھائیں اور یاد کرائیں اس کے بالمقابل شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمان دعا سے غافل رہیں یا دعا کو ایک رسم سمجھ کر ادا کریں چنانچہ ہمارا تجربہ ہے کہ دعاء اور مسواک سے روکنے کیلئے شیطان طرح طرح کے حربے آزماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ان دو عظیم المنفعت نعمتوں سے محروم رکھتا ہے۔چنانچہ آج نماز پڑھ کر لوگ اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح نعوذ باللہ کسی مصیبت سے بھاگا جاتا ہے۔اسی طرح دینداروں کا زور بھی وسائل واسباب پر زیادہ اور دعاء پر بہت کم ہے۔یہ صورت بہر حال سوائے محرومی کے اور کچھ نہیں ہے۔اور اس بارے میں کسوٹی یہ ہے کہ کوئی کام یا ضرورت پیش آنے کے بعد جس شخص کا ذہن پہلے دعا اور صلوٰۃ الحاجۃ کی صرف اور پھر اسباب کی طرف جاتا ہے یہ شخص ایمان کی مضبوط اور تسلی بخش حالت پر ہے لیکن جو شخص پہلے اسباب و وسائل میں سر مارتا ہو اور صرف مایوسی اور پریشانی کے وقت اس کی نظر دعاء پر جاتی ہو وہ شخص قابل اصلاح ہے۔اسے چاہئے کہ اپنی سوچ کا زاویہ سیدھا کرے ورنہ یہ بھینگی سوچ کسی بھی وقت اسے اسباب کے بارے میں اندھا کر سکتی ہے۔مجاہدین کرام تو اللہ تعالیٰ سے محبت

کرنے والے ہوتے ہیں چنانچہ انہیں دعاؤں کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے اور ہر حاجت کے لئے صلوٰۃ الحاجۃ کو معمول بنانا چاہیے۔اگر یہ اچھی عادت پڑگئی اور سوچ کا زاویہ اسباب سے مڑ کر مالک الاسباب کی طرف ہوگیا تو پھر دنیا آخرت میں وارے نیارے ہوجائیں گے۔دعا ایک قوت ہے ایک نعمت ہے اور ایک سعادت ہے لیکن تب، جب اسے مسلسل مانگا جائے،توجہ سے مانگا جائے، رب کی قوت کا یقین رکھ کر مانگا جائے اور لا کا جھاڑو پھیر کر دل کو غیر اللہ سے پاک کرکے مانگا جائے۔

یا اللہ! ہم سب جہاد کے نام لیواؤں کو دعا سکھا دے، دعا سمجھا دے اور دعا کو ہماری غذا بنا دے۔آمین یارب الشہداء والمجاہدین

والسلام

# مکتوب(۴)

## طہارت ونظافت اور مجاہدین

اللہ تعالیٰ پاک ہے اس نے ہمیں پاک دین دیا ہے اور وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ہم خوب سیم خوب تر پاکی حاصل کریں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطهرین۔ (البقرہ ۲۲۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت فرماتا ہے پاک وصاف رہنے والوں سے۔

مدینہ منورہ کے مضافات میں قباء نامی بستی ہے یہ اب مدینہ منورہ شہر کا حصہ ہے اس علاقے کے مردوں کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید جیسی کتاب میں تعریف فرمائی ہے۔اہل قباء کو یہ قابل رشک عظیم سعادت ان کی طہارت پسندی کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فیه رجال یحبون ان یتطهروا واللّٰہ یحب المطهرین۔ (التوبہ۱۰۸)

ترجمہ:اس (بستی) میں ایسے مرد ہیں جو بڑے پاکیزگی پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک وصاف رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

قرآن مجید کی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک احادیث میں بھی طہارت اور صفائی دونوں پر خوب زور دیا گیا ہے اور بعض صحیح احادیث میں تو طہارت کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا ہے۔اسی طرح ایک روایت میں اسے نصف ایمان بھی قرار دیا گیا ہے۔پھر قرآن وسنت نے صرف طہارت اور پاکی کے فضائل ہی بیان نہیں فرمائے بلکہ اس کے طریقے اور اس سے غفلت کے نقصانات بھی بتائے ہیں،مثلا حدیث شریف میں پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کو

عذاب قبر کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ آپ اسلام کے احکامات کو غور سے دیکھئے آپ کو اندازہ ہوگا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کے ظاہر اور باطن دونوں کو پاک وصاف رکھنے کیلئے بہت اعلیٰ ترتیب بنائی ہے۔ مثلاً:

(۱) وضو کا حکم اور عام حالات میں باوضو رہنے کی فضیلت

(۲) غسل کی اہمیت، ضرورت، فضیلت اور احکام

(۳) مسواک کے ذریعے منہ کی پاکی اور خوشبو کا انتظام

(۴) غسل کے دوران جوڑوں کو خاص طور پر دھونے اور رگڑنے کی تاکید

(۵) کپڑوں اور جگہوں کو پاک رکھنے کا حکم

(۶) خوشبو کے استعمال کی ترغیب وفضیلت

(۷) کتے کے منہ مارنے کی صورت میں برتنوں کو دھونے کی خاص ترتیب

(۸) نفاست کی مستقل ترغیب

(۹) طہارت کو ایمان کا جزو قرار دینا

یہ موضوع بہت تفصیل طلب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مسلمان جتنا ایمان والا ہوگا اسی قدر اسکے دل میں طہارت، پاکیزگی اور صفائی کی اہمیت ہوگی۔ پس اسی مختصر مگر جامع بات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجاہدین کو چاہئے کہ وہ طہارت اور صفائی کا بھرپور خیال رکھیں اور اپنے مزاج کو اس ایمانی نعمت کا خوگر بنائیں۔ ابتدائی طور پر اپنے مزاج کو پاکی اور صفائی کا عادی بنانے کیلئے انشاء اللہ درج ذیل اقدامات مفید ثابت ہوں گے:

(۱) پیشاب اور قضائے حاجت کے بعد اچھی طرح سنت کے مطابق استنجاء کیا جائے اور اپنے کپڑوں اور جسم کو گندگی کے چھینٹوں اور قطروں سے بچانے کا خاص اہتمام کیا جائے۔

(۲) اپنے کپڑوں کو پاک اور صاف رکھا جائے، میلا ہونے یا بدبودار ہونے سے پہلے انہیں اتار کر دھولیا جائے۔ یاد رہے کہ بدبودار کپڑں میں نماز پڑھنا ہماری نماز کو خراب کردیتا ہے اور

دل سے عبادت کی اہمیت نکل جاتی ہے اسی طرح بدبودار جسم یا کپڑوں کی وجہ سے ساتھ رہنے اور ملنے جلنے والوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ ایک مجاہد کسی مسلمان کیلئے تکلیف کا باعث بنے یہ بات قطعاً مناسب نہیں ہے۔

(۳) ہفتے میں کم از کم ایک بار ضرور غسل کیا جائے اور اپنے جوڑوں کو مل مل کر دھویا جائے، اسی طرح اپنی داڑھی اور بالوں کی صفائی اور ستھرائی کا خاص خیال رکھا جائے اور خصوصی طور پر اپنی پگڑی اور ٹوپی کو صاف رکھا جائے یاد رہے کہ یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں ہیں اس لیے ان کا اکرام یہی ہے کہ انہیں خوب صاف ستھرا رکھا جائے۔

(۴) مسواک کا خاص اہتمام کیا جائے ہر وضو کے ساتھ، کھانے کے بعد، سونے سے پہلے اور دیگر مقامات پر اس دینی نعمت کا بھرپور نفع اٹھایا جائے۔ مسواک کے ستر سے زائد فوائد کو کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے اور بعض صحابہ کرام کا یہ معمول بھی مذکور ہے کہ وہ مسواک کو اس طرح اپنے کان پر رکھتے تھے جس طرح کاتب قلم کو رکھتا ہے تاکہ مسواک سے غفلت نہ ہو جائے۔ آج بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جب تک منہ سے بدبو نہ آئے اس وقت تک انسان ببر شیر نہیں بن سکتا حالانکہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ منہ کی بدبو کی وجہ سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور رفقاء کو بھی اور طرح طرح کی بیماریاں بھی جنم لے لیتی ہیں۔ مجاہدین کو چاہئے کہ مسواک کی حفاظت اپنے اسلحہ کی طرح کریں۔ پھر چونکہ شیطان کو مسواک سے چڑ ہے اور وہ مسواک سے غافل کرتا رہتا ہے اس لیے جیش کے منتظمین کو چاہئے کہ خود بھی مسواک کا اہتمام کریں اور ترغیب ونگرانی کے ذریعے اسے مجاہدین میں رواج دیں۔ مرکزی ناظمین اپنے شعبوں میں ہر ہفتے کم از کم ایک بار مسواک کے اہتمام کا جائزہ لیں جب کہ صوبائی اور ضلعی منتظمین بھی اس بارے میں ترغیب اور نگرانی کا اہتمام کریں۔

(۵) اپنے دفاتر، مراکز اور رہائش گاہوں کو خوب صاف ستھرا اور پاک رکھیں اور اس سلسلے میں ہر ساتھی صفائی کرنے کو اپنی سعادت سمجھے۔ دفاتر میں، بستر سے اٹھتے ہی اسے لپیٹنے، کمروں

اور برتنوں کی صفائی کرنے، جوتوں کو ان کی جگہ پر سلیقے سے رکھنے اور بیت الخلاء میں غسل خانوں کو صاف رکھنے کی ترتیب بنائی جائے۔ ہم نے اپنے بعض اکابر کے بارے میں سنا ہے کہ وہ خود رات کو اٹھ کر مدارس کے بیت الخلاء صاف فرمایا کرتے تھے۔ جیش کے ذمہ داروں کو ان اکابر سے سبق لینا چاہئے اور صفائی کے معاملہ میں خود آگے بڑھ کر پہل کرنی چاہئے آج کل مجاہدین کے بعض دفاتر جنگل کے شیروں کی کچھاریں نظر آتے ہیں یہ صورتحال اسلام کے منافی اور بے حد ناپسندیدہ ہے۔ مجاہدین کی مصروفیات اپنی جگہ لیکن اسلام کے اس حکم کو بھی بھرپور طریقے سے بجالانا سب کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح دفتر کے بستروں اور چادروں کو پاک رکھنا فرش کو پاک رکھنا یہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ناپاکی پر شیطان کا سایہ پڑتا ہے۔ جبکہ فرشتے پاک جگہوں کو پسند کرتے ہیں۔ ہماری تمام مجاہدین سے تاکیدی گزارش ہے کہ یہ مکتوب پڑھتے ہی صفائی ستھرائی اور پاکی کا نظام بنائیں اور اسلام کے اس اہم حکم کو حقیر نہ سمجھیں۔

(۶) تمام مجاہدین زیادہ سے زیادہ باوضو رہنے کا اہتمام کریں اور غسل جنابت کے بارے میں زیادہ تاخیر قطعاً نہ کیا کریں اسی طرح رات کو باوضو سونے کی کوشش کیا کریں۔

یہ ہے پاکی اور صفائی کا مختصر نصاب جبکہ مونچھوں کو کترنا، ناخنوں کو کاٹنا، زائد بالوں کو مونڈنا اور اپنے گردوپیش کو پاک رکھنا بھی ایسی چیزیں ہیں جن سے غفلت سخت نقصان دہ ہے۔ یا اللہ تو ہم سب کو ظاہری اور باطنی پاکی اور پاکیزگی عطاء فرما اور ہمیں توّابین (توبہ کرنے والوں) میں سے بنا، تاکہ ہمارا باطن پاک ہوتا رہے اور ہمیں مطّہرین (طہارت اور پاکی کا خوب اہتمام کرنے والوں) میں سے بنا تاکہ ہم تیرے محبوب بن جائیں۔ یا اللہ تو ہمیں توفیق عطاء فرما کہ ہم اپنے دل کو، جسم کو، کپڑوں کو، دفاتر ومرکز کو اور پورے معاشرے کو پاک بھی رکھیں اور صاف بھی۔ آمین یارب الشہداء والمجاہدین

والسلام

# مکتوب (۵)

## دین کامل اور مجاہدین

دین کا کام کرنے والوں کو ہر وقت اس بات کی فکر رکھنی چاہئے کہ ان کا کام اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو اور اس کام میں کوئی ذاتی غرض پیدا نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں دینی کام کی قبولیت کی کئی نشانیاں ہیں آج کی مجلس میں ایک اہم نشانی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

دین کے کام کے قبول ہونے کی ایک نشانی یہ ہے کہ کام کرنے والے کے دل میں اللہ تعالیٰ کے مکمل دین کی محبت پیدا ہو جائے اور اسے دین کے تمام شعبوں میں کام کرنے والے لوگوں سے الفت ہو جائے۔ جہاد کا کام کرنے والے خوش نصیب مجاہدین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنا محاسبہ کر کے دیکھیں ان میں قبولیت کی یہ نشانیاں پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ اسی طرح مجاہدین کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دین کے کسی ایک شعبے سے منسلک ہونے کے بعد باقی شعبوں کی اہمیت کا انکار کرنا یا ان شعبوں میں اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کرنے والوں کو حقیر جاننا ایک خطرناک قسم کی گمراہی ہے اور اس گمراہی سے خود کو اور اپنے حلقہ اثر کو بچانا از حد ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جہاد اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے اور یہ مسلمانوں پر نماز روزے کی طرح فرض ہے اور اس کا منکر کافر اور اسے فرض عین ہونے کے بعد بلا عذر چھوڑنے والا فاسق ہے۔ اور اس کے بارے میں کج بحثی کرنے والا گمراہ ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاد کے علاوہ دین کے اور بھی بہت سے شعبے اور کام ہیں اسلام میں تلوار بھی اہم ہے اور مسواک بھی، اسلام میں قتال کی بھی ضرورت ہے اور تبلیغ کی بھی، اسلام نے لڑنے کا حکم بھی دیا ہے اور علم سیکھنے اور سکھانے کا

بھی۔غرض یہ کہ اسلام کسی ایک شعبے کا نہیں پورے دین کا نام ہے۔ایسا دین جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس میں انسان کی ہر ضرورت کے مطابق احکام موجود ہیں۔اچھا مسلمان وہی ہے جو پورے دین کو مانتا ہے پورے دین سے محبت رکھتا ہے اور پوے دین پر عمل کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ لوگ جو دین کے کسی ایک شعبے کو مقصود بنا کر دوسرے شعبوں کی اہمیت گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں وہ لوگ گمراہی کے گڑھوں میں جا گرتے ہیں اور دین کو فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچاتے ہیں یہ لوگ دین کے نہیں کسی ایک مخصوص شعبے کے وفادار ہوتے ہیں اور ایسے وفاداروں کی امت مسلمہ کو قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

مجاہدین کرام سے گزارش ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مکمل دین سے محبت رکھیں اور جس چیز کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ یہ دین کا حصہ ہے اس پر عمل کی پوری کوشش کریں اور دین کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے افراد کو محبت اور احترام کی نگاہ سے دیکھیں اور کبھی غلطی سے بھی دین کے کسی کام کی مخالفت نہ کریں۔مدارس میں دینی علوم پڑھانے والے علماء کرام، مساجد میں نماز پڑھانے والے اور خطبہ ووعظ دینے والے ائمہ اور خطباء کرام گلی گلی کوچہ کوچہ اللہ تعالیٰ کے دین کے احکامات پہنچانے والے تبلیغی حضرات، ذکر کی محفلیں زندہ کر کے اصلاح نفس کیلئے محنت کرنے والے صوفیاءِ عظام، اپنی راتوں کو دن بنا کر کاغذ وقلم کے ذریعے امت تک دین کے احکامات پہنچانے والے مصنفین و محققین حضرات، اسلامی احکامات کے مطابق مخلوق خدا کی خدمت کرنے والے خدام کرام، قرآن مجید کا نور پھیلا کر جہالت کے اندھیرے مٹانے والے حفاظ، قراء اور خدام القرآن، مساجد میں اذان کی توحیدی صدا بلند کرنے والے مؤذن حضرات، مساجد ومدارس کی صفائی کرنے والے خدام، دینی رسالے، جرائد اور کتابیں لکھنے چھاپنے تقسیم کرنے اور پھیلانے والے محنتی مسلمان یہ سب ہماری نظر میں محترم ومکرم ہونے چاہئیں۔اور تو اور حضرت بنوری رحمہ اللہ کے بقول اگر کوئی شخص مسجد کے نمازیوں کو استنجے کے ڈھیلے فراہم کرتا ہے تو وہ بھی قابل رشک واحترام ہے۔کیونکہ ہمارا دین سارے کا سارا بہت پیارا ہے اور بہت

محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی سے خوش ہوتا ہے تو اس سے اپنے پیارے دین کا کوئی کام لے لیتا ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے دین کا کوئی بھی کام سرانجام دیتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس سے محبت کی جائے اور اس کا احترام کیا جائے۔

پھر مجاہدین کرام تو پورے دین کے محافظ ہیں اور محافظ چوکیدار کا کام حفاظت ہے مخالفت نہیں اس لیے آپ دین کا کام کرنے والوں کے محافظ و معاون و مددگار بنیں مخالف ہرگز نہیں۔ آپ سب مسلمانوں کو جہاد کی دعوت ضرور دیں مگر کسی دینی کام کی اہمیت اور حیثیت کم نہ کریں۔ بلکہ تمام دینی کاموں کو آپ کے ذریعے قوت ملنی چاہیئے یہ آپ کی شرعی ذمہ داری ہے اور آپ کیلئے تنظیمی ہدایت بھی، یہی نہیں بلکہ آپ دین کے کسی بھی شعبے یا دین کی خدمت کرنے والے کسی بھی فرد کی ہرگز ہرگز مخالفت نہ کریں بلکہ تمام دینی کاموں سے محبت رکھیں اور جہاد پر قائم رہتے ہوئے پورے دین پر عمل کی بھرپور کوشش کریں۔

والسلام

# مکتوب(٦)

## مجاہدین کے چار دشمن اوران کا علاج

جہاد اور ذکر لازم وملزوم ہیں مجاہد جب ذکر چھوڑ دیتا ہے تو وہ جہاد جیسے مبارک عمل کے قابل نہیں رہتا اوراس کے دشمن اس پر غالب ہو جاتے ہیں۔اس لئے جو شخص بھی جہاد پر قائم رہنا چاہتا ہے اسے خود کو ذکر کی حلاوت سے آشنا کرنا ہوگا اسی طرح جو مجاہد اپنے جہاد کو کامیاب بنانا چاہتا ہے تو اسے بھی ذکر کی کثرت کرنی ہوگی ،مجاہد کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس کے چار دشمن ہیں اوران چاروں دشمنوں سے بچنا اورانہیں زیر کرنا بغیر ذکر کے ممکن نہیں ہے۔

پہلا دشمن: نفس ہے جو ہر وقت جہاد سے روکتا رہتا ہے ،دل میں بزدلی پیدا کرتا ہے ، گناہوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے، دنیا کی نعمتیں مال،اولاد یاد دلا کر شہادت کا شوق ختم کرتا ہے۔دنیا کی شہوات اور لذات میں لگا کر دل میں موت کا خوف پیدا کرتا ہے۔

دوسرا دشمن : شیطان اوراسکی شیطانی طاقتیں ہیں جو مجاہدین کی نیت اور نظر کو بھٹکانے اوران کے دلوں میں دشمن کا رعب اورخوف پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں ۔

تیسرا دشمن: وہ منافقین جو نام کے مسلمان اوردل ودماغ کے کافر ہوتے ہیں اوروہ ہر وقت مجاہدین کو ستانے ، پریشان کرنے ،ان میں اختلاف ڈالنے،ان پر طرح طرح کی پابندیاں لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

چوتھا دشمن: وہ اسلام دشمن قوتیں ہیں جن کے خلاف مجاہد برسرِ پیکار ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ قوتیں اس مجاہد کو ختم کرنے اور پکڑنے کو اپنی زندگی کا اولین مقصد سمجھتی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جہاد کے بے شمار فضائل اوراس کے بلند ترین مقام کے باوجود یہ حقیقت ہے

کہ ہر مجاہد چار دشمنوں کے مدمقابل صف آراء ہوتا ہے اور یہ چاروں دشمن باہمی اتحاد کے ساتھ مجاہد کو ختم کرنے، جہاد سے ہٹانے اور اسکا نظریہ عزم سے مایوسی کی طرف پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان چاروں دشمنوں میں سے پہلے تین کو شکست دینا مجاہد کے ذمہ لازم ہے جبکہ چوتھے دشمن کے ساتھ لڑنا ہی کافی ہے فتح ہو یا شکست، قاتل ہو یا مقتول ہر حال میں مجاہد کو حقیقی کامیابی نصیب ہو جاتی ہے، تو کیا خیال ہے: ایک مجاہد اکیلا یہ چومکھی جنگ لڑسکتا ہے؟ جی ہاں :لڑسکتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ ہو اور اللہ تعالیٰ کی مدد اتارنے کیلئے ذکر سے زیادہ بہترین ذریعہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا، نمازوں کو ان کے اوقات میں اہتمام کے ساتھ باجماعت پڑھنا ہر موقع کی مسنون دعاء کا اہتمام کرنا، تلاوت کلام پاک رغبت اور ذوق وشوق کے ساتھ کرنا، استغفار، کلمہ اور درود شریف کو ورد بنانا، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے امیر کی اطاعت اور ساتھیوں کی خدمت کرنا، ہر گناہ سے بچنے کا خوب خوب اہتمام کرنا یہ سب باتیں ذکر اللہ میں آتی ہیں اور ان میں سے کسی میں بھی سستی کرنا ذکر میں سستی کرنا ہے پھر اس سے بڑا درجہ یہ ہے کہ نوافل کا اہتمام کرنا اور ہر وقت اپنے دل اور زبان کو ذکر میں مشغول رکھنا، یہ وہ مقام ہے جو مجاہد کو جس قدر حاصل ہوگا اس قدر اس کا جہاد مضبوط، مؤثر اور مقبول ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ جہاد کے دفاتر کو جلد از جلد مساجد کے پڑوس میں منتقل کیا جائے اور ہر مجاہد خود کو اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو ذکر کی دعوت دیتا نظر آئے اور اگر کوئی مجاہد اپنی ذات کے تقاضوں سے باہر آ کر تو تو میں میں کے ماحول سے نکل کر غور کرے کہ جہاد کتنی بڑی نعمت ہے اور مجاہد کا مقام کتنا بڑا ہے تو یقیناً اسکا سر شرم سے جھک جائے گا اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے نہیں تھکے گا اور اس کی زبان مالک کے شکر اور اس کی حمد وثناء سے ہر وقت تر رہے گی۔

والسلام

# مکتوب (۷)

## تین خطرناک بیماریاں

جہاد کی کوئی بھی خدمت ایک انمول سعادت ہے اور جہاد کی خدمت کرنے والے دنیا اور آخرت میں بہت کچھ پاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے خوب اجر کماتے ہیں۔لیکن اس کے برعکس جہاد کو نقصان پہنچانے والے جہاد کے پاکیزہ رستے کو گندا کرنے والے......اور جہاد میں فتنے ڈالنے والے بہت کچھ کھوتے ہیں......اور طرح طرح کی ذلتیں،خواریاں اور ناکامیاں ان کا مقدر بنتی ہیں......اس لئے جہاد کا کام کرنے والے ہر ذمہ دار کارکن پر لازم ہے کہ وہ اپنا محاسبہ کرے......اور اس بات کا جائزہ لے کہ وہ جہاد کی خدمت کررہا ہے یا اسے نقصان پہنچا رہاہے......تین بیماریاں ایسی ہیں جن میں مبتلا ہونے والے شخص کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ جہاد کے کام کی کوئی ذمہ داری قبول کرے......پس جو شخص ان تین بیماریوں میں سے کسی ایک میں بھی مبتلا ہوگا اور پھر وہ جہادی ذمہ داری کے ساتھ بھی چمٹا رہے گا ایسا شخص......فریضہ جہاد پر ظلم کرنے والا مجرم ہوگا......وہ تین بیماریاں یہ ہیں......

(۱) عہدے اور اختیارات حاصل کرنے کا شوق (۲) بے حیائی کے عملی کاموں میں مبتلا ہوجانے کا مرض (۳) اجتماعی اموال میں خیانت، بے احتیاطی،غفلت و کمزوری......

(۱) عہدے اور اختیارات حاصل کرنے کا شوق ایک مجاہد سے اخلاص کا جوہر چھین لیتا ہے تب وہ اجتماعیت کو توڑتا ہے، بے انصافی کرتا ہے، اپنی ناک کی خاطر مجاہدین کا استحصال کرتا ہے، اپنے ذمہ داروں کو حقیر بنانے کیلئے انکی غیبت کرتا ہے اور اپنے حلقے کو مضبوط بنانے کیلئے اسلام اور جہاد کو نقصان پہنچاتا ہے...... یہی وہ ظالم شوق ہے جس میں پڑ کر قیمتی افراد بے قیمت

ہوجاتے ہیں اور ایک مجاہد پر سے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور نور کا سایہ اٹھ جاتا ہے...... کیونکہ جہاد میں منوانا کمال نہیں ماننا کمال ہے......اور خود کو آگے لانا کمال نہیں بلکہ خود کو مٹانا کمال ہے......

ایک قیمتی مجاہد پر شیطان کا سب سے پہلا حملہ یہی ہوتا ہے کہ...... وہ اسے زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل کرنے اور اپنے ذمہ داروں کی نافرمانی پر کھڑا کرتا ہے اور اسے ابتدأً یہ سمجھاتا ہے کہ......اس میں جہاد کا فائدہ ہوگا......اس سے کام بڑھے گا......حالانکہ پوری اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ اس سے کبھی بھی...... کسی کو کوئی دینی یا جہادی فائدہ نہیں ملا......البتہ کئی مخلص......اس شیطانی جال میں پھنس کر ریا کار، شہرت پسند اور باغی بن گئے...... یاد رکھیے! دو چار آدمیوں کا اپنے گرد جمع کر لینا یا دو چار افراد کا واہ واہ کر دینا کسی کو دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ لوگ تو شیطان کے گرد بھی جمع ہوجاتے ہیں اور کسی ناپاک گندے اور ننگے انسان کو بھی اپنا پیشوا بنا لیتے ہیں......

اس بیماری سے سخت بچنے اور پناہ مانگنے کی ضرورت ہے......اور جو اس میں مبتلا ہو اسے چاہیے کہ اپنا عہدہ اور منصب چھوڑ کر بغیر ذمہ داری کے محاذ کا رخ کرے......تاکہ وہ دنیا میں جہاد کو نقصان پہنچانے سے اور آخرت میں جہنم میں جلنے سے بچ جائے...... یا اللہ! تو ہم سب کی اس مرض سے حفاظت فرما......

(۲) بے حیائی کے خیالات اور وسوسے وہ دوسرا پھندا ہے جو شیطان ایک مجاہد کے گلے میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر خیالات اور وسوسوں کو جھٹکنے، بھگانے اور ان سے نفرت کرنے کی طاقت موجود ہو تو کوئی بڑا خطرہ انسان پر مسلط نہیں ہوتا اور جو لوگ اپنے دل اور آنکھوں کو پاک رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے دل میں یہ عزم ہوتا ہے کہ وہ بے حیائی کے کسی عملی کام میں مبتلا نہیں ہونگے ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ نصرت فرماتا ہے اور ابتداء میں کچھ عرصہ مجاہدہ اور تکلیف برداشت کرنے کے بعد ان کے لئے بے حیائی سے بچنا اس طرح آسان ہوجاتا ہے جس طرح ایک عام مسلمان کے لئے سور کے گوشت سے بچنا آسان ہوتا ہے کہ طبعی نفرت کی وجہ سے دل اس کی طرف مائل نہیں ہوتا......

لیکن اگر معاملہ وسوسے اور خیالات سے بڑھ کر عملی گناہ تک پہنچ گیا ہو تو ایسے اشخاص کیلئے قطعاً جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی جہادی یا دینی ذمہ داری قبول کریں۔ اور تو اور ایسے اشخاص کیلئے بچوں کو قرآن پڑھانے کی ذمہ داری یا کسی دفتر کی نظامت قبول کرنا بھی حرام ہے...... ایسے اشخاص کو چاہئے کہ وہ آسمانی پتھروں اور عذاب سے بچنے کیلئے فوراً بغیر کسی ذمہ داری کے محاذ جنگ کا رخ کریں اور خوب توبہ کر کے اپنی جان کو ان خطرات میں ڈالیں جو شہوات کو ختم کرنے والے ہیں لیکن...... اگر ان اشخاص نے اپنی کمزوری جاننے کے باوجود کوئی دینی یا جہادی ذمہ داری قبول کر لی اور پھر ان لوگوں کو اپنی بے حیائی کا نشانہ بنایا جو دین اور جہادی نسبت سے ان کے ماتحت یا مامور تھے تو یہ خطرناک گناہ ہوگا کہ قرآن اور جہاد کے ذریعے طاقت حاصل کر کے دوسرے انسانوں کو بے حیائی کا نشانہ بنایا جائے...... حقیقت میں یہ وہ گناہ ہے جس سے موت کروڑوں گنا بہتر ہے...... اور ایسے اشخاص پر قرآن بھی لعنت بھیجتا ہے اور جہاد بھی ...... یاد رکھیے جہاد عزتوں کا محافظ ہے اور دنیا میں حیاء کو طاقت دینے کا ذریعہ ہے۔ لیکن اگر جہاد کو بے حیائی کیلئے استعمال کیا گیا تو پھر جہاد اپنا انتقام لینا بھی جانتا ہے...... اللہ کیلئے ...... اللہ کیلئے جہادی مراکز، دفاتر اور اداروں کو ہر طرح کی بے حیائی سے پاک رکھنے کیلئے خوب محنت کی جائے...... اور وہ لوگ جو بے حیائی کے مرض میں مبتلا ہیں وہ ان مقامات کو چھوڑ دیں ورنہ اللہ تعالیٰ کا غضب بہت سخت ہے...... لیکن توبہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور مجاہدین کا پاکیزہ نظام الحمد للہ لوگوں کی اصلاح کر رہا ہے...... دو چار گندی مچھلیوں کی وجہ سے ...... یہ پاک تالاب گندہ نہ ہو...... اس کی خوب کوشش کی جائے اور اس طرح کے امراض میں مبتلا افراد خود اللہ تعالیٰ کا خوف کھا کر جہادی انتظامات، دینی مدارس، خانقاہوں اور دینی اداروں کو چھوڑ کر اپنی اصلاح کی فکر کریں...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہری و باطنی بے حیائی سے مرتے دم تک محفوظ رکھے......

(۳) مجاہدین کے گلے میں شیطان کی طرف سے ڈالا جانے والا سب سے خطرناک پھندا

اموال میں خیانت، بے احتیاطی اور غفلت کا پھندا ہے...... ابتداء میں ہر مجاہد اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے جہاد میں آتا ہے پھر شیطان بعض مجاہدین کے دلوں میں دنیا کی محبت ڈالتا ہے اور انہیں اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ اموال میں سے بغیر اجازت کچھ قرض نکال کر رکھ لیں۔ پھر جب حالات اچھے ہوں گے تو یہ قرضہ ادا کر دیا جائے گا...... اس کے بعد گاڑیوں اور دیگر سہولیات کی محبت ڈالی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ جہنم کے انگارے کھانے تک نوبت پہنچ جاتی ہے...... یہ خطرناک ترین مرض مجاہدین کو شہداء کے خون کا تاجر بنا دیتا ہے...... اس مرض کا علاج بہت ضروری ہے اور اموال میں مکمل احتیاط فرض ہے۔ جو شخص جہاد میں ایک تسمے کی خیانت کرے گا اس کیلئے بھی جہنم کی وعید ہے اور جو عہدیدار خیانت کرنے والوں کی خیانت کو چھپائے گا یا خائنوں کو تحفظ دے گا وہ بھی اس خیانت میں برابر کا شریک ہوگا......

ہر مجاہد پر فرض ہے کہ فوراً اپنا محاسبہ کرے...... کیا میں دنیا کی محبت میں گرفتار تو نہیں ہو گیا ہوں؟...... کیا میں اپنے مال کی قربانی دینے کیلئے تیار ہوں؟...... کہیں میرے دل میں دنیا کے اسباب کی محبت گھر تو نہیں کر گئی؟...... کہیں چپکے چپکے اجتماعی مال میں خیانت تو نہیں کر رہا؟...... اگر دل صاف ہو تو شکر ادا کریں اور اگر مال کا چسکا لگ گیا ہو...... یا خیانت کا مرض پیدا ہو گیا ہو تو...... ایسے افراد کے لئے کسی جہادی یا دینی ذمہ داری پر رہنا جائز نہیں ہے۔ اگر وہ اپنی آخرت تباہی سے بچانا چاہتے ہیں تو فوراً ذمہ داری چھوڑ کر...... جہاد کی واجب الاداء رقم ادا کر کے...... اگلے مورچوں کا رخ کریں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے اور جہاد کا مال زہر سے بھی زیادہ کڑوا...... اور مہلک ہے...... یہ تھا ان تین بیماریوں کا مختصر تذکرہ جن کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کیلئے جہاد یا دین کے کسی شعبے کی کوئی ذمہ داری یا عہدہ قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ہم سب موت کے منہ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں...... ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی آخرت کی فکر کریں اور دنیا کے حقیر مفادات کی خاطر اپنی بڑی زندگی کو خراب نہ کریں...... ہمیں چاہئے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں اور جہاد کے کام کو خوب فائدہ پہنچائیں۔ لیکن

اگر ہم مذکورہ بالا بیماریوں کا شکار ہیں تو پھر ہم ...... کسی کے کہنے سننے سے گھبرانے کی بجائے...... اپنی اصلاح کی فکر کریں اور اس بات کی بھرپور کوشش کریں کہ جہاد کے کام کو ہماری ذات سے کوئی نقصان نہ پہنچے ...... یا اللہ! تو ہم سب کی اصلاح فرما...... اور جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام اور لشکر کو ہر طرح کی خرابی اور بدنامی سے محفوظ فرما...... اب تک جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرا اکرم ورحم نظر آرہا ہے...... آئندہ بھی اس کی نصرت اور حفاظت فرما...... آمین یا رب الشہداء والمجاہدین۔

والسلام

# مکتوب (۸)

## جہادی دفاتر کا نظام

میرے ہم مشن ساتھیو!

عیدالاضحیٰ کے موقع پر آپ حضرات نے جس محنت اور جانفشانی کے ساتھ کام کیا اس پر آپ اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھیں۔ میں اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ وہ آپ حضرات کو اپنے شایانِ شان اجر وثواب عطا فرمائے اور زندگی کے آخری لمحے تک مجھے اور آپ کو جہاد کے ساتھ وابستہ رکھے اور ہم سے ایسا کام لے جو رب کو راضی کرنے والا اور امت مسلمہ کے ارمانوں کو پورا کرنے والا ہو۔

عیدالاضحیٰ کی مصروفیات کے بعد اب ہمارا اگلا قدم ملک بھر میں کام کو مزید منظّم کرنے کا ہے اس سلسلے میں کئی اہم اقدامات پیش نظر ہیں جن کا ان شاء اللہ عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔ سر دست آپ حضرات سے گذارش ہے کہ اپنے دفاتر کو جلد از جلد منظّم کریں جس کیلئے فوری طور پر درج ذیل امور کی طرف توجہ ضروری ہے:

۱- ٹیلیفون پر ہمیشہ کوئی ذمہ دار اور بااخلاق ساتھی بٹھائیں تاکہ رابطہ کرنے والوں کا مقصد کما حقہ پورا ہو سکے۔

۲- دفتر میں آنے والے افراد کا خوشدلی، خوش مزاجی اور تپاک سے استقبال کریں اور فوری طور پر ان سے دفتر میں تشریف لانے کا مقصد پوچھیں اور وقت ضائع کئے بغیر ان کے مقصد کی تکمیل کی کوشش کریں۔

۳- ہم نے جہادی اموال میں احتیاط کی وجہ سے یہ قانون بنایا ہے کہ دفتر میں آنے والے

ہر فرد کا کھانے یا چائے سے اکرام نہ کیا جائے یہ قانون خود ان مہمانوں کیلئے بھی مفید ہے کہ وہ جہاد کے اموال کے مستحق نہیں ہوتے ،اس قانون کو تمام دفاتر میں مضبوطی کے ساتھ جاری رکھا جائے البتہ اس میں اخلاقی طور پر بعض امور کا خیال رکھا جائے مثلاً دفتر میں کام کرنے والے ساتھی مہمانوں کے سامنے کھانا نہ کھائیں ۔ دینی طور پر معزز مہمانوں کا اکرام (اگر استطاعت ہو تو) کوئی ساتھی اپنے ذاتی خرچ سے کرلیں۔ یاد رہے کہ یہ قانون ہر مسلمان کو پسند آئے گا بشرطیکہ دفتر میں آنے کے بعد اسکے ساتھ پورے اخلاق سے پیش آیا جائے اور جس کام کیلئے وہ آیا ہے وہ فوری طور پر نمٹا دیا جائے۔

۴- دفاتر میں کام کے اوقات مقرر کئے جائیں اور منتظم صاحب کچھ وقت کیلئے دفتر میں ضرور بیٹھیں اور یہ وقت طے شدہ اور مقرر ہو اور اس کا اعلان لکھ کر دفتر میں لگا دیا جائے۔

۵- ہر ضلع ،تحصیل ،دیہات اور محلے کے دفاتر تربیت یافتہ افراد کی فہرست بنانا شروع کردیں اور آئندہ ایک ماہ تک یہ کام مکمل کرلیں۔

۶- علاقے میں موجود تربیت یافتہ ساتھیوں اور معاونین سے روزانہ کا کچھ وقت لیا جائے جو وہ دفتر کی ترتیب کے مطابق مختلف کاموں مثلاً دفتری امور، علاقوں، دعوتی چلت پھرت اور تعلیم وتعلّم میں گذاریں۔

۷- دفاتر میں روزنامہ لکھنے کا پختہ معمول بنایا جائے۔

۸- دفاتر کو مساجد میں منتقل کرنے کی محنت شروع کی جائے۔

۹- ہماری تنظیم کے نام میں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے اس لئے بے ادبی اور بے حرمتی سے بچنے اور بچانے کی بھرپوری کوشش کی جائے اور پروقار طریقے اختیار کر کے تعارف کی مہم کو دفاتر سے منظّم کیا جائے۔

۱۰- دفاتر کو رہائشی ہوٹل نہ بننے دیا جائے کہ ہر کوئی اس میں قیام کرتا رہے۔ دفتر کی بجلی ، پانی اور دیگر اشیاء کے استعمال کا حق ہر فرد کو نہیں ہے۔ اس لئے نہایت اخلاق کے ساتھ اس بات

کو یقینی بنایا جائے کہ دفتر میں بلاضرورت قیام اور بے فائدہ گپ بازی کی مجالس نہ ہونی چاہئیں۔

۱۱- دفاتر کے اندر اور اپنے علاقوں میں دینی ماحول قائم کرنے کی انتھک کوشش کی جائے اور دفاتر میں خصوصی طور پر نماز ،تعلیم ،نوافل ،زبان کی حفاظت اور نفل روزوں کا اہتمام کیا جائے۔

۱۲- اپنے علاقے کے دینی مدارس اور حضرات علماء کرام کے ساتھ قریبی روابط رکھے جائیں اور کام کے سلسلے میں ان سے مشاورت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرضیات کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

# مکتوب (۹)

## زندگی کو قیمتی بنانے کا نسخہ

انسان کی قدر و قیمت اس کے وقت کی قدر و قیمت سے پہچانی جاتی ہے جو شخص اپنے وقت کو جتنا قیمتی بناتا ہے اس قدر اس کی زندگی مفید بنتی ہے۔ اور جو شخص اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے اسے سوائے پچھتانے کے اور کچھ نہیں ملتا۔ ایک نظر ماضی پر ڈالئے تو آپ کو اندازا ہو گا کہ ماضی کے صفحات وقت قیمتی بنانے والوں کے کارناموں اور وقت ضائع کرنے والوں کی حسرتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانی کامیابی اور ناکامی کا معیار ”سورہ والعصر“ میں بیان فرماتے ہوئے پہلے زمانے کی قسم کھائی ہے جس میں اس طرف واضح اشارہ ہے کہ انسان کی کامیابی تبھی ممکن ہے جب وہ اپنی زندگی کے اوقات کی قدر کو پہچانے گا اور انہیں ضائع ہونے سے بچائے گا، اسی طرح زمانے کی قسم کھانے میں یہ اشارہ بھی ہے کہ انسان برف کے اس تاجر کی طرح ہے جس کی پونجی اگر فروخت نہ ہوئی تو پگھل کر بیکار ختم ہو جائے گی۔ جس طرح برف ہر لحہ پگھلتی رہتی ہے اسی طرح وقت بھی آہستہ آہستہ گزرتا جاتا ہے اور ہماری قیمتی گھڑیوں کی خوبصورت سوئیاں ہر جھٹکے کے ساتھ ہماری زندگی کے اوقات کم ہونے کا اعلان کرتی ہیں۔ پس میرے ہم سفر دوستو! ہم میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ اس کی زندگی کا کتنا حصہ گذر چکا ہے اور کتنا باقی ہے لیکن ہم سے ہر ایک اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کی زندگی تیزی سے گذر رہی ہے اور اپنے خاتمے کی طرف بڑھ رہی ہے اور اگر ہم نے اپنی اس گزرتی زندگی کے اوقات کو فضول گپ شپ، چائے بازی، یاری دوستی، یا بے وقت سونے میں گزار دیا تو قیامت کے دن اس وقت پر پچھتاوا ہو گا اور دنیا میں بھی یہ وقت ہمیں سوائے حسرت اور بڑھاپے کی

طرف دھکیلنے کے اور کچھ نہیں دے سکے گا اسلئے ہماری اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ہم آج ہی سے اپنے اوقات کو ترتیب سے گزارنے اور قیمتی بنانے کا عزم کرلیں اور اپنی زندگی پر اس بات کا کڑا پہرہ بٹھادیں کہ ہمارا وقت کسی گناہ کے کام یا فضول مصروفیت میں ضائع نہ ہو۔ آج جہاد کی تحریک جس دوراہے پر کھڑی ہے اس کا بھی اہم ترین تقاضہ یہ ہے کہ جہاد کو سمجھنے والے اور جہاد کے ساتھ وابستگی رکھنے والے افراد ہمہ تن اور ہمہ وقت جہاد کی محنت میں مصروف رہیں اور اپنے اوقات کو فضول ضائع ہونے سے بچائیں۔ دیکھئے ہماری زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ گزر چکا ہے آج کے بعد کاغذ قلم اٹھا کر اس بات کا جائزہ لیجئے کہ میری زندگی کی فضول مصروفیات کیا کیا ہیں۔

۱- کہیں فضول گپ شپ کا عادی تو نہیں ہوں؟

۲- کہیں میں لایعنی، فحش اور بے ہودہ گفتگو میں وقت صرف کرنے والا تو نہیں ہوں؟

۳- کہیں میں کھانے اور سونے میں ضرورت سے زیادہ وقت تو ضائع نہیں کر رہا؟

۴- کہیں مجھے کھیل کود دیکھنے یا ان کی خبریں سننے یا کمپیوٹر پر زیادہ وقت برباد کرنے یا گانا سننے جیسے مہلک امراض تو نہیں ہیں؟

۶- کہیں میں وقت کے بارے میں بے پرواہ تو نہیں ہوں؟

۷- کہیں میں کسی کی ناجائز محبت میں گرفتار تو نہیں ہوں؟

اس مختصر سے جائزے کے بعد اس بات کا عزم کیجئے کے میں آئندہ!

۱- اپنی زندگی کے ایک ایک منٹ کی فکر کروں گا۔

۲- لوگوں کو خوش کرنے اور دکھاوے والی رسومات میں وقت برباد نہیں کروں گا۔

۳- اپنی زندگی کا ایک نظام الاوقات (ٹائم ٹیبل) بناؤں گا۔

۴- اور گناہ کے ہر کام سے بچوں گا۔

اس عزم کے بعد اس بات کا اندازہ لگایئے کہ آپ کے اندر کسی ضروری چیز کی کمی ہے اور جہاد کا کون سا کام آپ اچھی طرح سے کر سکتے ہیں؟ پھر سب سے پہلے عبادات کے بعد اپنا

وقت اس کمی کو پورا کرنے میں لگائیے جس کی آپ کو ضرورت ہے اور باقی تمام وقت دین کے اس کام پر صرف کر دیجئے جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ اچھی طرح کر سکتے ہیں۔

باقی رہا مسئلہ انسانی ضروریات کا تو کچھ وقت ان کے لئے بھی ضرور نکالئے لیکن صرف بقدر ضرورت اس طرح سے آپ کی زندگی میں انشاء اللہ نکھار آئے گا اور آپ کو اندازہ ہوگا کہ ایک انسان اگر اپنے وقت کی حفاظت کرے تو وہ کیا کچھ کر سکتا ہے؟

اگر ہمت کرے پھر کیا نہیں انسان کے بس میں
یہ ہے کم ہمتی جو بے بسی معلوم ہوتی ہے

والسلام

# مکتوب (۱۰)

## نماز تہجد اور مجاہدین

تہجد کی نماز ایک عظیم الشان نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ رات کا آخری حصہ ایک مؤمن کیلئے بے انتہا قیمتی ہوتا ہے، اسلیئے کہ اس حصے میں اس کا محبوب مالک اسے بلاتا ہے، اس سے پوچھتا ہے اور اسے اپنے سے مانگنے کی دعوت دیتا ہے۔ پس جو خوش قسمت انسان اللہ تعالیٰ کے اس بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے جاگ کھڑا ہوتا ہے اور اپنے پیارے مالک کے عشق میں اپنے نرم بستر ، بیوی اور نیند کو چھوڑ دیتا ہے، وہ اپنی جھولی رحمت اور بخشش سے بھر لیتا ہے اور پھر اسے کسی اور سے مانگنے کی دردناک تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی بلکہ وہ ساری مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جسے رات کی تنہائیوں میں اپنے حقیقی مالک کے ساتھ سرگوشی کا لطف نصیب ہو جائے وہ کسی اور کے سامنے جھکنے اور کسی سے کچھ مانگنے کو عار سمجھتا ہے۔ اسی لئے حضرات مجاہدین کو چاہئے کہ تہجد کا خوب اہتمام کریں اور اس نعمت سے وافر حصہ حاصل کریں۔ آپ حضرات اللہ تعالیٰ کیلئے جان کی قربانی پیش کرتے ہیں تو آپ کیلئے دو چار منٹ کی نیند قربان کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے بلاوے پر گھمسان کی لڑائیوں میں کودنے کے عادی ہیں تو رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کو مصلّے پر بلاتا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اس بلاوے پر بھی والہانہ لبیک کہیں۔

رات کا قیام آپ کے جہاد کو مضبوط اور آپکی یلغار کو طاقتور بنائے گا۔ رات کے آخری حصے کے سجدے آپ کے اندر جرأت، ہمت اور فصاحت پیدا کریں گے اور آپ جہاد کے میدان میں اپنے اندر ایک نئی توانائی محسوس کریں گے۔

رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرگوشیاں آپ کو فتح اور شہادت کے قریب تر کر دیں گی اور آپکے دل میں شوق شہادت کو بڑھا دیں گی۔ رات کی تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے خوف سے بہنے والے آنسو آپ کی تحریک کو عالمگیر بنا دیں گے اور آپ کے کام پر اللہ تعالیٰ اپنی نصرت کا سایہ عطاء فرمائیں گے۔

اپنے مراکز، دفاتر اور گھروں میں اس نعمت کو زندہ کر کے اس بات کا پختہ ثبوت دیں کہ آپ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صرف نام لیوا ہی نہیں بلکہ متبع ہیں۔ یاد رہے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دن کو میدان جہاد میں اور رات کو مصلے پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کیا کرتے تھے۔

یا اللہ! ہم سب کو اس عظیم اور پیاری نعمت سے وافر حصہ عطاء فرما۔ آمین۔

والسلام

# مکتوب (۱۱)

## زندگی کا نیا سال اور محاسبہ

یکم محرم الحرام سے مسلمانوں کا ایک اور نیا سال شروع ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و فضل سے ہمیں پچھلے پورے سال کا عرصہ نصیب فرمایا۔ خوش نصیب ہیں وہ ساتھی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس نعمت کی قدر کی اور پچھلے سال ایمان و جہاد کے میدان میں خوب خوب ترقی کی۔ ایسے مجاہدین کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس سے استقامت کی دعاء مانگنی چاہئے لیکن وہ ساتھی جنہوں نے پچھلے سال کے اوقات کو ضائع کیا، یا اس میں بھرپور ایمانی و جہادی محنت نہیں کی، یا خدانخواستہ گزشتہ سال کچھ برائیاں ان سے سرزد ہوئیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کریں اور ایک نئے عزم اور ایک نئے حوصلے کے ساتھ اگلے سال کے اوقات کو قیمتی بنا کر محنت شروع کردیں۔

میرے ہم سفر بھائیو! ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس نئے سال کے کتنے دن اس کی عمر کا حصہ بنیں گے؟ ممکن ہے ہمیں یہ پورا سال نصیب ہوجائے اور ممکن ہے کہ یہی سال ہماری موت یعنی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا سال ہو، بس اسی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اوقات کو غنیمت سمجھیں اور ان میں سے ایک گھڑی بھی ضائع نہ کریں۔ یاد رکھیں! ہماری زندگی برف کی طرح پگھل رہی ہے اور ہم ہر دن قبر کے قریب ہوتے جارہے ہیں، ان حالات میں اپنی موت اور آخرت کو یاد کرکے خوب ایمانی و جہادی محنت کرنی چاہئے اگر ہم نے اپنے اوقات کی قدر کو سمجھا اور پھر انہیں قیمتی بنانے کی فکر کی تو یقین جانیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نصرت فرمائے گا اور ہمارے ہاتھوں سے امت مسلمہ کے ارمانوں کو پورا

کرے گا۔

آیئے! اللہ تعالیٰ کے پاک نام کے ساتھ اس سال کا آغاز کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہر نعمت اور صلاحیت اس کے دین کے غلبے کے لئے استعمال کریں گے۔

والسلام

# مکتوب (۱۲)

## حسن سلوک اور خوش اخلاقی

مجاہدین کے لئے ایک اہم سبق

آج کی مجلس میں آپ حضرات کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ آج کفر ونفاق پھیلانے والے ادارے اپنے مکار اور عیّار چہروں پر خوش اخلاقی کا غازہ مل کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور عزت، حوصلہ افزائی اور محبت کی بھوکی انسانیت تیزی کے ساتھ گمراہی کی ''خوشنما جہنم'' میں گرتی جارہی ہے۔ اس کے برعکس ایمان واسلام اور جہاد کی دعوت دینے والوں نے اپنی حسین اور خوشبودار دعوت پر تلخی، تند مزاجی اور سخت کلامی کا حجاب ڈال رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ اس عظیم دعوت کی حقیقی خوبصورتی کو نہیں پہچان سکتے اور بعض اوقات اس سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بس جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ناظمین، منتظمین اور کارکنوں کو چاہئے کہ اس صورتحال کو سدھارنے کی کوشش کریں اور آغاز اپنی ذات سے کریں اور وہ اس طرح کہ آج سے اس بات کا عزم کر لیں کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ نرمی، محبت، خوش خلقی اور احترام کا معاملہ کریں گے۔ ہمارے دفاتر میں آنے والا ہر شخص محبت اور احترام پائے گا اور ہم سے ملاقات کرنے والا ہر محبِّ جہاد ایمانی محبت کی حلاوت پائے گا۔

ہم کسی کے ساتھ تلخ نوائی (کڑوے لہجے میں گفتگو) نہیں کریں گے، ہم کسی مسلمان کو اپنے ہاتھ اور زبان سے ایذا نہیں پہنچائیں گے، ہم کسی باعزت مؤمن کو رسوا نہیں کریں گے، اور نہ ہی ہم اپنی ذاتی بالادستی کے لئے کسی کو تکلیف پہنچائیں گے۔

یاد رکھئے یہ شریعت کا حکم بھی ہے اور تنظیمی ہدایت بھی۔ آپ تنظیمی قوانین کو اپنے دفاتر

اور مراکز میں مکمل مضبوطی سے جاری کریں مگر لہجہ، انداز اور طریقہ کار نرم رکھیں تب آپ کی ایمانی دعوت دلوں کو چھوئے گی اور بدنوں پر نافذ ہو گی۔ آپ دفاتر میں آنے والوں کو پیپسی کولا بے شک نہ پلائیں لیکن محبت کے ساتھ سادہ پانی ضرور پلائیں اور اکرام کا معاملہ فرمائیں تب یہ آنے والا عظمت اسلام کی محنت میں آپ کا مخلص، جفاکش اور جانثار ساتھی بن جائے گا۔

والسلام

# مکتوب (۱۳)

## رمضان المبارک اور مجاہدین

رمضان کا مبارک مہینہ بہت قریب ہے۔ یہ مہینہ ایمان و جہاد کا ’’موسمِ بہار‘‘ ہے۔انسان کے نفس کو موذی سانپ بنانے والے شیاطین اس مہینے میں باندھ دیئے جاتے ہیں اور انسانی قلب کو روحانیت کی زندگی دینے والے فرشتے زمین پر اتار دیئے جاتے ہیں ایسا خوبصورت اور سنہری موقع سال میں ایک بار آتا ہے۔ دل والے لوگ اس میں بہت کچھ کما لیتے ہیں اور متاعِ گم گشتہ کو پا لیتے ہیں جبکہ محروم لوگ اپنی بدبختی پر مہریں لگاتے ہیں اور خود پر شیطانوں کو ہنساتے ہیں۔جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جانبازوں کو ابھی سے اس مہینے کے لئے کمر کس لینی چاہئے اور عزم کر لینا چاہئے کہ وہ اس رمضان کا ہر لمحہ قیمتی بنائیں گے۔اے شہداء بدر کے نام لیواؤ! تمہیں اصحاب بدر کے طریقے پر چلنا ہوگا اور رمضان میں خوب محنت کرنا ہوگی۔میری آپ سب سے تاکیدی گزارش ہے کہ آپ رمضان المبارک کی قیمت اور مقام کو سمجھیں اور پھر سعادت وخوش بختی کے انعامات سے اپنی جھولیاں بھریں۔آپ اس ماہ میں جہادی کام کو تیز کر دیں اور اپنے محاذوں کو مضبوط کرنے کیلئے اسباب و وسائل جمع کریں۔آپ قرآن مجید کی تلاوت، نماز تراویح، نوافل اور دعاؤں کا بھرپور اہتمام کریں اور تنظیمی کام کا بہانہ بنا کر عبادت میں کسی طرح کی سستی نہ کریں۔آپ اپنی زبانوں کو شریعت کے مطابق بنانے کی بھرپور کوشش کریں اور خصوصاً روزے کی حالت میں خیر کے سوا اپنی زبان سے کچھ اور نہ نکالیں یہ مہینہ ایمان وجہاد کا مہینہ ہے، پس آپ کا ہر لمحہ انہیں کاموں کے لئے وقف رہنا چاہئے۔اگر آپ نے اس کا اہتمام کر لیا تو رمضان کے بعد یکم شوال کے دن آپ کو محسوس ہوگا کہ واقعی آج کا دن عید کا دن ہے خوشی کا دن ہے۔

والسلام

# مکتوب (۱۴)

## جہاد کا نیا مرحلہ

امارت اسلامی افغانستان کے سقوط کے فوراً بعد لکھا گیا مکتوبِ خادم

غمزدہ، مایوس اور نا امید ہونے کی کوئی بات نہیں ہے مایوس اور پریشان وہ ہوں جنہوں نے جہاد کا فریضہ چھوڑ رکھا ہے اور کافروں کی مدد کر کے اپنے ایمان اور آخرت کو تباہ کر رہے ہیں...... یہ دنیا تو فانی ہے اور یہاں شہادت کا ملنا ایک عظیم الشان نعمت ہے یہاں پر زندہ رہنا کمال نہیں شہادت پانا ایک کمال ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطاء فرماتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں اور ہماری خوشی اور کامیابی اس کا حکم پورا کرنے میں ہے پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرتے ہیں انہیں خوش ہونا چاہئے خواہ اس میں ان کی گردن ہی کیوں نہ کٹ جائے۔

یاد رہے کہ ایک مسلمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حکم میں گھر چھوڑنا، ٹھوکریں کھانا، تکلیفیں برداشت کرنا اور سر کٹوانا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بادشاہت پا کر ہزار سال کی پرسکون زندگی پانے سے اربوں گنا بہتر ہے۔

افغانستان میں عالمی جہاد شروع ہو چکا ہے اور مسلمانوں کا دشمن جنگ کے دو مرحلے (راؤنڈ) ہار چکا ہے...... اب تیسرا مرحلہ شروع ہے اس مرحلے میں امریکا نے ساری دنیا سے مدد مانگ لی ہے جبکہ حضرات طالبان نے حکومت کی قربانی دیکر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی ہے...... اہل ایمان کا فرض ہے کہ وہ حضرات طالبان کا ساتھ دیں۔ یہ فرض جو ادا کرے گا وہ انشاء اللہ مزے میں رہے گا...... اور اس کی آخرت بہترین ہو جائے گی مگر جو اس فرض میں اس نازک موقع پر کوتاہی کرے

گا...... یا مسلمانوں کے خلاف کافروں کا عملی یا زبانی تعاون کرے گا...... وہ گھاٹے میں رہے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی...... اب امتحان کی گھڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس امتحان میں کامیابی عطاء فرمائے۔ رمضان المبارک کا خوشبوؤں، برکتوں، رحمتوں اور بخششوں والا مہینہ شروع ہو چکا ہے، یہ مہینہ جہاد، شہادت، فتح، غنیمت...... اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا مہینہ ہے...... اس مہینہ میں خوب قرآن پڑھیئے اس پر عمل کیجئے، اپنی راتوں کو زندہ رکھئے اور اپنی دعاؤں میں امت مسلمہ کیلئے فتح اور کامیابی مانگیے۔

آپ کے ساتھی افغانستان و کشمیر میں سخت برفانی موسم اور موذی دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں...... اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کی گرم بازاری بھی جاری و ساری ہے...... ان حالات میں اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے اپنے جسم اور گھروں سے کفر و فسق کے ہر نشان کو دور کیجئے، رو رو کر دعائیں مانگیے اور اپنی جان اور اپنے مال سے مجاہدین کو مضبوط کیجئے۔

یا اللہ اس رمضان کو امت مسلمہ کی فتح، کفر کی شکست اور ہم سب کی بخشش والا مہینہ بنا دے۔

آمین یا رب الشہداء والمجاہدین۔

والسلام

# مکتوب (۱۵)

## حالات جنگ اور آٹھ ضروری کام

جنگ عظیم شروع ہوچکی ہے، ایک طرف صلیب بردار یہودیوں کی قیادت میں کافروں اورمنافقوں کا جالوتی لشکر ہے......جبکہ دوسری طرف حضرت امیر المؤمنین کی قیادت میں اسلام کی خاطر ماریں کھانے والے مظلوم مسلمانوں کی طالوتی جماعت ہے......کافروں اورمنافقوں کے ہاں سب سے بڑا جرم اسلام پرعمل کرنا اور پختہ مسلمان ہونا ہے...... چنانچہ جوبھی اس جرم کا مجرم ہو اسے ماردیا جائے یا گرفتار کرلیا جائے یا نوکری سے باہر کردیا جائے کم ازکم ان پرکڑی نظر رکھی جائے......

اسلام دشمن کافر......پوری شیطانیت اور خباثت پر اتر آئے ہیں جبکہ موت کے خوف سے تھر تھر کانپنے والے منافق ان کی جی حضوری میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا ہے......قرآن وسنت کے واضح احکامات کے مطابق......مسلمانوں کواس موقع پرڈٹ جانا چاہیئے اور ایمان کی خاطر جو کچھ قربان کرنا پڑے سعادت سمجھ کر قربان کرنا چاہیۓ......اس موقع پر پیٹھ دکھانا حرام اور جان، مال، ملک یا عہدہ بچانے کے لئے کافروں کی مدد کرنا، کفر کے ہم پلہ گناہ ہے اور وہ جان، مال، اولاد یا ملک جس کی خاطر ایمان کا سودا کیا جائے یا کافروں کی مسلمانوں کے مقابلے میں مدد کی جائے نعمت نہیں وبال ہے۔

ان حالات میں اسلام پر قائم رہنے والے مرد وخواتین درج ذیل اقدامات کریں۔

(۱) جہاد کی فوری تربیت حاصل کی جائے اور مرد حضرات گھر میں اپنی محرم خواتین کو پستول

بندوق اور دیگر ہتھیاروں کی تربیت دیں۔

(۲) تربیت یافتہ حضرات محاذ کی ترتیب بنائیں، اگر کافر قوتیں باز نہ آئیں تو اس جنگ کا دائرہ پھیل جائے گا اور محاذ جنگ اس قدر وسیع ہو جائے گا کہ تمام مجاہدین کو لڑنے کی سعادت نصیب ہو جائے گی۔ اگر افراد کی کثرت کی وجہ سے آپ کو فی الحال نہ بھیجا جا سکے تو اپنے نمبر کا پورے شوق اور ولولے کے ساتھ انتظار کریں۔

(۳) مسلمان خواتین مجاہدین، مہاجرین اور مظلوم مسلمانوں کیلئے اموال، دوائیاں، نئے کپڑے اور بستر، خیموں اور غذا کا بندوبست کریں مگر استعمال شدہ چیزیں دینے سے پرہیز کریں کیونکہ اس سے جہاد کی تحقیر ہوتی ہے۔

(۴) دعوت جہاد کو عام کیا جائے اور جہادی بیانات اور لٹریچر کو پھیلایا جائے کیونکہ اگر موجودہ عوامی جوش صرف مظاہروں تک محدود رہا اور جان دینے کا جذبہ پیدا نہ ہوا تو اسکا فائدہ کافروں کو حاصل ہوگا۔

(۵) اقلیتوں پر حملے کرنے اور عوام کی املاک کو نقصان پہنچانے سے سختی کے ساتھ اجتناب کیا جائے ورنہ جہاد کی برکات دم توڑ دیں گی۔

(۶) معلوم ہوا کہ حکومت کے بعض اہلکار مستقبل میں جہادی کارکنوں، دینی جماعتوں اور مدارس کو نقصان پہنچانے کے لئے بعض لسانی جماعتوں کو مسلح اور فعال کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس موقع پر کفر کے آلہ کار بن کر اپنی دنیا و آخرت برباد نہ کریں۔ اس شعور کو مسلمانوں میں عام کیا جائے تاکہ کل مسلمان باہمی خانہ جنگی کے ہاتھوں تباہ نہ کر دیئے جائیں۔

(۷) فجر کی نماز میں قنوت نازلہ کا خاص اہتمام کیا جائے اور انفرادی طور پر ہر مرد اور عورت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر خوب اخلاص، اہتمام اور آہ وزاری کے ساتھ دعاؤں کا معمول بنائے۔ خصوصاً امارت اسلامیہ افغانستان کی حفاظت، حضرت امیر المؤمنین اور شیخ اسامہ کی حفاظت

،مجاہدین کی فتح اور کفر کی بربادی کے لئے خوب دعائیں کی جائیں۔اسی سے طرح پاکستان کی موجودہ حکومت کی ہدایت وگرنہ صالح تبدیلی کے لئے خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگی جائیں۔حقیقت یہ ہے کہ وطن عزیز پاکستان موجودہ حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے شدید خطرے میں ہے۔اس حکومت کی اصلاح یا تبدیلی پاکستان کی بقاء کے لئے ازحد ضروری ہے۔

(۸) گناہوں سے بچا جائے اور دوسروں کو بھی سمجھایا جائے۔اس سے قوم میں ایک نئی قوت اور توانائی پیدا ہوگی......امید ہے کہ ان آٹھ نکات پر فوری عمل کی ترتیب بنائی جائے گی۔

والسلام

# مکتوب (۱۶)

## مشکل وقت کا لائحہِ عمل

### افغانستان پر امریکی حملے کے تناظر میں جاری کیا گیا ہدایت نامہ

حالات بظاہر تیزی سے خرابی کی طرف جا رہے ہیں مگر بہت ممکن ہے کہ اس خرابی کے اندر بہت بڑی ''خیر'' پوشیدہ ہو! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ جواب بالکل دوٹوک اور واضح ہے کہ حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہوگا ہم انشاء اللہ صرف اور صرف اسی پر عمل کریں گے......اور اللہ تعالیٰ نے ہر مقام اور ہر طرح کے احوال کے لئے واضح احکامات نازل فرما دیئے ہیں...... یہ احکامات اور ان کی تشریح کتاب وسنت میں مذکور اور فقہ کے ذخیروں میں مرتب ہے......ان حالات میں ہمارے لئے غمگین اور پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے موت ایک حقیقت ہے جو ہر حال میں آنی ہے......چاہے ہارٹ اٹیک سے آئے یا کسی کی گولی یا مزائل سے ......موت سے بھاگنا دنیا کی سب سے بڑی بیوقوفی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت کرنے، دین پر عمل کرنے اور غلبۂ اسلام کی محنت کے لئے پیدا فرمایا ہے پس زندگی وہی اچھی ہے جو ایمان اور غیرت ایمانی کے ساتھ گذرے، کافروں کے سامنے جھک جانا یا ان کی طاقت سے مرعوب ہونا مسلمانون کا نہیں، منافقوں کا کام ہے......پھر ہمارا مضبوط نظریہ اور عقیدہ یہ ہے کہ انسانوں کی بنائی ہوئی کوئی طاقت ناقابل شکست نہیں ہے ہم نے اپنے مختصر سے ماضی میں سوویت یونین کو برباد ہوتے دیکھا ہے...... ہماری آنکھوں نے چند سو مجاہدین کے سامنے انڈیا کو گھٹنے ٹیکتے دیکھا ہے رب کا قرآن بھی ہمیں یہی بتا رہا ہے کہ فتح ایمان والوں کو نصیب ہوتی ہے اور اگر ایمان والے اپنے ایمان پر قائم رہیں تو غلبہ ان کا مقدر بن جاتا ہے۔

ان تمام حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے لئے آئندہ کے حالات میں صحیح فیصلہ کرنا بے حد آسان ہے......اس وقت کوئی سمجھانے والا موجود ہو یا نہ ہو؟ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں اور بے گناہ لوگوں کے ہلاکت سے ہمیں بھی دکھ اور صدمہ پہنچتا ہے لیکن اگر بغیر کسی جرم اور قصور کے ہمارے کلمہ گو بھائیوں کو تختہ مشق بنایا جائے تو پھر اسلام کے احکامات ہمارے لئے بالکل واضح ہیں۔

جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کارکن کثرت سے یا ارحم الراحمین کا ورد کریں اور روزآنہ چند بار یہ آیت پڑھا کریں۔

**وافوض امری إلی اللہ أن اللہ بصیرٌبالعباد (سورۂ غافر آیه ٤٤)**

اور اپنے دماغ کو سمجھائیں کہ ایمانی غیرت کو بیچ کر زندگی کے چند لمحات پانا اپنے ہاتھوں سے زہر کھانے سے زیادہ بدتر ہے اور ایمانی غیرت کے بغیر زندہ رہنا مرجانے سے زیادہ افسوسناک ہے۔

والسلام